1
تفہیم السنۃ
کتاب التوحید
توحید کے مسائل
لا إله إلا الله
تالیف
محمد اقبال کیلانی

ح محمد إقبال كيلاني، ١٤٣١هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

كيلاني ، محمد إقبال

كتاب التوحيد باللغة الأردية./ محمد إقبال كيلاني - ط٥ .

. - الرياض، ١٤٣١هـ

.....ص ؛ ..... سم

ردمك :٧- ٦٠٧٥- ٠٠ . ٦٠٣- ٩٧٨

١- العقيدة الاسلامية أ. العنوان

ديواي ٢٤٠ ١٤٣١/٨٦٦١

رقم الإيداع ٨٦٦١ / ١٤٣١

ردمك :٧- ٦٠٧٥- ٠٠- ٦٠٣ - ٩٧٨

تقسيم كنندة

مكتبة بيت السلام

صندوق البريد: -16737 الرياض:-11474 سعودي عرب

فون: 4381122 فاكس : 4385991

4381155

موبائل: 0542666646-0505440147

فہرست

تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ

”اے دنیا کے لوگو! آؤ ایک ایسے کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔“

⊙ اے اسرائیل کے بیٹو!

تمہارا ایمان ہے کہ

حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے تھے اور یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ انہیں موت آئی، کبھی تم نے غور کیا کہ اللہ کی ذات ”حی اور قیوم“ ہے اور اس کے بیٹے میں بھی یہ صفات ہونی چاہئے تھیں، تو پھر حضرت عزیز علیہ السلام کو موت کیوں آئی؟ جسے موت آئے وہ اللہ کا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے؟

⊙⊙⊙

⊙ اے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے حواریو!

تمہارا ایمان ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی دیئے گئے، کبھی تم نے غور کیا کہ اللہ تو زبردست قوت والا اور ہر ایک پر غالب ہے پھر اس کا بیٹا اتنا کمزور اور بے بس کیوں تھا کہ سولی پر چڑھا دیا گیا، جو سولی پر چڑھا دیا گیا، وہ خدا کا بیٹا کیسے ہو

سکتا ہے؟

⊙⊙⊙

⊙ اے ھندو مت کے پیروکارو!

تمہارا ایمان ہے کہ

دنیا میں 33 کروڑ بھگوان ہیں، ہر آدمی اپنا بھگوان الگ رکھتا ہے، گویا ہر آدمی کا اپنا بھگوان ہے جو اس کی حاجتیں اور مرادیں پوری کرنے پر قادر ہے جبکہ باقی 33 کروڑ 99 لاکھ 99 ہزار 9 سو 99 بھگوان اس کی ضرورتیں پوری کرنے سے عاجز ہیں، کبھی تم نے غور کیا کہ اگر 32 کروڑ 99 لاکھ 99 ہزار 9 سو 99 بھگوان عاجز اور بے بس ہیں، تو پھر انہیں میں سے ایک بھگوان حاجتیں اور مرادیں پوری کرنے پر کیسے قادر ہو سکتا ہے؟

⊙⊙⊙

⊙ اے بدھ مت کے ماننے والو!

تمہارا ایمان ہے کہ

گوتم بدھ عالمگیر سچائی کی تلاش میں برس ہا برس میدانوں، جنگلوں اور صحراؤں میں پھرتا رہا، کبھی تم نے غور کیا کہ جو شخص خود ایک عالمگیر سچائی کی تلاش میں طویل مدت تک سرگرداں رہا، وہ خود عالمگیر سچائی کیسے بن سکتا ہے؟

⊙⊙⊙

⊙ اے ائمہ معصومین کے ماننے والو!

تمہارا ایمان ہے کہ

کائنات کا ذرہ ذرہ امام کے حکم و اقتدار کے آگے سرنگوں ہے اور یہ دعویٰ بھی رکھتے ہو کہ اہل بیت پر جو مصیبت اور آفت آئی وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وجہ سے آئی، کبھی تم نے غور کیا کہ جس کے حکم کے آگے کائنات کا ذرہ ذرہ سرنگوں ہو اس پر آفت اور مصیبت کیسے آسکتی ہے؟ اور جس پر آفت اور مصیبت آجائے وہ کائنات کے ذرہ ذرہ کا حاکم اور مقتدرِ اعلیٰ کیسے بن سکتا ہے؟

⊙⊙⊙

⊙ **اے بزرگان دین اور اولیائے کرام کے ماننے والو!**

تمہارا ایمان ہے کہ

علی ہجویری خزانے عطا کرتے ہیں، خواجہ معین الدین چشتی طوفانوں سے نجات بخشتے ہیں، عبدالقادر جیلانی مصائب اور مشکلات دور کرتے ہیں، امام بری کھوٹی قسمتیں کھری کرتے ہیں اور سلطان باہو اولاد سے نوازتے ہیں، کبھی تم نے غور کیا جب علی ہجویری نہیں تھے تو خزانے کون عطا کرتا تھا جب معین الدین چشتی نہیں تھے تو طوفانوں سے نجات کون بخشتا تھا، جب عبدالقادر جیلانی نہیں تھے تو مصائب اور مشکلات کون دور کرتا تھا، جب امام بری نہیں تھے تو کھوٹی قسمتیں کون کھری کرتا تھا، جب سلطان باہو نہیں تھے تو اولاد کون دیتا تھا؟

⊙⊙⊙

⊙ **اے دنیا کے لوگو! میری بات ذرا غور سے سنو!**

اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تعلیمات میں تضاد کبھی نہیں ہو سکتا، لیکن

تمہارے عقائد وافکار میں موجود تضاد اس بات کا ثبوت ہے کہ

یہ عقائد وافکار اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ نہیں

تو پھر.................!

اے دنیا کے لوگو! آؤ ایک ایسے کلمے کی طرف

⊙ ......جس کی تعلیمات میں کوئی تضاد نہیں۔

⊙ ......جو بنی نوع انسان کی رُوح کی آسودگی اور جسم کو آزادی بخشتا ہے۔

⊙ ......جو بنی نوع انسان کو احترام، عزت اور عظمت عطا کرتا ہے۔

⊙ ......جو بنی نوع انسان کو امن وسلامتی، عدل وانصاف، مساوات وحریت، اخوت ومحبت جیسی اعلیٰ اقدار کی ضمانت دیتا ہے۔

⊙ ......جو بنی نوع انسان کو جہنم کی آگ سے نجات دلاتا ہے۔

وہ ایک کلمہ ہے

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں!

⊙⊙⊙

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْاَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ،
اَمَّا بَعْدُ !

قیامت کے روز انسان کی نجات کا انحصار دو باتوں پر ہوگا ① ایمان اور ② عمل صالح۔ ایمان سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان، رسالت اور آخرت پر ایمان، فرشتوں اور کتابوں پر ایمان، اچھی یا بری تقدیر پر ایمان۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

”ایمان کی 70 سے زیادہ شاخیں ہیں ان میں سے افضل ﴿ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ ﴾ کہنا ہے۔“ (صحیح بخاری) یعنی ایمان کی بنیاد کلمہ توحید ہے۔

اعمال صالحہ سے مراد وہ اعمال ہیں جو سنتِ رسول ﷺ کے مطابق ہوں، بلاشبہ نجاتِ اُخروی کے لئے اعمال صالحہ بہت اہمیت رکھتے ہیں لیکن عقیدہ توحید اور اعمال صالحہ دونوں میں سے عقیدۂ توحید کی اہمیت کہیں زیادہ ہے۔

قیامت کے روز عقیدہ توحید کی موجودگی میں اعمال کی کوتاہیوں اور لغزشوں کی معافی تو ہوسکتی ہے لیکن عقیدے میں بگاڑ (کافرانہ، مشرکانہ یا توحید میں شرک کی آمیزش) کی صورت میں زمین و آسمان کی وسعتوں کے برابر صالح اعمال بھی بے کار و عبث ثابت ہوں گے۔ سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کافر لوگ اگر روئے زمین کے برابر سونا صدقہ کریں تو ایمان لائے بغیر ان کا یہ صالح عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّـذِيْـنَ كَـفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّ لَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○ ﴾ (91:3)

''جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور کفر ہی کی حالت میں مرے ان میں سے کوئی اگر (اپنے آپ کو سزا سے بچانے کے لئے) روئے زمین بھر کر بھی سونا فدیہ میں دے تو اسے قبول نہ کیا جائے گا۔ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے اور ایسے لوگوں کے لئے کوئی مددگار نہیں ہوگا۔'' (سورہ آل عمران، آیت نمبر 91)

گویا نہ صرف یہ کہ ان کے نیک اعمال ضائع ہوں گے بلکہ عقیدہ کفر کی وجہ سے انہیں دردناک عذاب بھی دیا جائے گا اور کوئی ان کی مدد یا سفارش بھی نہیں کر سکے گا۔سورہ انعام میں انبیاء کرام علیہم السلام کی مقدس جماعت حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یسع علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر خیر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾(88:6)

''اگر کہیں ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کے بھی سب (نیک) اعمال ضائع ہو جاتے۔'' (سورہ انعام، آیت نمبر 88)

شرک کی مذمت میں قرآن مجید کی دیگر آیات ملاحظہ ہوں:

﴿ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ۝ ﴾(65:39)

''اے نبی! تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا کیا کرایا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔'' (سورہ زمر، آیت نمبر 65)

﴿ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝ ﴾(213:26)

''پس اے نبی! اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو ورنہ تم بھی سزا پانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔'' (سورہ شعراء، آیت نمبر 213)

مذکورہ بالا آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کر کے

بڑے فیصلہ کن اور دوٹوک انداز میں یہ بات ارشاد فرمادی ہے کہ شرک کا ارتکاب اگر تم نے بھی کیا تو نہ صرف یہ کہ تمہارے سارے نیک اعمال ضائع کردیئے جائیں گے بلکہ دوسرے مشرکین کے ساتھ جہنم کا عذاب بھی دیا جائے گا۔

سورہ مائدہ میں ارشادِ مبارک ہے:

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰهُ النَّارُ ۝ ﴾(72:5)

''جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔'' (سورہ مائدہ، آیت نمبر 72)

سورہ نساء کی ایک آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۝ ﴾(116:4)

''اللہ تعالیٰ کے یہاں شرک کی بخشش ہی نہیں اس کے سوا اور سب کچھ معاف ہوسکتا ہے جسے وہ معاف کرنا چاہے۔'' (سورہ نساء، آیت نمبر 116)

ان دونوں آیتوں سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شرک ناقابل معافی گناہ ہے، شرک کے علاوہ کوئی دوسرا گناہ ایسا نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ناقابل معافی قرار دیا ہو یا جس کے ارتکاب پر جنت حرام کر دی ہو۔

سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے حالتِ شرک میں مرنے والوں کے لئے بخشش کی دعا تک کرنے سے منع فرمادیا ہے۔ ارشاد مبارک ہے:

﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ ﴾(113:9)

''نبی اور اہل ایمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ وہ جہنمی ہیں۔'' (سورہ توبہ، آیت نمبر 113)

اب شرک کی مذمت میں چند احادیث مبارک بھی ملاحظہ ہوں:

① رسول اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو دس نصیحتیں فرمائیں جن میں سرفہرست یہ نصیحت تھی ((لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَ اِنْ قُتِلْتَ أَوْ حُرِّقْتَ)) یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا خواہ قتل کر دیئے جاؤ یا جلا دیئے جاؤ۔'' (مسند احمد)

② آپ ﷺ نے فرمایا ''سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو ① اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ② جادو ③ ناحق قتل کرنا ④ یتیم کا مال کھانا ⑤ سود کھانا ⑥ میدان جنگ سے بھاگنا ⑦ بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔'' (صحیح مسلم)

③ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کے گناہ معاف کرتا رہتا ہے جب تک اللہ اور بندے کے درمیان حجاب واقع نہ ہو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! حجاب سے کیا مراد ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''حجاب کا مطلب یہ ہے کہ انسان مرتے دم تک شرک میں مبتلا رہے۔'' (مسند احمد)

مذکورہ بالا آیات واحادیث سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ شرک ہی وہ گناہ ہے جس کے نتیجہ میں انسان کی ہلاکت اور بربادی یقینی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

① قیامت کے روز حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کی بخشش کے لئے سفارش کریں گے، تو جواب میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے ((اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ)) میں نے جنت کافروں کے لئے حرام کر دی ہے۔ (صحیح بخاری) یہ کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سفارش رد کر دی جائے گی۔

② رسول اکرم ﷺ کے چچا جناب ابو طالب کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ انہوں نے آپ ﷺ کی بعثت مبارک کے بعد ہر مشکل وقت میں بڑی جرأت اور استقامت کے ساتھ آپ ﷺ کا ساتھ دیا۔ قریش مکہ کے ظلم وستم اور بے پناہ دباؤ کے سامنے آہنی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ شعبِ ابی طالب کے ایام اسیری میں آپ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا۔ ابوجہل وغیرہ نے رسول اکرم ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا تو بنو ہاشم اور بنو مطلب کے نوجوانوں کو اکٹھا کر کے حرم شریف میں ابوجہل کو علی الاعلان مرنے مارنے کی دھمکی دی۔ جناب ابوطالب زندگی بھر رسول اکرم ﷺ کا اسی

طرح ساتھ دیتے رہے۔ جس سال جناب ابوطالب کا انتقال ہوا رسول اکرم ﷺ نے اسے غم کا سال (عام الحزن) قرار دیا۔ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ خونی تعلق اور دینی معاملات میں آپ ﷺ کی بھرپور حمایت کے باوجود ایمان نہ لانے کی وجہ سے جناب ابوطالب جہنم میں چلے جائیں گے۔ (صحیح مسلم)

③ ایک شخص عبداللہ بن جدعان کے بارے میں رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا ''وہ صلہ رحمی کرنے والا اور لوگوں کو کھانا کھلانے والا شخص تھا، کیا اس کی یہ نیکیاں قیامت کے روز اس کے کام آئیں گی؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''نہیں! کیونکہ اس نے عمر بھر ایک دفعہ بھی یہ نہیں کہا:

﴿ رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمِ الدِّیْنِ ﴾

''اے میرے رب! قیامت کے روز میرے گناہ معاف فرمانا۔'' (صحیح مسلم)

یعنی اس کا نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان تھا نہ قیامت کے دن پر لہٰذا اس کی ساری نیکیاں اور صالح اعمال برباد ہوجائیں گے۔

مذکورہ بالا حقائق سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ عقیدہ توحید کے بغیر نیک اور صالح اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں ذرّہ برابر اجر وثواب کے مستحق نہیں سمجھے جائیں گے۔

شرک کے برعکس عقیدہ توحید قیامت کے دن گناہوں کا کفارہ اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا باعث بنے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''جس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کا ارادہ کیا اور اسی پر مرا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''خواہ زنا کیا ہو، خواہ چوری کی ہو؟'' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''ہاں! خواہ زنا کیا ہو، خواہ چوری کی ہو۔'' (صحیح مسلم) ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''اے ابن آدم! اگر تو روئے زمین کے برابر گناہ لے کر آئے اور مجھ سے اس حال میں ملے کہ کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کیا ہو تو میں روئے زمین کے برابر تجھے مغفرت عطا کروں گا۔'' (ترمذی) قیامت کے روز ایک آدمی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا جس کے ننانوے دفتر گناہوں سے پُر ہوں گے وہ آدمی اپنے گناہوں کی وجہ سے مایوس ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے ''آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا، تمہاری ایک نیکی بھی ہمارے پاس ہے لہٰذا میزان کی جگہ چلے جاؤ۔'' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''اس کے گناہ ترازو کے

ایک پلڑے میں ڈال دیئے جائیں گے اور نیکی دوسرے پلڑے میں، وہ ایک نیکی تمام گناہوں پر بھاری ہوجائے گی۔وہ ایک نیکی ((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)) ہوگی۔ (ترمذی)ایک بوڑھا شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! ساری زندگی گناہوں میں گزری ہے کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا ارتکاب نہ کیا ہو، روئے زمین کی ساری مخلوق میں اگر میرے گناہ تقسیم کردیئے جائیں تو سب کو لے ڈوبیں، کیا میری توبہ کی کوئی صورت ہے؟'' رسول اکرم ﷺ نے پوچھا'' کیا اسلام لائے ہو؟'' اس نے عرض کیا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' جا،اللہ معاف کرنے والا اور گناہوں کو نیکیوں سے بدلنے والا ہے۔'' اس نے عرض کیا'' کیا میرے سارے گناہ اور جرم معاف ہوجائیں گے؟'' رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' ہاں! تیرے سارے گناہ اور جرم معاف ہوجائیں گے۔''(ابن کثیر)

غور فرمایئے! ایک طرف آپ ﷺ کا حقیقی چچا، جس نے عمر بھر دین کے معاملہ میں آپ ﷺ کی رفاقت کا حق ادا کیا لیکن عقیدہ توحید پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے جہنم کا مستحق ٹھہرا۔دوسری طرف ایک اجنبی شخص جس کا رسول اکرم ﷺ سے کوئی خونی رشتہ نہیں اور وہ خود اپنے بے پناہ گناہوں کا اعتراف بھی کررہا ہے محض عقیدہ توحید پر ایمان لے آنے کی وجہ سے جنت کا مستحق ٹھہرا۔

اس ساری گفتگو سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قیامت کے دن نجات کا تمام تر دارومدار انسان کے عقیدہ پر ہوگا اگر عقیدہ کتاب وسنت کے مطابق خالص توحید پر مبنی ہوا تو نیک اعمال قابل اجروثواب ہوں گے اور گناہ قابل بخشش اور قابل معافی ہوں گے لیکن اگر عقیدہ ،توحید کے بجائے شرک پر مبنی ہوا تو روئے زمین کے برابر نیک اعمال بھی نامقبول اور مردود ہوں گے۔

عقیدۂ توحید کی وضاحت:

توحید کا مادہ''وحد'' ہے اور اس کے مصادر میں سے ''وحد'' اور ''وحدۃ'' زیادہ مشہور ہیں۔ جس کا مطلب ہے اکیلا اور بے مثال ہونا۔''وحید'' یا ''وحد'' اس ہستی کو کہتے ہیں جو اپنی ذات اور اپنی صفات میں اکیلی اور بے مثال ہو۔''وحد'' کا واؤ ہمزہ سے بدل کر ''احد'' بنا ہے۔یہی لفظ سورہ اخلاص میں اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں اکیلا اور بے

مثال ہے کوئی دوسرا اس جیسا نہیں جو اس کی ذات اور صفات میں شریک ہو۔

توحید کی تین اقسام ہیں:

① توحید ذات ② توحید عبادت ③ توحید صفات۔

ذیل میں ہم تینوں کی الگ الگ وضاحت پیش کر رہے ہیں۔

① توحیدِ ذات:

توحیدِ ذات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات میں اکیلا، بے مثال اور لاشریک مانا جائے۔ اس کی بیوی ہے نہ اولاد، ماں ہے نہ باپ، وہ کسی کی ذات کا جزء ہے نہ کوئی دوسرا اس کی ذات کا جزء۔

یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانتے تھے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں گروہوں کے اس باطل عقیدہ کی تردید قرآن مجید میں یوں فرمائی:

﴿ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○﴾(30:9)

''یہودی کہتے ہیں عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ بے حقیقت باتیں ہیں جو وہ اپنی زبانوں سے نکالتے ہیں۔ ان لوگوں کی دیکھا دیکھی جنہوں نے ان سے پہلے کفر کیا، اللہ کی مار ان پر یہ کہاں سے دھوکا کھا رہے ہیں۔'' (سورہ توبہ، آیت نمبر 30)

مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے اس باطل عقیدہ کی بھی درج ذیل الفاظ میں مذمت فرمائی:

﴿ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ○﴾(100:6)

''لوگوں نے جنوں کو اللہ کا شریک بنا رکھا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو جنوں کو پیدا کیا ہے (اسی طرح بعض) لوگوں نے بے جانے بوجھے اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بنا رکھی ہیں حالانکہ اللہ پاک بالاتر ہے ان باتوں سے جو یہ کرتے ہیں۔'' (سورہ انعام، آیت نمبر 100)

بعض مشرک اللہ تعالیٰ کی مخلوق مثلاً فرشتوں، جنوں یا انسانوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو مدغم سمجھتے تھے۔(اسے عقیدہ حلول کہا جاتا ہے) بعض مشرک کائنات کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کو مدغم کہتے تھے۔(اسے عقیدہ وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ نے ان تمام باطل عقائد کی تردید درج ذیل آیت میں فرما دی۔

﴿ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ﴾(15:43)

لوگوں نے اس کے بندوں میں سے بعضوں کو اس کا جزء بنا ڈالا، حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلا احسان فراموش ہے۔" (سورہ زخرف، آیت نمبر 15)

اب ساری آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی خاندان نہیں۔اس کی بیوی ہے نہ اولاد، ماں ہے نہ باپ، نہ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات کائنات کی کسی (جاندار یا غیر جاندار) چیز میں مدغم ہے، نہ کسی چیز کا جزء ہے نہ ہی کائنات کی کوئی دوسری چیز (جاندار یا غیر جاندار) چیز اللہ تعالیٰ کی ذات میں مدغم ہے، نہ ہی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی ذات کا جزء ہے، نہ ہی اللہ تعالیٰ کے نور سے کوئی مخلوق پیدا ہوئی ہے، نہ ہی کوئی مخلوق اس کے نور کا جزء ہے۔رسول اکرم ﷺ نے مشرکین مکہ کو جب ایک لاشریک ہستی کی دعوت دی تو انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا"جس چیز کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں اس کا حسب نسب کیا ہے ،وہ کس چیز سے بنا ہے وہ کیا کھاتا ہے کیا پیتا ہے اس نے کس سے وراثت پائی اور اس کا وارث کون ہوگا؟"

ان سوالوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورہ اخلاص نازل فرمائی:

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۝ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ﴾ (112:1-4)

"کہو وہ اللہ ہے یکتا، اللہ سب سے بے نیاز ہے سب اس کے محتاج ہیں نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔" (سورہ اخلاص، آیت نمبر 4-1)

توحید ذات کے بارے میں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عرش معلیٰ پر جلوہ فرما ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔[1] البتہ اس کا علم اور قدرت ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔اس عقیدہ کے برعکس کسی کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا یا بیٹی ماننا یا کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا حصہ اور جزء کہنا یا اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہر جگہ اور ہر چیز میں موجود سمجھنا شرک فی الذات کہلاتا

[1] ملاحظہ ہو باب توحید فی الذات مسئلہ نمبر 33

ہے۔

② توحید عبادت:

توحید عبادت یہ ہے کہ ہر قسم کی عبادت کو صرف اللہ کے لئے خاص کیا جائے اور کسی دوسرے کو اس میں شریک نہ کیا جائے۔قرآن مجید میں عبادت کا لفظ دو مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

اولا : پوجا اور پرستش کے معنوں میں، جیسا کہ درج ذیل آیت سے ظاہر ہوتا ہے:

﴿ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○ ﴾(41:38)

''سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر تم واقعی اللہ کی عبادت کرنے والے ہو۔'' (سورہ حم سجدہ، آیت نمبر 37)

ثانیاً : اطاعت اور فرمانبرداری کے معنی میں جیسا کہ درج ذیل آیت سے ظاہر ہے:

﴿ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْ آدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ ﴾
(36:60)

''اے آدم کے بچو! کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی عبادت (پیروی) نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' (سورہ یٰس، آیت نمبر 60)

پہلے مفہوم یعنی پوجا اور پرستش کے اعتبار سے توحید عبادت یہ ہوگی کہ ہر طرح کی عبادت مثلاً نماز اور نماز کی طرح دست بستہ قیام، رکوع، سجدہ، نذر و نیاز، صدقہ، خیرات، قربانی، طواف، اعتکاف، دعا، پکار، فریاد، استعانت (مدد طلب کرنا)، استعاذہ (پناہ طلب کرنا)، رضا طلبی، توکل، خوف اور محبت[1] سب کی سب صرف اللہ ہی کے لئے ہوں۔ان تمام مراسم عبودیت میں سے کوئی ایک بھی اللہ کے علاوہ کسی دوسرے

---

[1] اللہ تعالیٰ کی محبت کے علاوہ بہت سی دوسری چیزوں کی محبت دل میں ہونا قدرتی بات ہے، مثلاً والدین، بیوی بچے، عزیز و اقارب، مال و دولت، جاہ و حشمت، سب چیزوں سے انسان محبت کرتا ہے لیکن جو چیز مطلوب ہے وہ یہ کہ ان چیزوں کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہ ہونے پائے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے راستے میں رکاوٹ بن جائے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کے خوف کے علاوہ دوسرے بہت سے خوف دل میں ہونا قدرتی بات ہے۔بیماری، موت، کاروبار، دشمن وغیرہ کا خوف، لیکن یہ سارے خوف چونکہ ظاہری اسباب کے تحت ہیں اس لئے ان میں مبتلا ہونا شرک نہیں، البتہ ماورائے اسباب طریقہ سے اللہ تعالیٰ کے بجائے کسی دیوی، دیوتا، بھوت پریت، جنات یا فوت شدہ بزرگوں کا خوف انسان کو مشرک بنا دیتا ہے۔

کے لئے ادا کی گئی تو وہ شرک فی العبادات ہوگا۔

دوسرے مفہوم یعنی اطاعت اور فرمانبرداری کے اعتبار سے توحید عبادت یہ ہوگی کہ زندگی کے تمام معاملات میں اطاعت اور فرمانبرداری صرف اللہ تعالیٰ کے حکم اور قانون کی کی جائے، اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے حکم یا قانون کی پیروی کرنا، خواہ وہ اپنا نفس ہو یا آباء واجداد، مذہبی پیشوا ہوں یا سیاسی راہنما، شیطان یا طاغوت ویسا ہی شرک فی العبادت ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی پرستش اور پوجا میں کسی غیر اللہ کو شریک بنانے کا شرک ہے۔ سورہ فرقان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَ رَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ ﴾ (43:25)

''کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا اِلٰہ بنالیا ہو۔'' (سورہ فرقان، آیت نمبر 43)

اس آیت میں واضح طور پر نفس کی پیروی اختیار کرنے کو اپنا اِلٰہ بنالینا کہا گیا ہے جو کہ شرک ہے۔[1]

سورہ انعام کی ایک آیت ملاحظہ ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤی اَوْلِیٰٓـئِهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴾ (121:6)

''بے شک شیاطین اپنے ساتھیوں کے دلوں میں شکوک وشبہات القاء کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں لیکن اگر تم نے ان کی اطاعت قبول کر لی تو تم یقیناً مشرک ہو۔'' (سورہ انعام، آیت نمبر 121)

اس آیت میں شیطان کی اطاعت اور پیروی کو واضح الفاظ میں شرک کہا گیا ہے۔ سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ (44:5)

''اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔'' (سورہ مائدہ، آیت نمبر 44)

سورہ مائدہ کی آیت نمبر 45 اور 47 میں اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں کو ظالم اور فاسق بھی کہا گیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے حکم اور قانون کی پیروی کے مقابلے میں کسی دوسرے کے قانون

[1] یاد رہے بشری تقاضوں کے تحت معصیت کا ارتکاب شرک نہیں بلکہ فسق ہے، جو نیک اعمال یا توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔

کی پیروی کرنے والا شخص مشرک اور کافر بھی ہے، فاسق اور ظالم بھی ہے۔

عبادت کے دونوں مفہوم سامنے رکھے جائیں تو توحید عبادت یہ ہوگی کہ ہر قسم کے مراسم عبودیت یعنی نماز، روزہ، حج، زکاۃ، صدقات، رکوع، سجود، نذرو نیاز، طواف و اعتکاف، دعا و پکار، استعانت واستغاثہ، اطاعت وغلامی، فرمانبرداری اور پیروی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ان ساری چیزوں میں سے کسی ایک میں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک فی العبادت ہوگا۔

③ توحید صفات:

توحید صفات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان تمام صفات میں جو کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، یکتا، بے مثال اور لاشریک مانا جائے، اللہ تعالیٰ کی صفات اس قدر بے حد و حساب ہیں کہ انسان کے لئے ان کا شمار کرنا تو کیا ان کا تصور کرنا بھی ناممکن ہے۔سورہ کہف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّىْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّىْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ○ ﴾(109:18)

”اے نبی! کہو اگر سمندر میرے رب کے کلمات لکھنے کے لئے روشنائی بن جائیں تو وہ ختم ہو جائیں لیکن میرے رب کے کلمات ختم نہ ہوں گے بلکہ اتنی ہی روشنی ہم اور لے آئیں تو وہ بھی کفایت نہ کرے۔“ (سورہ کہف، آیت نمبر 109)

سورہ لقمان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَوْ اَنَّ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ ○ ﴾(27:31)

”زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں اور سمندر روشنائی بن جائے جسے سات مزید سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔“(سورہ لقمان، آیت نمبر 27)

مذکورہ دونوں آیتوں میں کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ان آیات کی رُو سے ہرگز یہ تعجب نہیں ہونا چاہئے کہ کیا واقعی اللہ تعالیٰ کی صفات اس قدر لامحدود ہو سکتی ہیں کہ اس دنیا کے سارے درختوں کی قلمیں اور سمندروں کی روشنائی مل کر بھی ان کو احاطۂ تحریر میں نہیں لاسکتیں۔

ہم یہاں مثال کے طور پر صرف ایک صفت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔اس سے دوسری صفات پر قیاس کر کے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کے ارشادات کس قدر حقیقت پر مبنی ہیں۔اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''سَمِیْع'' ہے جس کا مطلب ہے ''ہمیشہ سننے والا۔'' غور فرمایئے! اللہ تعالیٰ چند دنوں یا چند مہینوں یا چند سالوں سے نہیں بلکہ ہزار ہا سال سے بیک وقت لاکھوں نہیں، اربوں انسانوں کی دعائیں، فریادیں، سرگوشیاں اور گفتگو سن رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی دعا اور پکار سننے اور ہر شخص کے بارے میں الگ الگ فیصلے کرنے میں کبھی کوئی دقت یا دشواری پیش نہیں آئی نہ ہی کبھی تھکان لاحق ہوئی ہے۔دوران حج ذرا میدان عرفات کا تصور کیجئے جہاں پندرہ بیس لاکھ افراد بیک وقت مسلسل اپنے خالق کے حضور فریاد وفغاں میں مصروف ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہر شخص کی دعا اور فریاد سن رہا ہوتا ہے۔ہر شخص کی مرادوں اور حاجتوں سے واقف ہوتا ہے ہر شخص کے دلوں کے رازوں سے آگاہ ہوتا ہے اور پھر اپنی حکمت اور مصلحت کے مطابق ہر شخص کے بارے میں الگ الگ فیصلے بھی صادر فرماتا ہے نہ اس سے بھول چوک ہوتی ہے، نہ ظلم اور زیادتی ہوئی ہے، نہ کوئی دقت اور مشکل پیش آتی ہے اور پھر یہ کہ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ میدان عرفات کے علاوہ باقی ساری دنیا کے اربوں انسانوں کی گفتگو، دعا، پکار، فریاد وغیرہ سن رہا ہوتا ہے۔

یہ سارا معاملہ تو کائنات میں بسنے والی صرف ایک مخلوق ''انسان'' کا ہے۔ایسا ہی معاملہ جنات کا ہے جو انسانوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کے مکلّف ہیں۔نہ معلوم کتنی تعداد میں جنات بیک وقت اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد وفغاں میں مصروف رہتے ہیں جنہیں اللہ کریم سن رہا ہے اور ان کی حاجتیں اور مرادیں پوری فرما رہا ہے، جن وانس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ایک اور مخلوق ''ملائکہ'' ہے جو مسلسل اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید اور تقدیس میں مشغول ہے۔اسے بھی اللہ تعالیٰ سن رہا ہے۔

جن وانس اور ملائکہ کے علاوہ خشکی میں بسنے والی دیگر بے شمار مخلوقات جن کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔[1] وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تحمید وتقدیس میں مشغول ہیں جسے وہ سن رہا ہے اسی طرح سمندروں اور دریاؤں میں بسنے والی نیز فضاؤں میں اڑنے والی بے شمار مخلوق اس کی حمد وثناء کر رہی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات بابرکات ان سب میں سے ایک ایک کی دعا اور پکار سن رہی ہے۔

---

[1] وَ مَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ (74:31) ترجمہ ''تیرے رب کے لشکروں (کی تعداد) کو خود اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔(سورہ مدثر، آیت نمبر 31)

زندہ مخلوق کے علاوہ کائنات کی دیگر اشیاء مثلاً حجر، شجر، سورج، چاند، ستارے، زمین و آسمان، پہاڑ حتی کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مشغول[1] ہے جسے اللہ تعالیٰ سن رہا ہے، کہا جاتا ہے کہ ہماری اس دنیا کے علاوہ کائنات میں اور بھی بہت سی دنیائیں ہیں جن میں دوسری بہت سی مخلوقات بستی ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی بھی دعا و پکار سن رہا ہے۔ غور فرمائیے! اس قدر لاتعداد جاندار اور غیر جاندار مخلوق کی دعائیں، فریادیں، تسبیح و تحمید اور تقدیس اللہ تعالیٰ بیک وقت سن رہے ہیں اور یہ سماعت اللہ تعالیٰ کو نہ تھکاتی ہے نہ دیگر کاموں سے غافل کرتی ہے نہ نظام کائنات ہی میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهُ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمُ[2]

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''سمیع'' ہی ایسی ہے جسے کماحقہ سمجھنا تو دور کی بات، تصور میں لانا بھی محال ہے۔ اسی ایک صفت سے اللہ تعالیٰ کی دیگر لامحدود صفات مثلاً مالک الملک، خالق، رازق، مصور، عزیز، متکبر، بصیر، خبیر، علیم، حکیم، رحیم، کریم، عظیم، قیوم، غفور، رحمٰن، کبیر، قوی، مجیب، رقیب، حمید، صمد، قادر، اول، آخر، تواب، رؤف، غنی، ذوالجلال والاکرام وغیرہ پر قیاس کر لیجئے اور پھر سورہ کہف اور سورہ لقمان کی مذکورہ بالا آیات پر غور کیجئے کہ اللہ کریم نے کس قدر حق بات ارشاد فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان تمام صفات یا ان میں سے کسی ایک صفت میں کسی دوسرے کو شریک سمجھنا شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔

عقیدۂ توحید بنی نوع انسان کے لئے سب سے بڑی رحمت ہے:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی مثال ایک ایسے پاکیزہ درخت سے دی ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری ہوں، شاخیں آسمان کی بلندیوں تک پہنچی ہوں اور جو مسلسل بہترین پھل پھول دیئے چلا جارہا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي

---

1. تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ○ (17:44) ترجمہ ''ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ سب اس کی تسبیح کر رہے ہیں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم لوگ ان کی تسبیح (کا طریقہ اور زبان) نہیں سمجھتے۔ (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 44)

2. لمحہ بھر کے لئے غور فرمائیے! کہ انسانی قوت سماعت کا یہ عالم ہے کہ بیک وقت دو آدمیوں کی بات سننے پر کوئی انسان قادر نہیں جو انسان اپنی زندگی میں بقائمی ہوش و حواس بیک وقت دو آدمیوں کی بات سننے پر قادر نہیں۔ مرنے کے بعد وہ بیک وقت سینکڑوں یا ہزاروں آدمیوں کی فریادیں سننے پر کیسے قادر ہو سکتے ہیں۔

السَّمَآءِ ○ تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا ﴾ (14:24-25)

''کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی مثال کس چیز سے دی ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک ایسی ذات کا درخت جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہے اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں ہر آن وہ اپنے رب کے حکم سے اپنے پھل دے رہا ہے۔'' (سورہ ابراہیم، آیت نمبر 24-25)

کلمہ طیبہ کی اس مثال سے درج ذیل تین باتیں واضح ہوتی ہیں:

① اس درخت کی بنیاد بڑی مضبوط ہے زمانے اور وقت کے شدید طوفان، آندھیاں اور زلزلے بھی اس درخت کو اکھاڑ نہیں سکتے۔

② کلمہ طیبہ کا درخت نشو و نما کے اعتبار سے اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا۔ کلمہ طیبہ ایک ایسی عالمگیر سچائی ہے جسے کائنات کے ذرے ذرے کی تائید حاصل ہوتی ہے اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی، لہٰذا وہ اپنی طبعی نشو و نما میں آسمان تک پہنچ جاتا ہے۔ یہی بات رسول اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں اس طرح واضح فرمائی ہے کہ ''جب انسان سچے دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار کرتا ہے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عرش الٰہی کی طرف بڑھتا رہتا ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا رہے۔'' (ترمذی)

③ کلمہ طیبہ کا درخت اپنے ثمرات اور نتائج کے اعتبار سے اس قدر بابرکت اور کثیر الفوائد ہے کہ اس پر کبھی خزاں نہیں آتی اس کے فیض کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوتا بلکہ جس زمین (دل) میں وہ جڑ پکڑتا ہے اسے ہر زمانے میں بہترین ثمرات سے فیض یاب کرتا رہتا ہے۔ بلاشبہ کلمہ توحید اپنے اندر انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے بے پناہ ثمرات اور فوائد رکھتا ہے اور یوں عقیدہ توحید بنی نوع انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت ہے۔

ذیل میں ہم عقیدہ توحید کی بعض برکات کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔

① استقامت اور ثابت قدمی:

طاغوتی قوتوں کے مقابلے میں اہل ایمان کی استقامت، عزیمت اور ثابت قدمی کے چند واقعات ملاحظہ فرمائیں:

(ا) حضرت بلال رضی اللہ عنہ، امیہ بن خلف جمحی کے غلام تھے۔ جب دوپہر کی گرمی شباب پر ہوتی تو مکہ کے پتھریلے کنکروں پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ کر کہتا خدا کی قسم! تو اسی طرح پڑا رہے گا یہاں تک کہ مر جائے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کفر کرے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس حالت میں بھی یہی فرماتے۔ احد، احد (اللہ تعالیٰ ایک ہے، اللہ تعالیٰ ایک ہے)

(ب) حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ قبیلہ خزاعہ کی ایک عورت امِ انمار کے غلام تھے انہیں کئی بار دہکتے انگاروں پر لٹا کر اوپر پتھر رکھ دیا گیا کہ اٹھ نہ سکیں لیکن تسلیم ورضا کا یہ پیکر اس جنونی ظلم وستم کے باوجود اپنے دین وایمان پر قائم رہا۔

(ج) ایک ضعیف العمر خاتون، حضرت سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا کو لوہے کی زرہ پہنا کر چلچلاتی دھوپ میں زمین پر لٹا دیا جاتا اور کہا جاتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے انکار کرو، حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے اسی ظلم وستم کے نتیجے میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی لیکن راہ حق سے لمحہ بھر کیلئے ہٹنا گوارا نہیں کیا۔

(د) حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ دوران سفر جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے ہاتھ لگ گئے۔ مسیلمہ کذاب صحابی رسول حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کا ایک ایک بند کاٹتا جاتا اور کہتا کہ مجھے رسول مانو۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ انکار کرتے جاتے اسی طرح سارے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے لیکن وہ پیکر صبر وثبات اپنے ایمان پر پہاڑ کی سی مضبوطی کے ساتھ جمارہا۔

تاریخ اسلام کے یہ چند واقعات محض مثال کے طور پر پیش کئے گئے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تاریخ اسلام کا کوئی دور ایسے واقعات سے خالی نہیں رہا۔ تاریخ کے طالب علم کے لئے یہ سوال بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ اہل ایمان نے ان ناقابل بیان اور ناقابل تصور مظالم کے مقابلے میں جس حیران کن استقامت اور ثبات کا مظاہرہ کیا اس کا اصل سبب کیا تھا؟ اس سوال کا جواب خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیا ہے سورۃ ابراہیم میں کلمہ طیبہ کی تمثیل کے فوراً بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ﴾ (14:27)

”ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ ایک قول ثابت (کلمہ طیبہ) کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں جگہ ثبات عطاء کرتا ہے۔“ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر 27)

گویا یہ عقیدہ توحید ہی کا فیضان ہے کہ باطل عقائد وافکار کا طوفان ہو یا رنج والم کی یورش' جابر اور قاہر حکمرانوں کی چیرہ دستیاں ہوں یا طاغوتی قوتوں کا ظلم وستم' کوئی بھی اہل توحید کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہیں کرسکتی۔

مذکورہ آیت کریمہ میں دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی اہل توحید کو ثبات کی خوشخبری دی گئی ہے۔ آخرت سے مراد یہاں قبر ہے جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''جب مومن کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس (سوال جواب کے لئے) فرشتہ بھیجا جاتا ہے تب مومن ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهُ﴾ کی گواہی دیتا ہے۔ یہی مطلب ہے اللہ کے فرمان کا ﴿یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا............﴾ (بخاری)

گویا قبر میں منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں ثبات بھی اسی عقیدہ توحید کی برکت سے حاصل ہوگا۔

② عزت نفس اور خودی کا تحفظ:

شرک انسانوں کو بے شمار خیالی اور وہمی قوتوں کے خوف میں مبتلا کر دیتا ہے، دیوی اور دیوتاؤں کا خوف، مظاہر قدرت کا خوف، بھوت پریت اور جنات کا خوف، زندہ اور مردہ انسانوں کے آستانوں کا خوف، جابر اور قاہر حکمرانوں کا خوف، اسی خوف کے نتیجے میں انسان ایسی اخلاقی اور مذہبی پستیوں میں گرتا چلا جاتا ہے کہ آدمیت اور انسانیت منہ چھپانے لگتی ہے جبکہ عقیدہ توحید انسان کو ایسی تمام وہمی اور خیالی قوتوں کے خوف سے بے نیاز کر کے روح اور جسم کو آزادی عطا کرتا ہے انسان کو عزت نفس اور احترام آدمیت کا احساس دلاتا ہے۔ ہر آن اسے "وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ" (یعنی ہم نے بنی آدم کو بزرگی عطا فرمائی ہے) اور "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ" (یعنی ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے) کا فرمان الٰہی یاد دلاتا رہتا ہے۔ یہی عقیدہ توحید انسان کو خودی کے مقام بلند پر لا کھڑا کرتا ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال رحمہ اللہ نے اس نکتے کی ترجمانی درج ذیل شعر میں بڑے خوبصورت انداز میں کی ہے:

خودی کا سرِ نہاں لَا اِلٰـــــهَ اِلَّا اللّٰـــه
خودی ہے تیغ فساں لَا اِلٰـــــهَ اِلَّا اللّٰـــه

❁❁❁

③ مساوات اور عدل اجتماعی:

عقیدہ توحید ہی یہ تصور بھی پیش کرتا ہے کہ ساری مخلوق کا خالق، رازق اور مالک صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے۔اسی نے آدم کو مٹی سے بنایا اور باقی تمام انسان آدم علیہ السلام سے پیدا کئے، خواہ کوئی مشرق میں ہے یا مغرب میں۔امریکہ میں ہے یا افریقہ میں، کالا ہے یا گورا، سفید ہے یا سرخ، عربی ہے یا عجمی، سب ایک ہی آدم کی اولاد ہیں۔سب کے حقوق یکساں ہیں، سب کی عزت اور احترام یکساں ہیں، کوئی کسی کو اپنا محکوم نہ سمجھے کوئی کسی کو اپنا غلام نہ بنائے کوئی کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرے، کوئی کسی کو حقیر اور کمتر نہ جانے، کوئی کسی کا حق غصب نہ کرے، ساری خلقت ایک ہی درجے کے انسان ہیں، لہٰذا سارے انسان صرف ایک ہی معبود کے آگے جھکیں، صرف ایک ہی ذات کے حکم اور قانون کے آگے سر تسلیم خم کریں، صرف ایک ہی ہستی کے غلام اور بندے بن کر رہیں۔عقیدہ توحید کی اس تعلیم نے اسلامی معاشرے میں ذات پات، غلامی اور محکومی ظلم اور استحصال، حقارت اور نفرت جیسی منفی اقدار کی بیخ کنی کر کے محبت و اخوت، خلوص اور ہمدردی، امن و سلامتی اور مساوات و عدل اجتماعی جیسی اعلیٰ اقدار کو مسلم معاشرہ میں جاری و ساری کر دیا۔

④ روحانی سکون:

شرک، کائنات کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔انسان کی ذات اور گردو پیش میں موجود ہزاروں نہیں، کروڑوں ایسی واضح نشانیاں اور دلائل موجود ہیں جو شرک کی تردید کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ مشرک کی نظریاتی اور عملی زندگی میں مشرق و مغرب کا تضاد پایا جاتا ہے۔اس کی روح ہمیشہ اضطراب اور دل و دماغ انتشار کا شکار رہتے ہیں۔وہ مسلسل شکوک و شبہات، بے یقینی اور ٹوٹ پھوٹ کی کیفیت سے دوچار رہتا ہے جبکہ عقیدہ توحید اس کائنات کی سب سے بڑی عالمگیر سچائی ہے۔انسانی کی اپنی ذات کے اندر سینکڑوں نہیں کروڑوں نشانیاں توحید کی گواہی دینے کے لئے موجود ہیں۔کائنات کا ذرّہ ذرّہ عقیدہ توحید کی تصدیق اور تائید کرتا ہے۔

عقیدہ توحید انسان کی فطرت اور جبلّت کے عین مطابق ہے یا یوں کہئے کہ پیدائشی طور پر انسان کو موحّد تخلیق کیا گیا ہے۔خود قرآن مجید میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

﴿ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ﴾ (30:30)

’’پس یکسو ہو کر اپنا رخ دین اسلام کی سمت میں جما دو اور قائم ہو جاؤ اس فطرت توحید پر جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا۔‘‘ (سورہ روم، آیت نمبر 30)

چنانچہ عقیدہ توحید پر ایمان رکھنے والا شخص اپنی نظریاتی اور عملی زندگی میں کبھی تضاد اور شکوک وشبہات کا شکار نہیں ہوتا اس کے دل ودماغ کبھی بے یقینی اور اضطراب کی کیفیت سے دوچار نہیں ہوتے۔ اس کی زندگی کے حالات اور معاملات خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں وہ اپنے اندر سکون، قرار، یقین اور تسلیم ورضا کی کیفیت ہر آن محسوس کرتا رہتا ہے۔

ا مرواقعہ یہ ہے کہ عقیدہ توحید کی برکات اور ثمرات اس قدر ہیں کہ ان کا شمار کرنا ممکن نہیں۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں خیر، بھلائی اور نیکی کے تمام سوتے اسی چشمہ توحید سے پھوٹتے ہیں۔ اس طرح عقیدہ توحید بنی نوع انسان پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان اور نعمت مترقبہ ہے جس سے فیض یاب ہونے والے لوگ ہی دنیا اور آخرت میں کامیاب وکامران ہیں اور محروم رہنے والے ناکام اور نامراد۔

عقیدۂ شرک بنی نوعِ انسان کے لئے سب سے بڑی لعنت ہے:

عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا عقیدہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور رسل علیہم السلام کے ذریعے لوگوں تک پہنچایا ہے اس عقیدہ کی تعلیمات روزِ اول سے ایک ہی ہیں۔ ان میں کبھی کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں کی گئی جبکہ عقیدہ شرک شیطان کا وضع کیا ہوا عقیدہ ہے جسے وہ مختلف زمانوں، مختلف علاقوں اور مختلف اقوام کے لئے الگ الگ فلسفوں کے ساتھ وضع کر کے اپنے چیلے چانٹوں کے ذریعے لوگوں تک پہنچاتا رہتا ہے، کہیں یہ بت پرستی کی شکل میں متعارف ہوتا ہے تو کہیں قبر پرستی کی شکل میں، کہیں نفس پرستی کی شکل میں متعارف ہوتا ہے تو کہیں طاغوت پرستی کی شکل میں، کہیں پیر پرستی کی شکل میں متعارف ہوتا ہے تو کہیں ائمہ پرستی کی شکل میں، کہیں قوم پرستی کی شکل میں موجود ہے تو کہیں وطن اور رنگ ونسل پرستی کی شکل میں، یہ ساری چیزیں ایک ہی شجرہ خبیثہ کی مختلف شاخیں اور برگ وبار ہیں جن کی بنیاد شیطانی افکار وعقائد پر ہے۔ شیطان اپنے ان ہی افکار وعقائد کو پھیلانے کے لئے کبھی ہندوازم کا روپ اختیار کرتا ہے، کبھی بدھ ازم کا، کبھی یہودیت کا لبادہ اوڑھتا ہے، کبھی عیسائیت کا، کہیں سرمایہ داری کے پردہ میں گمراہی اور ضلالت پھیلاتا ہے،

کہیں کمیونزم کے پردہ میں، کہیں سوشلزم کا پرچارک بن کر یہ خدمت سرانجام دیتا ہے، کہیں اسلامی سوشلزم کا مبلغ بن کر، کہیں جمہوریت کا علمبردار بن کر اور کہیں اسلامی جمہوریت [1] کا خادم بن کر، کہیں تصوف [2] کے نام پر اور کہیں تشیع کے نام پر۔ دراصل یہ سب مکروفریب کے وہ جال ہیں جو شیطان نے مخلوق خدا کو صراط مستقیم سے گمراہ کرنے کے لئے پھیلا رکھے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عقیدہ شرک کی مثال ایک ایسے خبیث درخت کے ساتھ دی ہے جس کی جڑیں ہیں نہ جسے استحکام ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ○﴾(26:14)

''کلمہ خبیثہ (شرک) کی مثال ایک ایسے بدذات درخت کی سی ہے جو زمین کی بالائی سطح سے ہی اکھاڑ پھینکا جاتا ہے اوراس کے لئے کوئی استحکام نہیں ہے۔(سورہ ابراہیم، آیت نمبر 26)

مذکورہ آیت کریمہ سے درج ذیل تین باتیں واضح ہوتی ہیں:

(ا) چونکہ کائنات کی کوئی چیز عقیدہ شرک کی تائید نہیں کرتی اس لئے اس شجرہ خبیثہ کی کہیں بھی جڑیں نہیں بننے پاتیں اور نہ ہی اسے کہیں نشوونما کے لئے سازگار ماحول میسر آتا ہے۔

(ب) اگر کبھی طاغوتی قوتوں کی سرپرستی میں یہ درخت اُگ بھی آئے تو اس کی جڑیں زمین کی صرف بالائی سطح تک ہی رہتی ہیں جسے شجرۂ طیبہ کا معمولی سا جھونکا بھی آسانی کے ساتھ بیخ وبُن سے اکھاڑ پھینکتا ہے۔ اس لئے اسے کہیں قرار اور استحکام نصیب نہیں ہو پاتا۔

(ج) شرک چونکہ خود ایک خبیث اور بدذات درخت کی مانند ہے لہٰذا اس کے برگ وبار اور پھل پھول بھی اسی

---

[1] اگر ایک کافرانہ نظام ،سوشلزم کے ساتھ اسلام کا لفظ لگانے سے وہ نظام کفر ہی رہتا ہے تو پھر ایک دوسرے کافرانہ نظام جمہوریت کے ساتھ اسلامی کا لفظ لگانے سے وہ کیسے مشرف بہ اسلام ہوجائے گا؟ یہ فلسفہ ہماری ناقص عقل سے بالاتر ہے ہمارے نزدیک اسلامی جمہوریت کے غیر اسلامی ہونے کے دلائل صد فیصد وہی ہیں جو اسلامی سوشلزم کے غیر اسلامی ہونے کے ہیں۔کل کلاں اگر کوئی شاطر اسلامی سرمایہ داری یا اسلامی یہودیت یا اسلامی عیسائیت وغیرہ کا فلسفہ ایجاد کرڈالے تو کیا اسے بھی قبول کرلیا جائے گا؟ آخر اسلامی تاریخ میں پہلے سے استعمال کی گئی کتاب وسنت سے ثابت شدہ اصطلاحات نظام خلافت، نظام شورائیت، سے پہلوتہی کرنے کی وجہ کیا ہے؟ کیا ہمارے مسلم دانشور اور مفکرین اس نکتہ پر سنجیدگی سے غور کرنا پسند فرمائیں گے؟

[2] تصوف کے بارے میں مفصل نوٹ آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

طرح خبیث اور بدذات ہیں جو ہر آن معاشرے میں اپنا زہر اور بدبو پھیلاتے رہتے ہیں۔

مذکورہ بالا نکات کے پیش نظر یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ دنیا میں شر اور فساد فی الارض کی تمام مختلف صورتیں مثلاً قتل و غارت گری، خونریزی، دہشت گردی، نسل کشی، تفاخر، لوٹ کھسوٹ، حق تلفی، دھوکہ دہی، ظلم وستم، معاشی استحصال، بدامنی وغیرہ سب کا بنیادی سبب یہی شجرہ خبیثہ یعنی عقیدہ شرک ہے۔

اگر ایک نظر وطن عزیز پر ڈالی جائے تو ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ ہمارے سیاسی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، سرکاری اور غیر سرکاری تمام معاملات میں بگاڑ کی اصل وجہ یہی شجرہ خبیثہ، عقیدہ شرک، ہے اس لئے ہمارے نزدیک ملک کے اندر اس وقت تک کوئی بھی اصلاحی یا انقلابی جدوجہد بارآور نہیں ہوسکتی جب تک عوام الناس کی اکثریت کے شرکیہ عقائد کی اصلاح نہ ہو جائے۔

کسی مرض کا علاج کرنے سے قبل چونکہ اس کے اسباب وعلل کا کھوج لگانا بہت ضروری ہے تاکہ اصلاح واحوال کے لئے صحیح سمت کا ٹھیک ٹھیک تعین کیا جاسکے، لہٰذا ہم نے آئندہ صفحات (ضمیمہ) میں اپنی ناقص رائے کے مطابق ان اہم اسباب وعوامل کا تذکرہ بھی کردیا ہے جو ہمارے معاشرے میں عقیدہ شرک کے پھیلاؤ کا باعث بن رہے ہیں۔

اسلامی انقلاب اور عقیدۂ توحید:

انقلاب کا لفظ اپنے اندر زبردست جاذبیت اور کشش رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں اسلامی انقلاب کا نعرہ لگتا ہے اسلام کے شیدائیوں کی بے تاب نظریں فوراً اس طرف اٹھ جاتی ہیں۔ آج کل وطن عزیز پاکستان میں اسلامی انقلاب، محمدی انقلاب، نظام مصطفیٰ، نفاذ شریعت اور نظام خلافت جیسے دعوؤں اور نعروں کے ساتھ مختلف افکار وعقائد رکھنے والی بے شمار جماعتیں، فرقے اور گروہ کام کررہے ہیں، لہٰذا کتاب وسنت کی روشنی میں یہ دیکھنا ازبس ضروری ہے کہ اسلامی انقلاب ہے کیا اور اس کی ترجیحات کیا ہیں؟

رسول اکرم ﷺ اپنی بعثت مبارک کے بعد تیرہ سال تک مکہ معظمہ میں مقیم رہے۔ اس سارے عرصہ میں آپ کی تمام تر دعوت صرف ایک ہی کلمہ پر مشتمل تھی ((قُوْلُوْا لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ تُفْلِحُوْا)) ”لوگو! لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰه کہو کامیاب ہو جاؤ گے۔“ اس کے علاوہ نہ تو نماز، روزے کے مسائل تھے نہ زکاۃ اور حج کے احکام نہ ہی دیگر معاملات زندگی کی تفصیلات نازل ہوئی تھیں۔ بس ایک عقیدہ توحید کی دعوت تھی جسے آپ ﷺ گھر

گھر، گلی گلی، محلے محلے پہنچا رہے تھے۔ایک روز رسول اکرم ﷺ حطیم (بیت اللہ شریف کا وہ حصہ جس پر چھت نہیں) میں نماز پڑھ رہے تھے۔عقبہ بن ابی معیط نے آ کر نبی اکرم ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال لیا اور نہایت سختی کے ساتھ گلا گھونٹنا شروع کیا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دوڑے دوڑے آئے اور عقبہ کو دھکا دے کر ہٹایا اور فرمایا "أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً اَنْ يَقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ " "کیا تم لوگ محمد (ﷺ) کو اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتے ہیں میرا رب اللہ ہے۔" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ آپ ﷺ کی دعوت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تصادم کا اصل سبب عقیدہ توحید ہی تھا۔

ایک موقع پر قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ افہام و تفہیم کی غرض سے یہ پیش کش کی کہ ایک سال ہم آپ کے معبود کی پوجا کر لیا کریں گے ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی پوجا کر لیا کریں۔اس پیش کش کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پوری سورہ کافرون نازل فرمائی۔

﴿ قُلْ يَاۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ○ لَاۤ اَعْبُدُ مَاتَعْبُدُوْنَ ○ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ○ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ○ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ○ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِیَ دِيْنِ ○﴾(109:1-6)

"اے نبی! کہو اے کافرو میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے، اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں، تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔" (سورہ کافرون، آیت نمبر 1-6)

کفار مکہ کی پیش کش اور اس کا جواب دنوں اس بات کی کھلی دلیل ہیں کہ فریقین میں نکتہ اختلاف صرف عقیدہ توحید تھا جس پر افہام و تفہیم سے دوٹوک انکار کر دیا گیا۔

ایک دوسرے موقع پر قریش مکہ کا وفد جناب ابوطالب کے پاس آیا اور کہا کہ آپ اپنے بھتیجے (یعنی حضرت محمد ﷺ) سے کہیں کہ وہ ہمیں ہمارے دین پر چھوڑ دے ہم اس کو اس کے دین پر چھوڑ دیتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا "اگر میں تمہارے سامنے ایک ایسی بات پیش کروں جس کے آپ لوگ قائل ہو جائیں تو عرب کے بادشاہ بن جاؤ اور عجم تمہارے زیر نگیں آ جائے پھر آپ حضرات کی کیا رائے ہوگی؟" ابوجہل نے کہا "اچھا بتاؤ کیا بات ہے؟" "تمہارے باپ کی قسم! ایسی ایک بات تو کیا

دس باتیں بھی کہو تو ہم ماننے کے لئے تیار ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا'' آپ لوگ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ پوجتے ہو اسے چھوڑ دیں۔'' اس پر مشرکین نے کہا'' اے محمد (ﷺ)! تم یہ چاہتے ہو کہ سارے معبودوں کی جگہ بس ایک ہی معبود بنا ڈالیں واقعی تمہارا معاملہ بڑا عجیب ہے۔''

غور فرمائیے! رسول اکرم ﷺ کی سرداران قریش سے گفتگو میں جو بات باعث نزاع تھی وہ تھی صرف ایک معبود کا اقرار اور باقی تمام معبودوں کا انکار۔ اس کے لئے سرداران قریش تیار نہ ہوئے اور باہمی مخاصمت اور تصادم کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔

مکی زندگی میں بلاشبہ نماز، روزہ، حج، زکاۃ، حلال وحرام، حدود، عائلی مسائل اور دیگر احکام نازل نہیں ہوئے تھے لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ مدنی زندگی میں ان احکامات کے نازل ہونے کے بعد بھی فریقین میں محاذ آرائی کا اصل سبب مسائل اور احکام نہیں بلکہ عقیدہ توحید ہی تھا۔

تاریخ اسلام کے اولین خونی معرکہ ''غزوہ بدر'' میں جب گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی تو رسول اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دست دعا پھیلا کر جو دعا مانگی اس کے الفاظ قابل غور ہیں۔ ''اے اللہ! اگر آج یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو پھر کبھی تیری عبادت نہ ہوگی۔'' ان الفاظ کا مفہوم بڑا واضح ہے کہ قریش مکہ سے مسلمانوں کا یہ مسلح تصادم صرف اس لئے ہو رہا تھا کہ عبادت اور بندگی صرف ایک اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہئے۔

مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان دوسرے بڑے مسلح تصادم ''غزوہ احد'' کے اختتام پر ابوسفیان جبل احد پر نمودار ہوا اور بلند آواز سے کہا'' کیا تم میں محمد (ﷺ) ہیں؟'' مسلمانوں کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو پھر پوچھا'' کیا تمہارے درمیان ابوقحافہ کے بیٹے (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں؟'' پھر خاموشی رہی تو کہنے لگا'' کیا تم میں عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں؟'' رسول اکرم ﷺ نے مصلحتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جواب دینے سے منع فرما دیا تھا۔ چنانچہ ابوسفیان نے کہا'' چلو ان تینوں سے نجات ملی۔'' اور نعرہ لگایا ''اُعْلُ هُبَلُ'' یعنی (ہمارے معبود) ہبل کا نام بلند ہو۔ نبی اکرم ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا ''اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ'' (یعنی اللہ تعالیٰ ہی بلند اور بزرگ ہے) ابوسفیان نے پھر کہا''لَنَا عُزّٰی وَ لَا عُزّٰی لَکُمْ'' (یعنی ہمارے پاس عزیٰ (بت کا نام) ہے اور تمہارے پاس عزیٰ نہیں ہے۔'' نبی

اکرم ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر جواب دیا "اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَ لَا مَوْلٰی لَکُمْ" (یعنی اللہ تعالیٰ ہمارا سرپرست ہے اور تمہارا کوئی سرپرست نہیں)

معرکہ احد کے اختتام پر فریقین کے درمیان یہ مکالمہ اس بات کی واضح شہادت ہے کہ دعوت اسلامی کے آغاز میں تمسخر اور تکذیب کے ذریعہ مخالفت کا اصل سبب بھی عقیدہ توحید تھا۔ اس مخالفت نے آگے چل کر ظلم و ستم کے ہمہ گیر طوفان کی شکل اختیار کی تب بھی اس کا سبب عقیدہ توحید تھا اور اگر فریقین کے درمیان خونیں معرکوں کا میدان گرم ہوا تو اس کا اصل سبب بھی عقیدہ توحید ہی تھا۔

مخالفت، محاذ آرائی اور خونین معرکوں کا طویل سفر طے کرنے کے بعد تاریخ نے ایک نیا موڑ مڑا، رمضان 8 ہجری میں رسول اکرم ﷺ فاتح کی حیثیت سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے گویا اکیس سال کی مسلسل کشمکش اور جدوجہد کے بعد آپ ﷺ کو اس انقلاب کا سنگ بنیاد رکھنے کا موقع میسر آ گیا جس کے لئے آپ ﷺ مبعوث کئے گئے تھے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ حکومت اور اقتدار ملنے کے بعد وہ کون سے اقدامات تھے جن پر آپ ﷺ نے کسی بھی مصلحت اور حکمت کی پرواہ کئے بغیر بلا تامل عمل فرمایا؟ وہ اقدامات درج ذیل تھے۔

اولاً : مسجد الحرام میں داخل ہوتے ہی بیت اللہ شریف کے اردگرد اور چھتوں پر موجود تین سو ساٹھ بتوں کو اپنے دست مبارک سے گرایا۔

ثانیاً : بیت اللہ شریف کے اندر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصاویر بنی ہوئی تھیں انہیں مٹانے کا حکم دیا ایک لکڑی کی کبوتری اندر رکھی تھی اسے خود اپنے دست مبارک سے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔

ثالثاً : حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بیت اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تکبیر اور توحید کی دعوت (اذان) بلند کرو۔ یاد رہے کہ بیت اللہ شریف کا چھت کے بغیر والا حصہ حطیم، کی دیوار ایک میٹر سے زیادہ بلند ہے۔ مسجد الحرام کے اندر موجود مجمع عام کو سنوانے کے لئے حطیم کی دیوار پر کھڑے ہو کر اذان دینا بھی کافی تھا، لیکن بیت اللہ شریف کی قریباً سولہ میٹر بلند و بالا پرشکوہ عمارت، (جس پر چڑھنے کے لئے خصوصی انتظام کیا گیا ہوگا)، کی چھت سے صدائے توحید بلند کرنے کا حکم دراصل واضح اور دوٹوک فیصلہ

تھا اس مقدمے کا، جو فریقین کے درمیان گزشتہ بیس اکیس سال سے باعث نزاع چلا آ رہا تھا اور اب یہ بات طے کردی گئی تھی کہ کائنات پر حاکمیت اور فرمانروائی کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ کبریائی اور عظمت صرف اسی کے لئے ہے۔ اطاعت اور بندگی صرف اسی کی ہوگی۔ پوجا اور پرستش کے لائق صرف اسی کی ذات ہے، کارساز اور مشکل کشا صرف وہی ہے، کوئی دیوی، دیوتا، فرشتہ یا جن، نبی، ولی اس کی صفات اختیارات اور حقوق میں ذرہ برابر شراکت نہیں رکھتا۔

رابعاً : قیام مکہ کے دوران ہی آپ ﷺ نے یہ اعلان کروایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے گھر میں کوئی بت نہ رکھے بلکہ اسے توڑ ڈالے۔

خامساً : فتح مکہ کے بعد بیشتر عرب قبائل سپر ڈال چکے تھے۔ جزیرۃ العرب کی قیادت آپ ﷺ کے ہاتھ آ چکی تھی۔ چنانچہ جہاں آپ ﷺ نے بحیثیت سربراہ مملکت عبادات، نکاح وطلاق، حلال و حرام، قصاص اور حدود وغیرہ کے قوانین نافذ فرمائے وہاں پورے جزیرۃ العرب میں جہاں کہیں مراکز شرک قائم تھے انہیں مسمار کرنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعتیں روانہ فرمائیں۔ مثلاً:

① قریش مکہ اور بنو کنانہ کے بت عزیٰ کے بتکدہ کو مسمار کرنے کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تیس افراد کے ساتھ نخلہ (جگہ کا نام) کی طرف روانہ کیا۔

② قبیلہ بنو ہذیل کے بت سواع کا معبد مسمار کرنے کے لئے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔

③ قبیلہ اوس، خزرج اور غسان کے بت منات کا بتکدہ منہدم کرنے کے لئے حضرت سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ کو بیس افراد کے ساتھ قدید (جگہ کا نام) کی طرف روانہ فرمایا۔

④ قبیلہ طے کے بت قلس کا بتکدہ منہدم کرنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ڈیڑھ سو سواروں کا دستہ دے کر یمن روانہ فرمایا۔

⑤ طائف سے بنو ثقیف قبول اسلام کے لئے حاضر ہوئے تو ان کا بت لات مسمار کرنے کے لئے وفد کے ساتھ ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک دستہ روانہ فرمایا۔

⑥ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پورے جزیرۃ العرب میں یہ مشن دے کر بھیجا کہ جہاں کہیں کوئی تصویر نظر آئے اسے مٹا دو اور جہاں کہیں اونچی قبر نظر آئے اسے برابر کردو۔

مذکورہ بالا اقدامات اس بات کی واضح نشاندہی کرتے ہیں کہ مکی دور ہو یا مدنی، آپ ﷺ کی تمام تر جدوجہد کا مرکز اور محور عقیدہ توحید کی تنفیذ اور شرک کا استیصال تھا۔

ایک نظر اسلامی عبادات پر ڈالی جائے تو پتہ یہ چلتا ہے کہ تمام عبادات کی روح دراصل عقیدہ توحید ہی ہے۔ روزانہ پانچ مرتبہ ہر نماز سے قبل اذان بلند کرنے کا حکم ہے جو تکبیر اور توحید کی تکرار کے خوبصورت کلمات کا انتہائی پُر اثر مجموعہ ہے۔ وضو کے بعد کلمہ توحید پڑھنے پر جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ ابتدائے نماز اور دوران نماز میں بار بار کلمہ تکبیر پکارا جاتا ہے۔ سورۃ فاتحہ کو ہر رکعت کے لئے لازم قرار دیا گیا ہے جو کہ توحید کی مکمل دعوت پر مشتمل ہے سورۃ ہے۔ رکوع و سجود میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بلندی کا بار بار اعادہ اور اقرار کیا جاتا ہے اور عقیدہ توحید کی گواہی دی جاتی ہے، گویا شروع سے لے کر آخر تک ساری نماز عقیدہ توحید کی تعلیم اور تذکیر پر مشتمل ہے۔

مرکز توحید ''بیت اللہ شریف'' کے ساتھ مخصوص عبادت حج یا عمرہ پر ایک نظر ڈالئے، احرام باندھنے کے ساتھ ہی عقیدہ توحید کے اقرار اور شرک کی نفی پر مشتمل تلبیہ ((لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لاَ شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکُ ، لاَ شَرِیْکَ لَکَ)) ''میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، بے شک تعریف تیرے ہی لائق ہے، ساری نعمتیں تیری ہی دی ہوئی ہیں اور ملک تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔'' پکارنے کا حکم ہے۔ منٰی، مزدلفہ اور عرفات ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی توحید، تکبیر، تہلیل، تقدیس اور تحمید پر مشتمل کلمات مسلسل پڑھتے رہنے کو ہی حج مبرور کہا گیا ہے۔ گویا یہ ساری کی ساری عبادات مسلمانوں کو عقیدہ توحید میں پختہ تر کرنے کی زبردست تربیت ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے اسوہ حسنہ کے ذریعہ امت کو قدم قدم پر جس طرح عقیدہ توحید کے تحفظ کی تعلیم دی، اسے بھی پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

ایک آدمی نے دوران گفتگو عرض کیا ''جو اللہ تعالیٰ چاہے اور جو آپ چاہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کیا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لیا ہے۔'' (مسند احمد) ایک آدمی نے آپ ﷺ سے بارش کی دعا کروانی چاہی اور ساتھ عرض کیا ''ہم اللہ تعالیٰ کو آپ کے ہاں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی بناتے

ہیں۔" آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا اور فرمایا "افسوس! تجھے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کی شان کتنی بلند ہے اسے کسی کے حضور سفارشی نہیں بنایا جا سکتا۔" (ابوداؤد) بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی منافق کے شر سے بچنے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے استغاثہ کرنے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "دیکھو مجھ سے استغاثہ (فریاد) نہیں کیا جا سکتا بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہی استغاثہ کیا جا سکتا ہے۔" (طبرانی) 10ھ میں رسول اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو اسی روز سورج گرہن لگ گیا۔ بعض لوگوں نے اسے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی طرف منسوب کیا۔ آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "لوگو! سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انہیں کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، لہٰذا جب گرہن لگے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور نماز پڑھو، یہاں تک کہ گرہن ختم ہو جائے۔" (صحیح مسلم) یہ بات ارشاد فرما کر آپ ﷺ نے اس مشرکانہ عقیدے کی جڑ کاٹ دی کہ نظم کائنات پر کوئی نبی، ولی، یا بزرگ اثر انداز ہو سکتا ہے یا امور کائنات چلانے میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا بھی عمل دخل ہو سکتا ہے۔

ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ نصیحت فرمائی "میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا۔ بے شک میں ایک بندہ ہوں، لہٰذا مجھے اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو۔" (بخاری و مسلم) ایک حدیث میں ارشاد مبارک ہے "افضل ترین ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے (ترمذی) افضل ترین ذکر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کے الفاظ شامل نہ کر کے گویا امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، کبریائی اور عظمت میں کوئی دوسرا تو کیا، نبی بھی شریک نہیں ہو سکتا۔

آخر میں ایک نظر رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے ایام مرض الموت پر بھی ڈال لیجئے، ایام علالت میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو جو پند و نصائح فرمائے ان کی اہمیت محتاج وضاحت نہیں۔ وفات اقدس سے پانچ دن قبل بخار سے کچھ افاقہ محسوس ہوا تو مسجد تشریف لائے۔ سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی، منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا "یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔" (صحیح بخاری) ایام علالت میں ہی اپنی امت کو جو دوسری وصیت ارشاد

فرمائی وہ یہ تھی کہ "تم لوگ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے۔" (موطا امام مالک) وفات اقدس کے آخری روز عالم نزع میں آپ ﷺ کے سامنے پیالے میں پانی رکھا تھا۔ آپ ﷺ دونوں ہاتھ پانی میں ڈال کر چہرہ پر ملتے اور فرماتے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور موت کے لئے سختیاں ہیں۔ (صحیح بخاری) یہی الفاظ دہراتے دہراتے حیات طیبہ کے آخری کلمات اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ "اے اللہ! مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔" تین مرتبہ ادا فرمائے اور رفیق اعلیٰ کے حضور پہنچ گئے۔[1] گویا آپ کی زندگی کے آخری الفاظ بھی کلمہ توحید پر مشتمل تھے۔

سیرت طیبہ کے یہ تمام سلسلہ وار اہم واقعات اسلامی انقلاب کی غرض و غایت کا ٹھیک ٹھیک تعین کر دیتے ہیں اور وہ یہ کہ آپ ﷺ کا برپا کیا ہوا انقلاب بنیادی طور پر عقیدے کا انقلاب تھا جس کے نتیجے میں انسانی زندگی کے باقی تمام گوشوں معیشت، معاشرت، مذہب، سیاست، اخلاق و کردار میں از خود انقلاب آتا چلا گیا۔ پس صحیح اسلامی انقلاب صرف وہی ہو گا جس کی بنا خالص عقیدہ توحید پر ہو گی جس انقلاب کی بنیاد عقیدہ توحید پر نہیں ہو گی وہ اصلاحی، معاشی، صنعتی، جمہوری یا سیاسی ہر طرح کا انقلاب ہو سکتا ہے، اسلامی انقلاب ہرگز نہیں ہو سکتا۔

☪○☪○☪

قارئین کرام! شرک سے متعلق بعض دیگر اہم مضامین بھی دیباچے میں شامل تھے، لیکن طوالت کی وجہ سے الگ ضمیمہ کی شکل میں شامل اشاعت کئے جا رہے ہیں، ان مضامین کے موضوعات درج ذیل ہیں:

① شرک کے بارے میں بعض اہم مباحث۔
② مشرکین کے دلائل اور ان کا تجزیہ۔
③ اسباب شرک۔

ضمیمہ میں بعض مقامات پر اولیاء کرام سے منسوب بعض کرامات تحریر کی گئی ہیں ان کے بارے میں ہم یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ مذکورہ کرامات چونکہ اولیاء کرام کی سیرت پر لکھی گئی کتب میں موجود ہیں لہٰذا ہم نے ان کا حسب موقع حوالہ دے دیا ہے تاہم ان کی صحت یا عدم صحت کی تمام تر ذمہ داری ان کتب کے

[1] سیرت نبوی ﷺ کے مذکورہ بالا تمام واقعات کی تفصیل اور حوالہ جات کے لئے ملاحظہ ہو "الرحیق المختوم، از مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری۔"

مصنفین پر ہے جنہوں نے یہ کرامات اپنی کتب میں لکھی ہیں۔ مذکورہ کرامات چونکہ خلاف سنت ہیں اس لئے ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ کرامات اولیاء کرام سے غلط منسوب کی گئی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

موضوع کی اہمیت کے پیش نظر کتاب میں توحید سے متعلق تین ابواب (توحید ذات، توحید عبادت اور توحید صفات) میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ ہر مسئلہ کے تحت حدیث سے قبل قرآن مجید کی آیت دے دی گئی ہے۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ اس طرح مسائل کو سمجھنے اور ذہن نشین کرنے میں قارئین کرام زیادہ سہولت محسوس کریں گے۔

اس بار ہم نے یہ اہتمام بھی کیا ہے کہ صحیحین (بخاری اور مسلم) کی احادیث کے علاوہ باقی احادیث کے درجہ (صحیح یا حسن) کا ذکر بھی کیا جائے۔ امید ہے کہ اس سے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہوگا۔ ان شاء اللہ! بعض احادیث کے آگے صحیح یا حسن کا درجہ نہیں لکھا گیا، یہ وہ احادیث ہیں، جو صحت کے اعتبار سے قابل قبول ہیں لیکن حسن کے درجہ کو نہیں پہنچتیں۔

صحت حدیث کے معاملہ میں شیخ محمد ناصر الدین البانی حفظہ اللہ کی تحقیق سے استفادہ کیا گیا ہے تاہم اگر کہیں کوتاہی ہوگئی ہو تو اس کی نشاندہی پر ہم ممنون احسان ہوں گے۔

کتاب کی نظر ثانی محترم والد حافظ محمد ادریس رحمہ اللہ اور محترم حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے فرمائی۔ اللہ دونوں حضرات کی سعی جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرما کر دنیا اور آخرت میں اجر عظیم سے نوازے۔ آمین!

کتاب التوحید کی تکمیل پر ہم اپنے رب کے حضور سجدہ شکر بجالاتے ہیں کہ اس کے فضل و کرم کے بغیر کوئی نیک کام سرانجام نہیں پاتا، اس کی توفیق اور عنایت کے بغیر کوئی نیک خواہش پوری نہیں ہوتی، اس کے سہارے اور مدد کے بغیر کوئی نیک ارادہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتا، پس اے نیک ارادوں اور خواہشوں کو پورا کرنے والے، اپنے رخ انور کے جلال و جمال کے واسطے سے، اپنی عظمت و کبریائی کے صدقے سے اور اپنی لامحدود صفات کے وسیلے سے ہماری یہ حقیر جدوجہد اپنی بارگاہ صمدی میں قبول فرما۔

اے الٰہ العالمین! ہم تیرے نہایت عاجز حقیر گنہگار اور سیہ کار بندے ہیں۔ تیرا دامن عفو و کرم زمین و آسمان کی وسعتوں سے بھی وسیع تر ہے، تو اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرما اور اسے ہمارے والدین، اہل و عیال اور خود ہمارے لئے رہتی دنیا تک بہترین صدقہ جاریہ بنا، ہمارے گناہوں کی مغفرت اور بخشش کا

ذریعہ بنا، ہمیں زندگی اور موت کے فتنوں سے بچا، اپنے غضب اور غصہ سے پناہ دے، بُری تقدیر اور بُری موت سے محفوظ رکھ، دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے ہماری حفاظت فرما، دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی سے پناہ دے، مرتے وقت کلمہ توحید نصیب فرما، قبر میں منکر نکیر کے سوال و جواب میں ثابت قدم رکھ، عذابِ قبر سے بچا، حشر و نشر کی ہولناکیوں سے پناہ دے، رسول رحمت ﷺ کی شفاعت کبریٰ نصیب فرما، جہنم کی آگ سے محفوظ رکھ، اور جنت میں رسول اکرم ﷺ کی رفاقت عطا فرما۔ آمین!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَ تُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

محمد اقبال کیلانی عفی الله عنه
جامعه ملك سعود، الرياض ،
المملكة العربية السعودية
21ذی الحجة 1407 هـ مطابق جولائی 1978ء

ضمیمہ

شرک کے بارے میں چند اہم مباحث

عقیدہ توحید کی وضاحت کرتے ہوئے ہم یہ لکھ آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک کرنا شرک فی الذات، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا شرک فی العبادت اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک کرنا شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔ شرک کے موضوع پر مزید گفتگو کرنے سے قبل درج ذیل مباحث کو پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔

① مشرکین اللہ تعالیٰ کو جانتے اور مانتے تھے:

ہر زمانے میں مشرک اللہ تعالیٰ کو جانتے اور مانتے ہیں حتیٰ کہ اسی کو معبودِ اعلیٰ اور ربِ اکبر (GREAT GOD) تسلیم کرتے ہیں اور جو کچھ اس کائنات میں ہے ان سب کا خالق، مالک اور رازق اسے ہی سمجھتے ہیں کائنات کا مدبر اور منتظم بھی اسی کو مانتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ یونس کی درج ذیل آیت سے معلوم ہوتا ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ○﴾(31:10)

”ان سے پوچھو کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے کون اس نظام عالم کی تدبیر کر رہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے اللہ!“ (سورہ یونس، آیت نمبر 31)

اور سورہ عنکبوت کی آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ○﴾(65:29)

''جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر کے اس سے دعا مانگتے ہیں پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یکا یک شرک کرنے لگتے ہیں۔'' (سورہ عنکبوت، آیت نمبر 65)[1]

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مشرک نہ صرف اللہ تعالیٰ کو کائنات کا مالک اور مدبر تسلیم کرتے تھے بلکہ مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لئے اسی بارگاہ کو آخری اور بڑی بارگاہ سمجھتے تھے۔

② مشرکین اپنے معبودوں کے اختیارات عطائی سمجھتے تھے:

مشرک جنہیں اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے تھے، ان کے اختیارات کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ سمجھتے تھے۔ دوران حج مشرکین جو تلبیہ پڑھتے تھے اس سے مشرکین کے اس عقیدہ پر روشنی پڑتی ہے جس کے الفاظ یہ تھے۔

((لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَ مَا مَلَكَ))

''اے اللہ! میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مگر ایک تیرا شریک ہے جس کا تو ہی مالک ہے اور وہ کسی چیز کا مالک نہیں۔''

تلبیہ کے ان الفاظ سے درج ذیل تین باتیں بالکل واضح ہیں:

اولاً : مشرک اللہ تعالیٰ کو رب اکبر یا خدائے خداوند (GOD GREAT) مانتے تھے۔

ثانیاً: مشرک اپنے ٹھہرائے ہوئے شرکاء (خداؤں اور معبودوں) کا مالک اور خالق بھی رب اکبر کو ہی سمجھتے تھے۔

ثالثاً: مشرک یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شرکاء ذاتی حیثیت میں کسی چیز کے مالک ومختار نہیں بلکہ ان کے اختیارات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہیں جن سے وہ اپنے پیروکاروں کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ مشرکین کے تلبیہ سے ظاہر ہونے والے اس عقیدہ کو رسول اکرم ﷺ نے شرک قرار دیا ہے۔

---

[1] اس مضمون کی چند دوسری آیات یہ ہیں:(63,61:29), (25:31), (38:39), (87,9:43)

③ قرآن مجید کی اصطلاح مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ[1] سے کیا مراد ہے؟

مشرکین میں پائے جانے والے مختلف عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ کائنات کی ہر چیز میں خدا موجود ہے یا کائنات کی مختلف اشیاء دراصل خدا کی قوت اور طاقت کے مختلف روپ اور مظاہر ہیں۔اس عقیدہ کو سب سے زیادہ پذیرائی مشرکین کے قدیم ترین مذہب ''ہندومت'' میں حاصل ہوئی جن کے ہاں سورج، چاند، ستارے، آگ، پانی، ہوا، سانپ، بندر، اینٹ، پتھر، پودے اور درخت گویا ہر چیز خدا ہی کا روپ ہے جو پوجا اور پرستش کے قابل ہے۔اس عقیدہ کے تحت مشرکین اپنے ہاتھوں سے پتھروں کے خیالی خوبصورت مجسمے اور بت تراشتے ہیں پھر ان کی پوجا اور پرستش کرتے ہیں اور انہیں کو اپنا مشکل کشا اور حاجت روا مانتے ہیں بعض مشرک پتھروں کو تراشتے اور کوئی شکل دیئے بغیر قدرتی شکل میں اسے نہلا دھلا کر پھول وغیرہ پہنا کر اس کے آگے سجدہ ریز ہوجاتے ہیں اور اس سے دعائیں فریادیں کرنے لگتے ہیں۔اس قسم کے تمام تراشیدہ یا غیر تراشیدہ بت، مجسمے، مورتیاں اور پتھر وغیرہ قرآن مجید کی اصطلاع میں ''مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ'' کہلاتے ہیں۔

مشرکین میں بت پرستی کی وجہ ایک دوسرا عقیدہ بھی تھا جس کا تذکرہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے سورہ نوح کی آیت نمبر 23 کی تفسیر میں کیا ہے[2] اور وہ یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک صالح اور ولی اللہ مسلمان فوت ہوا تو اس کے عقیدت مند رونے اور پیٹنے لگے۔صدمہ سے نڈھال اس کی قبر پر آکر بیٹھ گئے۔ابلیس ان کے پاس انسانی شکل میں آیا اور کہا کہ اس بزرگ کے نام کی یادگار کیوں قائم نہیں کر لیتے تا کہ ہر وقت تمہارے سامنے رہے اور تم اسے بھولنے نہ پاؤ۔اس نیک اور صالح بندے کے عقیدت مندوں نے یہ تجویز پسند کی تو ابلیس نے خود ہی اس بزرگ کی تصویر بنا کر انہیں مہیا کر دی، جسے دیکھ کر وہ لوگ اپنے بزرگ کی یاد تازہ کرتے اور اس کی عبادت اور زُہد کے قصے آپس میں بیان کرتے رہتے۔اس کے بعد دوبارہ ابلیس ان کے پاس آیا اور کہا کہ آپ سب حضرات کو تکلیف کر کے یہاں آنا پڑتا ہے، کیا میں تم سب

---

[1] من دون اللہ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے، جن کی پوجا اور پرستش کی جاتی ہے۔وہ ''دوسرے'' کون کون ہیں؟ ان سطور میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

[2] وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ وَّ لَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَنَسْرًا ○ (23:71) ''اور انہوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو وداور سواع کو اور نہ یغوث، یعوق اور نسر کو(سورہ نوح، آیت نمبر 33)

کو الگ الگ تصویریں نہ بنادوں تاکہ تم لوگ اپنے اپنے گھروں میں انہیں رکھ لو؟ عقیدت مندوں نے اس تجویز کو پسند کیا اور ابلیس نے انہیں اس بزرگ کی تصویریں یا بت الگ الگ مہیا کر دیئے جو انہوں نے اپنے پاس محفوظ رکھ لئے، لیکن ان کی دوسری نسل نے آہستہ آہستہ ان تصویروں اور بتوں کی پوجا اور پرستش شروع کر دی۔ اس بزرگ کا نام ''ود'' تھا اور یہی پہلا بت تھا جس کی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا اور پرستش کی گئی ''ود'' کے علاوہ قوم نوح دیگر جن بتوں کی پوجا کرتی تھی ان کے نام سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے۔ یہ سب کے سب اپنی قوم کے صالح اور نیک لوگ تھے۔ (بخاری)

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ جہاں بعض مشرک پتھروں کے خیالی بت اور مجسمے بنا کر انہیں اپنا معبود بنا لیتے تھے وہاں بعض مشرک اپنی قوم کے بزرگوں اور ولیوں کے مجسمے اور بت بنا کر انہیں بھی اپنا معبود بنا لیتے تھے۔ آج بھی بت پرست اقوام جہاں فرضی بت تراش کر ان کی پوجا اور پرستش کرتی ہیں وہاں اپنی قوم کی عظیم اور مصلح شخصیتوں کے بت اور مجسمے تراش کر ان کی پوجا اور پرستش بھی کرتی ہیں۔ ہندو لوگ ''رام''، اس کی ماں ''کوشلیا''، اس کی بیوی ''سیتا'' اور اس کے بھائی ''لکشمن'' کے بت تراشتے ہیں۔ ''شیوجی'' کے ساتھ اس کی بیوی ''پاروتی'' اور اس کے بیٹے ''لارڈ گنیش'' کے بت اور مجسمے بناتے ہیں۔ ''کرشنا'' کے ساتھ اس کی ماں ''یشودھا'' اور اس کی بیوی ''رادھا'' کے بت اور مورتیاں بنائی جاتی ہیں۔[1] اسی طرح بدھ مت کے پیروکار ''گوتم بدھ'' کا مجسمہ اور مورت بناتے ہیں جین مت کے پیروکار سوامی مہاویر کا بت تراشتے اور اس کی پوجا پاٹ کرتے ہیں۔ ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں ان سے اپنی حاجتیں اور مرادیں طلب کرتے ہیں۔ یہ سارے نام تاریخ کے فرضی نہیں بلکہ حقیقی کردار ہیں جن کے بت تراشے جاتے ہیں ایسے تمام بزرگ اور ان کے بت بھی قرآن مجید کی اصطلاح میں ''من دون اللہ'' میں شامل ہیں۔

بعض مشرک لوگ اپنے ولیوں اور بزرگوں کے بت یا مجسمے تراشنے کی بجائے ان کی قبروں اور

---

[1] یہاں اس بات کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ ہندوؤں میں دو مشہور فرقے ہیں سناتن دھرم اور آریہ سماج۔ سناتن دھرم کی مذہبی کتب میں چار وید، چھ شاستر، اٹھارہ پران اور اٹھارہ سمرتی شامل ہیں۔ ان کتب میں 33 کروڑ دیوتاؤں اور اوتاروں کا ذکر ملتا ہے جب کہ آریہ سماج فرقہ اپنی بت پرستی کے باجود موحد ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے اور چار ویدوں کے علاوہ باقی کتب کو اس لئے نہیں تسلیم کرتا کہ ان میں شرک کی تعلیم دی گئی ہے۔
آریہ سماج فرقہ کے ایک مبلغ راجہ رام موہن رائے (1774ء تا 1833ء) نے ''تحفۃ الموحدین'' ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے جس میں بت پرستی کی مذمت اور توحید کی تعریف کی گئی ہے۔ (ہندو دھرم کی جدید شخصیتیں، از محمد فاروق خان ایم اے)

مزاروں کے ساتھ بتوں جیسا معاملہ کرتے تھے، مشرکین مکہ قوم نوح کے بتوں، ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے علاوہ دوسرے جن بتوں کی پوجا اور پرستش کرتے تھے ان میں لات، منات، عزی اور ہبل زیادہ مشہور تھے۔ ان میں لات کے بارے میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے قرآن مجید کی آیت ﴿ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ﴾ ''کبھی تم نے لات اور عزیٰ کی حقیقت پر بھی غور کیا ہے؟'' کی تفسیر کے تحت لکھا ہے کہ لات ایک نیک شخص تھا جو موسم حج میں حاجیوں کو ستو گھول کر پلایا کرتا تھا، اس کے انتقال کے بعد لوگوں نے اس کی قبر پر مجاورت شروع کر دی اور رفتہ رفتہ اس کی عبادت کرنے لگے۔ پس وہ بزرگ اور اولیاء کرام جن کی قبروں کے ساتھ بتوں جیسا معاملہ کیا جائے، ان پر مجاورت کی جائے، ان کے نام کی نذر و نیاز دی جائے، ان سے حاجتیں اور مرادیں طلب کی جائیں، وہ بھی ''من دون اللہ'' میں اسی طرح شامل ہیں جس طرح وہ بت ''من دون اللہ'' میں شامل ہیں جن کی پوجا اور پرستش کی جاتی ہے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ کتاب و سنت کی رُو سے من دون اللہ سے مراد مندرجہ ذیل تین چیزیں ہیں:

① وہ تمام جاندار یا غیر جاندار اشیاء جنہیں خدا کا مظہر یا روپ سمجھ کر ان کے سامنے مراسم عبودیت بجا لائے جائیں۔

② تاریخ کی وہ عظیم شخصیتیں، جن کے تراشیدہ بتوں، مجسموں اور مورتیوں کے سامنے مراسم عبودیت بجالائے جائیں۔

③ اولیاء کرام اور ان کی قبریں، جہاں مختلف مراسم عبودیت بجالائے جائیں۔

④ مشرکین عرب کے مراسمِ عبودیت کیا تھے؟

مشرکین عرب بتکدوں اور خانقاہوں میں اپنے بزرگوں اور اولیاء کرام کے بتوں کے سامنے جو مراسم عبودیت بجالاتے تھے ان میں درج ذیل رسوم شامل تھیں، بتکدوں میں مجاور بن کے بیٹھنا، بتوں سے پناہ طلب کرنا، انہیں زور زور سے پکارنا، حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے ان سے فریادیں اور التجائیں کرنا، اللہ تعالیٰ کے یہاں انہیں اپنا سفارشی سمجھ کر مرادیں طلب کرنا، ان کا حج اور طواف کرنا، ان کے سامنے عجز و نیاز سے پیش آنا، انہیں سجدہ کرنا، ان کے نام کے نذرانے اور قربانیاں دینا، جانوروں کو کبھی بتکدوں پر لے جا کر ذبح کرنا کبھی کسی بھی جگہ ذبح کر لینا،[1] یہ تمام رسومات، تب بھی شرک تھیں اور اب بھی شرک ہیں۔

⑤ کلمہ گو بھی مشرک ہو سکتا ہے:

شرک کرنے والوں میں سے کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو رسالت اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے مثلاً رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں قریش مکہ یا ہمارے زمانے میں ہندومت کے پیروکار، انہیں کافر مشرک کہا جا سکتا ہے۔ لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ، رسالت اور آخرت پر ایمان رکھنے کے باوجود شرک کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی گواہی خود قرآن مجید نے دی ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبَسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○﴾ (82:6)

”(قیامت کے روز) امن انہی کے لئے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔“ (سورہ انعام، آیت نمبر 82)

دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ ○﴾ (106:12)

”لوگوں میں اکثر ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے باوجود مشرک ہیں۔“ (سورہ یوسف، آیت نمبر 106)

دونوں آیتوں سے یہ بات واضح ہے کہ بعض لوگ کلمہ پڑھنے، رسالت اور آخرت پر ایمان لانے کے باوجود شرک میں مبتلا ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کو کلمہ گو مشرک کہا جا سکتا ہے۔

⑥ اقسام شرک:

شرک کی دو قسمیں ہیں:

① شرک اکبر ② شرک اصغر

اللہ تعالیٰ کی ذات، عبادت اور صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا ”شرک اکبر“ کہلاتا ہے۔ شرک اکبر کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کی سزا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم ہے، جیسا کہ سورہ توبہ کی درج ذیل آیت میں ہے:

﴿ وَ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰهِ شَاهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ

❶ ملاحظہ ہو الرحیق المختوم، از مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری، صفحہ 48/49

اُولٰٓئِكَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ وَ فِی النَّارِ هُمۡ خٰلِدُوۡنَ ○﴾(17:9)

''مشرکین کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کریں، اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر خود کفر کی شہادت دے رہے ہیں، ان کے تو سارے اعمال ضائع ہوگئے اور انہیں جہنم میں ہمیشہ رہنا ہے۔''(سورہ توبہ، آیت نمبر 17)

شرک اکبر کے علاوہ بعض ایسے دیگر امور،، جن کے لئے احادیث میں شرک کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ریا، یا غیر اللہ کی قسم کھانا وغیرہ، یہ شرک اصغر کہلاتے ہیں۔شرک اصغر کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں ہوتا البتہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔کبیرہ گناہ کی سزا جہنم ہے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے۔شرک اصغر سے توبہ نہ کرنا، شرک اکبر کا باعث بن سکتا ہے۔

یاد رہے کہ شرک خفی سے مراد ہلکا شرک نہیں بلکہ مخفی شرک ہے جو کسی انسان کے اندر چھپی ہوئی کیفیت کا نام ہے، یہ شرک اکبر بھی ہوتا ہے جیسا کہ منافق کا شرک، اور شرک اصغر بھی ہوسکتا ہے جیسے کہ ریاکار کا شرک ہے۔

مشرکین کے دلائل اور ان کا تجزیہ

قرآن مجید کی رُو سے مشرکین، شرک کے حق میں تین قسم کے دلائل رکھتے ہیں۔ذیل میں ہم تینوں دلائل کا الگ الگ تجزیہ پیش کررہے ہیں۔

پہلی دلیل اور اس کا تجزیہ:

اس سے پہلے یہ بات لکھی جاچکی ہے کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو اپنا رب اکبر، معبودِ اعلیٰ اور خدائے خداوند (GREAT GOD) تسلیم کرتے ہیں۔اسے اپنا خالق، رازق اور مالک سمجھتے ہیں۔ جان پر بن آئے تو خالصتاً اسی کو پکارتے بھی ہیں لیکن ساتھ ساتھ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ اولیاء کرام چونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند مرتبہ ہوتے ہیں، اللہ کے محبوب اور پیارے ہوتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات میں سے کچھ اختیارات انہیں بھی دے رکھے ہیں۔اس لئے ان سے بھی مرادیں مانگی جاسکتی ہیں۔ان سے بھی

حاجت اور مدد طلب کی جاسکتی ہے، وہ بھی تقدیر بنااور سنوار سکتے ہیں۔ دعااور فریاد سن سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مشرکین کے اس عقیدہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

﴿ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ ﴾(36:74)

''مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے الٰہ اس لئے بنا رکھے ہیں تا کہ وہ ان کی مدد کریں۔'' (سورہ یٰس ، آیت نمبر 74)

یہی وہ عقیدہ ہے جس کے تحت مشرکین عرب بتوں کی شکل میں اپنے بزرگوں اور اولیاء کرام کو پکارتے اور ان سے مرادیں طلب کرتے تھے، اسی عقیدے کے تحت ہندو، بدھ، اور جینی مورتیوں، مجسموں اور بتوں کی شکل میں اپنے اپنے بزرگوں اور ولیوں سے حاجتیں اور مرادیں طلب کرتے ہیں، اسی عقیدے کے تحت بعض مسلمان فوت شدہ اولیاء کرام اور بزرگوں کو پکارتے ہیں اور ان سے حاجتیں طلب کرتے ہیں۔[1] سید علی ہجویری اپنی مشہور کتاب ''کشف المحجوب'' میں فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ کے اولیاء ملک کے مدبر ہیں اور عالم (دنیا) کے نگران ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر ان کو عالم کا والی (حاکم) گردانا ہے اور عالم (دنیا) کا حل و عقد (انتظام) ان کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے اور احکام عالم کو ان ہی کی ہمت کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔''[2] حضرت نظام الدین اولیاء اپنی معروف کتاب ''فوائد الفوائد'' میں فرماتے ہیں ''شیخ نظام الدین ابوالموید بارہا فرمایا کرتے ''میری وفات کے بعد جس کو کوئی مہم درپیش ہو تو اس سے کہو تین دن میری زیارت کو آئے، اگر تین دن گزر جانے کے بعد بھی وہ کام پورا نہ ہو تو چار دن آئے اور اب بھی کام نہ نکلے تو میری قبر کی اینٹ سے

---

1. یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ عالم اسباب کے تحت کسی زندہ انسان سے مدد طلب کرنا شرک نہیں، البتہ عالم اسباب سے بالاتر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو پکارنا شرک ہے۔ مثلاً سمندر میں ڈوبتے ہوئے جہاز پر بیٹھے ہوئے لوگوں کا کسی قریب ترین بندرگاہ پر موجود لوگوں کو وائرلیس کے ذریعے صورت حال سے مطلع کر کے مدد طلب کرنا شرک نہیں کیونکہ ڈوبنے والوں کا وائرلیس کے ذریعے زندہ انسانوں کو اطلاع دینا، بندرگاہ پر موجود لوگوں کا ہیلی کاپٹر وغیرہ کے ذریعہ جائے حادثہ پر پہنچنا اور بچانے کی کوشش کرنا، یہ سارے کام سلسلہ اسباب کے تحت ہیں، البتہ اگر ڈوبنے والے ''بگرداب بلا افتاد کشتی مدد کن یا معین الدین چشتی'' (یعنی میری کشتی طوفانوں میں پھنسی ہے اے معین الدین چشتی تو میری مدد کر) کی دہائی دینے لگیں تو یہ شرک ہوگا کیونکہ ایسی فریاد کرنے والے کا عقیدہ ہوگا کہ اولاً خواجہ معین الدین چشتی مرنے کے باوجود سینکڑوں یا ہزاروں میل دور سے سننے کی طاقت رکھتے ہیں یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرح ''سمیع'' ہیں۔ ثانیاً فریاد اور پکار سننے کے بعد خواجہ معین الدین چشتی فریاد کرنے والے کی مدد کرنے اور اس کی مشکل حل کرنے کی پوری قدرت رکھتے ہیں، یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرح قادر بھی ہیں، ان دونوں صورتوں میں جو فرق ہے وہ بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔
2. تصوف کی تین اہم کتابیں، از سید احمد عروج قادری، صفحہ 33، مطبوعہ ہندوستان پبلی کیشنز، دہلی۔

اینٹ بجادے۔"[1] جناب احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں "اولیاء کرام مردے کو زندہ کر سکتے ہیں، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دے سکتے ہیں اور ساری زمین کو ایک قدم میں طے کر سکتے ہیں۔"[2] نیز فرماتے ہیں " اولیاء کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں ان کے علم وادراک سمع و بصر پہلے کی نسبت زیادہ قوی ہیں۔"[3]

فارسی کے ایک شاعر نے اسی عقیدے کا اظہار درج ذیل شعر میں یوں کیا ہے ؏

اولیا را ہست قدرت ازالہ   تیر جستہ باز گردانند زراہ

ترجمہ :"اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی قدرت حاصل ہوتی ہے کہ وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس لا سکتے ہیں۔

کسی پنجابی شاعر نے اس عقیدہ کی ترجمانی ان الفاظ میں کی ہے:

ہتھ ولی دے قلم ربانی لکھے جو من بھاوے   رب ولی نوں طاقت بخشی لکھے لیکھ مٹاوے

ترجمہ : "اللہ تعالیٰ کا قلم ولی کے ہاتھ میں ہے جو چاہے لکھے اللہ تعالیٰ نے ولی کو یہ طاقت بخشی ہے کہ جو چاہے لکھے جو چاہے مٹادے۔

بزرگان دین اور اولیاء کرام کے بارے میں اسی قسم کے مبالغہ آمیز عقائد اور تصورات کا یہ نتیجہ ہے کہ لوگ اولیاء کرام کے ناموں کی دہائی دیتے اور ان سے مدد اور مرادیں مانگتے ہیں۔ خود "امام اہل سنت" حضرت احمد رضا خان بریلوی، شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں فرماتے ہیں "اے عبدالقادر! اے فضل کرنے والے، بغیر مانگے سخاوت کرنے والے، اے انعام واکرام کے مالک، تو بلند وعظیم ہے، ہم پر احسان فرما سائل کی پکار کو سن لے۔ اے عبدالقادر! ہماری آرزوؤں کو پورا کر۔"[4] جناب احمد رضا خان کے بارے میں ان کے ایک عقیدت مند شاعر کا اظہار عقیدت ملاحظہ ہو ؏

چار جانب مشکلیں ہیں ایک میں ، اے مرے مشکل کشا احمد رضا

---

[1] تصوف کی تین اہم کتابیں، از سید احمد عروج قادری، صفحہ 33، مطبوعہ ہندوستان پبلی کیشنز، دہلی۔
[2] بریلویت، از علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحوم، صفحہ 135/134
[3] بریلویت، صفحہ 141
[4] بریلویت ،صفحہ 131/130

لاج رکھ میرے پھیلے ہاتھ کی　　اے مرے حاجت روا احمد رضا

شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں بھی کسی شاعر نے ایسا ہی اظہارِ خیال کیا ہے ع

امداد کن امداد کن از رنج و غم آزاد کن　　در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادرا

ترجمہ : ''اے شیخ عبدالقادر! میری مدد کیجئے، میری مدد کیجئے، اور مجھے ہر رنج و غم سے آزاد کر دیجئے، نیز دین و دنیا کے تمام معاملات میں مجھے خوش کیجئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں عربی کے ایک شاعر نے اپنے عقیدے کا یوں اظہار کیا ہے:

نَـادِ عَـلِيًّـا مَـظْهَـرُ الْـعَـجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا فِي النَّوَائِبِ
كُـلُّ هَـمٍّ وَ غَـمٍّ سَيَـنْـجَلِيْ بِوَلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ

ترجمہ: ''عجائبات ظاہر کرنے والے علی کو پکارو ہر مصیبت میں اسے اپنا مددگار پاؤ گے، اے علی! تیری ولایت کے صدقے عنقریب سارے غم دور ہو جائیں گے۔

ان افکار و عقائد کو سامنے رکھتے ہوئے یا محمد، یا علی یا حسین، یا غوث الاعظم جیسے ندائیہ کلمات کی حقیقت آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے اور یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ان کلمات کے پس منظر میں کون سا عقیدہ کارفرما ہے؟

اولیاء کرام اور بزرگانِ دین کے بارے میں پائے جانے والے ان تصورات اور عقائد کا اب ہمیں کتاب و سنت کی روشنی میں جائزہ لینا ہے کہ کیا واقعی اولیاء کرام ایسی قدرت اور اختیارات رکھتے ہیں جیسا کہ ان کے پیروکار سمجھتے ہیں؟

پہلے قرآن مجید کی چند آیات ملاحظہ ہوں:

① ﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝﴾(35:13)

''اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جنہیں تم پکارتے ہو وہ ایک پر کاہ کے بھی مالک نہیں ہیں۔'' (سورہ فاطر، آیت نمبر13)

② ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي

الْاَرْضِ وَ مَالَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَالَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ○ ﴾(22:34)

''کہو پکار دیکھو انہیں، جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا معبود سمجھ بیٹھے ہو وہ نہ آسمان میں ذرہ برابر کسی چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں، وہ آسمان وزمین کی ملکیت میں بھی شریک نہیں نہ ہی ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا مددگار ہے۔'' (سورہ سبا، آیت نمبر 22)

③ ﴿ مَالَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ○ ﴾(26:18)

''مخلوقات کا اللہ کے سوا کوئی خبر گیر نہیں اور وہ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔'' (سورہ کہف، آیت نمبر 26)[1]

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ میں اپنی حکومت، اپنے معاملات اور اختیارات میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتا اور میرے علاوہ جنہیں لوگ پکارتے ہیں یا جن سے مرادیں اور حاجتیں طلب کرتے ہیں وہ ذرہ برابر کا اختیار نہیں رکھتے نہ ہی ان میں سے کوئی میرا مددگار ہے۔

اس دنیا میں انبیاء کرام اور رُسل، اللہ تعالیٰ کے پیغامبر اور نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ مقرب، سب سے زیادہ محبوب اوور سب سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء کرام کے واقعات بیان فرمائے ہیں کہ وہ کس طرح اپنی اپنی قوم کے پاس دعوت توحید لے کر آئے اور قوم نے ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا۔ کسی کو قوم نے جلاوطن کر دیا، کسی کو قید کر دیا، کسی کو قتل کر دیا، کسی کو مارا اور پیٹا، لیکن وہ خود اپنی قوم کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو توحید کی دعوت دی، قوم نہ مانی بلکہ الٹا یہ کہا ﴿ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ ﴾ ''اچھا تو لے آ وہ عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے اگر اپنی بات میں سچا ہے۔'' (سورہ اعراف، آیت نمبر 70) اس پر اللہ تعالیٰ کا پیغمبر صرف اتنا ہی کہہ کر خاموش ہو گیا ﴿ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○ ﴾ ''تم بھی (عذاب کا) انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔'' (یعنی عذاب لانا میرے بس میں نہیں۔) (سورہ اعراف، آیت نمبر 71) ایسا ہی معاملہ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بھی پیش آتا رہا۔ ہم

[1] اس مضمون کی چند دوسری آیات یہ ہیں: (17:6)، (57/56:17)، (43:21)، (62:27)، (76:5)، (3:25)، (11:13)، (20/21:16)، (20/21:72)

یہاں اللہ تعالیٰ کے ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ تفصیل سے بیان کرنا چاہتے ہیں جن کی قوم اغلام کے مرض میں مبتلا تھی، فرشتے عذاب لے کر خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آئے تو حضرت لوط علیہ السلام اپنی بدکردار قوم کے بارے میں سوچ کر گھبرا اٹھے، کہنے لگے﴿ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ○ ﴾ ''یہ دن تو بڑی مصیبت کا ہے۔'' (سورہ ہود، آیت نمبر 77) اور اپنی قوم سے یہ درخواست کی:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ○ ﴾

''اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے ذلیل نہ کرو کیا تم میں کوئی بھلا آدمی نہیں۔'' (سورہ ہود، آیت نمبر 78)

قوم پر آپ کی اس منت سماجت کا کوئی اثر نہ ہوا تو عاجز اور مجبور ہو کر یہاں تک کہہ ڈالا کہ﴿ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ○ ﴾ ''اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو یہ میری بیٹیاں (نکاح کے لئے) موجود ہیں۔'' (سورہ حجر، آیت نمبر 71) بدبخت قوم اس پر بھی راضی نہ ہوئی تو پیغمبر کی زبان پر بڑی حسرت کے ساتھ یہ الفاظ آگئے ﴿ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ○ ﴾ ''اے کاش! میرے پاس اتنی طاقت ہوتی کہ تمہیں سیدھا کر دیتا یا کوئی مضبوط سہارا ہوتا جس کی پناہ لیتا۔'' (سورہ ہود، آیت نمبر 80)

حضرت لوط علیہ السلام کے اس واقعہ کو سامنے رکھئے اور پھر غور فرمائیے کہ پیغمبر کی بات کے ایک ایک لفظ سے بے بسی، بے کسی اور مجبوری کس طرح ٹپک رہی ہے، سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا خدائی اختیارات کا مالک کوئی شخص مہمانوں کے سامنے اپنے دشمن سے منت سماجت کرنا گوارا کرتا ہے اور پھر یہ کہ کوئی صاحب اختیار اور صاحب قدرت شخص اپنی بیٹیوں کو یوں بدکردار اور بدمعاش لوگوں کے نکاح میں دینا پسند کرتا ہے؟

ایک نظر سید الانبیاء، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر بھی ڈال کر دیکھئے۔ مسجد الحرام میں نماز پڑھتے ہوئے مشرکین نے سجدہ کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آکر اپنے بابا کو اس مشکل سے نجات دلائی۔ ایک مشرک عقبہ بن ابی معیط نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں چادر ڈال کر سختی سے گلا گھونٹا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوڑ کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بچائی۔ طائف میں مشرکین نے پتھر مار مار کر اس قدر زخمی کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک خون سے تر بہ تر ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالآخر شہر سے باہر ایک باغ میں پناہ لی۔ طائف سے واپسی پر مکہ معظمہ میں

داخل ہونے کے لئے آپ ﷺ کو ایک مشرک مطعم بن عدی کی پناہ حاصل کرنا پڑی۔ مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر رات کی تاریکی میں آپ ﷺ کو اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا۔ جنگ احد میں ایک مشرک نے آپ ﷺ کو ایک پتھر مارا جس سے آپ ﷺ نیچے گر گئے اور ایک نچلا دانت ٹوٹ گیا۔ اسی جنگ میں ایک دوسرے مشرک نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر اس زور سے تلوار ماری کہ خود کی دو کڑیاں چہرے کے اندر دھنس گئیں جنہیں بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نکالا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدکاری کا بہتان لگایا گیا۔ آپ چالیس دن تک شدید پریشانی میں مبتلا رہے حتی کہ بذریعہ وحی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت نازل کی گئی۔ آپ ﷺ پندرہ سو مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے عمرہ ادا کرنے کے لئے نکلے مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کو راستے میں روک لیا اور آپ ﷺ عمرہ ادا نہ کر سکے، بعض مشرکوں نے آپ ﷺ کو دو مرتبہ دھوکہ دے کر تبلیغ اسلام کے بہانے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (جن کی مجموعی تعداد ستر سے اسی تک بنتی ہے) کو لے جا کر شہید کر دیا، جس سے آپ ﷺ کو شدید صدمہ پہنچا۔

سیرت طیبہ کے ان تمام واقعات کو سامنے رکھا جائے تو ہمارے سامنے ایک ایسے انسان کی تصویر سامنے آتی ہے جو پیغمبر ہونے کے باوجود قانون الٰہی اور مشیت ایزدی کے سامنے بے بس اور لاچار نظر آتا ہے، مولانا الطاف حسین حالی رحمہ اللہ نے کتاب وسنت کے اس موقف کی بڑی بڑی ٹھیک ٹھیک ترجمانی درج ذیل اشعار میں کی ہے:

جہاں دار مغلوب و مقہور ہیں واں
نبی اور صدیق مجبور ہیں واں
نہ پرستش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پروا ہے ابرار و احرار کی واں

اب ایک طرف بزرگوں اور اولیاء کرام کے عقائد اور ان سے منسوب واقعات سامنے رکھئے اور دوسری طرف قرآنی تعلیمات اور قرآن مجید میں بیان کئے گئے انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات کو سامنے رکھئے دونوں کے تقابل سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ کہ یا تو کتاب وسنت کی تعلیمات اور انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات محض قصے اور کہانیاں ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں یا پھر بزرگوں اور اولیاء کرام کے

عقائد اور ان سے منسوب واقعات سراسر جھوٹ اور من گھڑت ہیں۔ان دونوں صورتوں میں سے جس کا جو جی چاہے، راستہ اختیار کرلے،اہل ایمان کے لئے تو صرف ایک ہی راستہ ہے:

﴿ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ ﴾

''اے ہمارے پروردگار! جو فرمان تو نے نازل کیا ہے ہم نے اسے مان لیا اور رسول کی پیروی کی ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔''(سورہ آل عمران، آیت نمبر 53)

دوسری دلیل اور اس کا تجزیہ:

بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بزرگان دین اور اولیاء کرام اللہ کے ہاں بلند مرتبہ رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پیارے ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بلند و برتر تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اولیاء کرام اور بزرگوں کا وسیلہ یا واسطہ پکڑنا بہت ضروری ہے، کہا جاتا ہے کہ جس طرح دنیا میں کسی افسر اعلیٰ تک درخواست پہنچانے کے لئے مختلف سفارشوں کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی حاجت پیش کرنے کے لئے وسیلہ پکڑنا ضروری ہے اگر کوئی شخص بلا وسیلہ اپنی حاجت پیش کرے تو وہ اسی طرح ناکام و نامراد ہوکر رہے گا جس طرح افسر اعلیٰ کو بلا سفارش کی گئی درخواست بے نیل و مرام رہتی ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس عقیدہ کا ذکر درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ○ ﴾(3:39)

''وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو اپنا سرپرست بنا رکھا ہے (وہ اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ تک ہماری رسائی کرا دیں۔''(سورہ زمر، آیت نمبر 3)

شیخ عبدالقادر جیلانی سے منسوب درج ذیل اقتباس اسی عقیدے کی ترجمانی کرتا ہے:

''جب بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگو میرے وسیلہ سے مانگو تاکہ مراد پوری ہو اور فرمایا کہ جو کسی مصیبت میں میرے وسیلے سے مدد چاہے، اس کی مصیبت دور ہو، اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے اسے کشادگی حاصل ہو، جو میرے وسیلے سے اپنی مرادیں پیش کرے تو پوری ہوں۔''[1] چنانچہ شیخ کے عقیدت مندان الفاظ سے دعا مانگتے ہیں ﴿ اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ غَوْثِ الثَّقَلَيْنِ اِقْضِ حَاجَتِیْ ﴾ ''یعنی اے

[1] شریعت و طریقت، صفحہ نمبر 396

اللہ! دونوں جہاں کے فریادرس، عبدالقادر جیلانی، کے صدقے میری حاجت پوری فرما۔" جناب احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں "اولیاء سے مدد مانگنا انہیں پکارنا ان کے ساتھ توسل کرنا امر مشروع اور شئ مرغوب ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا دشمن انصاف۔" [1]

وسیلہ پکڑنے کے سلسلہ میں حضرت جنید بغدادی کا درج ذیل واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی یا اللہ یا اللہ کہہ کر دریا عبور کر گئے لیکن مرید سے کہا کہ یا جنید یا جنید کہہ کا چلا آ، پھر شیطان لعین نے اس (مرید) کے دل میں وسوسہ ڈالا کیوں نہ میں بھی یا اللہ کہوں جیسا کہ پیر صاحب کہتے ہیں یا اللہ کہنے کی دیر تھی کہ ڈوبنے لگا پھر جنید کو پکارا، جنید نے کہا "وہی کہہ یا جنید یا جنید" جب پار لگا تو پوچھا "حضرت! یہ کیا بات ہے؟" فرمایا "اے نادان! ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تعالیٰ تک رسائی کی ہوس ہے۔" [2] اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے بزرگان دین اور اولیاء کرام کا وسیلہ اور واسطہ پکڑنے کا عقیدہ صحیح ہے یا غلط، یہ دیکھنے کے لئے ہم کتاب وسنت کی طرف رجوع کریں گے تا کہ معلوم کریں کہ شریعت کی عدالت اس بارے میں کیا فیصلہ کرتی ہے، پہلے قرآن مجید کی چند آیات ملاحظہ ہوں:

① ﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ○ ﴾(60:40)

"تمہارا رب کہتا ہے، مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔" (سورہ مومن، آیت نمبر 60)

② ﴿ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ○ ﴾ (186:2)

"اے نبی! میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتادو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔" (سورہ بقرہ، آیت نمبر 186)

③ ﴿ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ○ ﴾(61:11)

"میرا رب قریب بھی ہے اور جواب بھی دینے والا بھی۔" (سورہ ہود، آیت نمبر 61)

مذکورہ بالا آیتوں سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

اولاً : اللہ تعالیٰ بلا استثناء اپنے تمام بندوں، نیکوکار ہوں یا گنہگار، پرہیزگار ہوں یا خطاکار، عالم ہوں یا جاہل، مرشد ہوں یا مرید، امیر ہوں یا غریب، مرد ہو یا عورت، سب کو یہ حکم دے رہا ہے کہ تم مجھے براہ راست پکارو، مجھ ہی سے اپنی حاجتیں اور مرادیں طلب کرو مجھ ہی سے دعائیں اور فریادیں کرو۔

---

[1] بریلویت ، صفحہ نمبر 110
[2] شریعت وطریقت ، صفحہ نمبر 328

ثانیاً : اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کے بالکل قریب ہے (اپنے علم اور قدرت کے ساتھ) لہٰذا ہر شخص خود اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی درخواستیں اور حاجتیں پیش کر سکتا ہے۔اس سے اپنا غم اور دکھڑا بیان کر سکتا ہے، چاہے تو رات کی تاریکیوں میں، چاہے تو دن کے اجالوں میں، چاہے تو بند کمروں کی تنہایوں میں، چاہے تو مجمع عام میں، چاہے تو حضر میں، چاہے تو سفر میں، چاہے تو جنگلوں میں، چاہے تو صحراؤں میں، چاہے تو سمندروں میں، چاہے تو فضاؤں میں، جب چاہے جہاں چاہے، اسے پکار سکتا ہے، اس سے بات چیت کر سکتا ہے کہ وہ ہر شخص کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔

ثالثاً : اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں اور فریادوں کا جواب کسی وسیلہ یا واسطہ کے بغیر خود دیتا ہے، غور فرمایئے! جو حاکم وقت رعایا کی درخواستیں خود وصول کرنے کے لئے چوبیس گھنٹے اپنا دربار عام کھلا رکھتا ہو اور ان پر فیصلہ بھی خود ہی صادر کرتا ہو تو اس کے حضور درخواستیں پیش کرنے کے لئے وسیلے اور واسطے تلاش کرنا سراسر جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟

رسول اکرم ﷺ سے احادیث میں جتنی بھی دعائیں مروی ہیں ان میں سے کوئی ایک ضعیف سے ضعیف حدیث بھی ایسی نہیں ملتی جس میں آپ ﷺ نے اللہ سے کوئی حاجت طلب کرتے ہوئے یا دعا مانگتے ہوئے انبیاء کرام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وسیلہ یا واسطہ بنایا ہو۔اسی طرح آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی کوئی ایسی روایت یا واقعہ ثابت نہیں جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دعا مانگتے ہوئے سید الانبیاء، سرور عالم ﷺ کو وسیلہ یا واسطہ بنایا ہو۔اگر وسیلہ یا واسطہ پکڑنا جائز ہوتا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے رسول اکرم ﷺ سے بڑھ کر افضل اور اعلیٰ وسیلہ کوئی نہیں ہو سکتا جس کام کو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار نہیں فرمایا آج اسے اختیار کرنے کا جواز کیسے پیدا کیا جا سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے حضور رسائی حاصل کرنے کے لئے وسیلہ اور واسطہ تلاش کرنے کی جو دنیاوی مثالیں دی جاتی ہیں، آیئے لمحہ بھر کے لئے ان پر بھی غور کر لیں اور یہ دیکھیں کہ ان میں کہاں تک صداقت ہے؟

دنیا میں کسی بھی افسر بالا تک رسائی حاصل کرنے کے لئے وسیلہ اور واسطہ کی ضرورت درج ذیل وجوہات کی بنا پر ہو سکتی ہے:

① افسران بالا کے دروازوں پر ہمیشہ دربان بیٹھتے ہیں جو تمام درخواست گزاروں کو اندر نہیں جانے دیتے اگر کوئی افسر بالا کا مقرب اور عزیز ساتھی ہو تو یہ رکاوٹ فوراً دور ہو جاتی ہے ، لہٰذا وسیلہ اور واسطہ مطلوب ہوتا ہے۔

② متعلقہ افسر اگر سائل کے ذاتی حالات اور معاملات سے آگاہ نہ ہو تب بھی وسیلے اور واسطے کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ متعلقہ افسر کو مطلوبہ معلومات فراہم کی جاسکیں جن پر وہ اعتماد کر سکے۔

③ اگر افسر بالا بے رحم ، بے انصاف ، اور ظالم طبیعت کا مالک ہو تب بھی وسیلے اور واسطے کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے ، کہیں خود سائل ہی بے انصافی اور ظلم کا شکار نہ ہو جائے۔

④ اگر افسر بالا سے ناجائز مراعات اور مفادات کا حصول مطلوب ہو (مثلاً رشوت دے کر یا کسی قریبی رشتہ دار ، والدین ، بیوی ، یا اولاد وغیرہ کا دباؤ ڈلوا کر مراد حاصل کرنا ہو) تب بھی وسیلے اور واسطے کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔

یہ ہیں وہ مختلف صورتیں جن میں دنیاوی واسطوں اور وسیلوں کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے ان تمام نکات کو ذہن میں رکھئے اور پھر سوچئے کیا واقعی اللہ تعالیٰ کے ہاں دربان مقرر ہیں کہ اگر کوئی عام آدمی درخواست پیش کرنا چاہئے تو اسے مشکل پیش آئے اور اگر اس کے مقرب اور محبوب آئیں تو ان کے لئے اذن عام ہو؟ کیا واقعی اللہ تعالیٰ بھی دنیاوی افسروں کی طرح اپنی مخلوق کے حالات اور معاملات سے لاعلم ہے جنہیں جاننے کے لئے اسے وسیلے یا واسطہ کی ضرورت ہو؟ کیا اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ وہ ظلم اور بے انصافی اور بے رحمی کا مرتکب ہو سکتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمارا ایمان یہی ہے کہ دنیاوی عدالتوں کی طرح اس کے دربار میں بھی رشوت یا واسطے اور وسیلے کے دباؤ سے ناجائز مراعات اور مفادات کا حصول ممکن ہے؟ اگر ان سارے سوالوں کا جواب ''ہاں'' میں ہے تو پھر قرآن مجید اور حدیث شریف میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں بتائی گئی ساری صفات مثلاً رحمٰن ، رحیم ، کریم ، رؤف ، ودود ، سمیع ، بصیر ، علیم ، قدیر ، خبیر ، مقسط وغیرہ کا مطلقاً انکار کر دیجئے اور پھر یہ بھی تسلیم کر لیجئے کہ جو ظلم وستم ، اندھیر نگری اور جنگل کا قانون اس دنیا میں رائج ہے (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی وہی قانون رائج ہے اور اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہے (اور واقعی نفی میں ہے) تو پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا اسباب کے

علاوہ آخر وہ کون سا سبب ہے جس کے لئے وسیلے اور واسطے کی ضرورت ہے؟

ہم اس مسئلے کو ایک مثال سے واضح کرنا چاہیں گے۔غور فرمائیے! اگر کوئی حاجت مند پچاس یا سو میل دور اپنے گھر بیٹھے کسی افسر مجاز کو اپنی پریشانی اور مصیبت سے آگاہ کرنا چاہے تو کیا ایسا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔سائل اور مسئول دونوں ہی واسطے اور وسیلے کے محتاج ہیں۔فرض کیجئے سائل کی درخواست کسی طرح افسر مجاز تک پہنچا دی گئی۔کیا اب وہ افسر اس بات کی قدرت رکھتا ہے کہ سائل کے بیان کردہ حالات کی اپنے ذاتی علم کی بناء پر تصدیق یا تردید کر سکے؟ ہرگز نہیں، انسان کا علم اس قدر محدود ہے کہ وہ کسی کے صحیح حالات جاننے کے لئے قابل اعتماد اور ثقہ گواہوں کا محتاج ہے۔فرض کیجئے افسر بالا اپنی انتہائی ذہانت اور فراست کے سبب خود ہی حقائق کی تہ تک پہنچ جاتا ہے تو کیا وہ اس بات پر قادر ہے کہ اپنے دفتر میں بیٹھے بٹھائے پچاس یا سو میل دور بیٹھے ہوئے سائل کی مشکل آسان کر دے؟ ہرگز نہیں بلکہ ایسا کرنے کے لئے بھی اسے وسیلے اور واسطے کی ضرورت ہے۔گویا سائل سوال کرنے کے لئے وسیلے کا محتاج ہے اور افسر مجاز مدد کرنے کے لئے واسطے اور وسیلے کا محتاج ہے۔یہی وہ بات ہے جو اللہ کریم نے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمائی ہے:﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ﴾ ”مدد چاہنے والے بھی کمزور ہیں اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور ہیں۔“ (سورۃ حج، آیت نمبر 73) اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کی صفات اور اختیارات اور قدرت کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ ساتوں زمینوں کے نیچے پتھر کے اندر موجود چھوٹی سی چیونٹی کی پکار بھی سن رہا ہے۔اس کے حالات کا پورا علم رکھتا ہے اور کھربوں میل دور بیٹھے بٹھائے کسی وسیلے اور واسطے کے بغیر اس کی ساری ضرورتیں اور حاجتیں بھی پوری کر رہا ہے۔پھر آخر اللہ تعالیٰ کی صفات اور قدرت کے ساتھ انسانوں کی صفات اور قدرت کو کون سی نسبت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے دنیاوی مثالیں دی جائیں اور وسیلے یا واسطے کا جواز ثابت کیا جائے؟

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں تمام دنیاوی مثالیں محض شیطانی فریب ہیں، وسیع قدرتوں اور لامحدود صفات کے مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات بابرکات کے معاملات کو انتہائی قلیل اور عارضی اختیارات کے مالک انسانوں کے معاملات پر محمول کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے افسران بالا کی مثالیں دینا اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت بڑی توہین اور گستاخی ہے جس سے خود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں

کو ان الفاظ میں منع فرمایا ہے:

﴿ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾

''لوگو! اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں نہ دو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' (سورہ نحل، آیت نمبر 74)

پس حاصل کلام یہ ہے کہ نہ تو کتاب و سنت کی رُو سے وسیلہ اور واسطہ پکڑنا جائز ہے نہ ہی عقل انسانی اس کی تائید کرتی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ''پس اللہ تعالیٰ پاک اور بالاتر ہے اس شرک سے جو لوگ کرتے ہیں۔'' (سورہ قصص، آیت نمبر 68)

تیسری دلیل اور اس کا تجزیہ:

بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اولیاء کرام چونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑے بلند مرتبہ اور مقرب ہوتے ہیں لہٰذا ان کا اللہ کے ہاں بڑا اثر و رسوخ ہے۔ اگر نذر و نیاز دے کر انہیں خوش کر لیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری سفارش کر کے ہمیں بخشوا لیں گے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس عقیدے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

﴿ وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ﴾ (18:10)

''یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔'' (سورہ یونس، آیت نمبر 18)

ایک بزرگ جناب خلیل برکاتی صاحب نے اس عقیدے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے ''بے شک اولیاء اور فقہاء اپنے پیروکاروں کی شفاعت کرتے ہیں اور ان کی نگہبانی کرتے ہیں جب ان کی روح نکلتی ہے، جب منکر نکیر ان سے سوال کرتے ہیں، جب ان کا حشر ہوتا ہے، جب ان کا نامہ اعمال کھلتا ہے، جب ان سے حساب لیا جاتا ہے، جب ان کے عمل ملتے ہیں، جب وہ پل صراط پر چلتے ہیں، ہر وقت، ہر حال میں ان کی نگہبانی کرتے ہیں، کسی جگہ ان سے غافل نہیں ہوتے۔''[1]

شفاعت کے سلسلے میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا ایک واقعہ قارئین کی دلچسپی کے لئے ہم یہاں نقل

[1] بریلویت، صفحہ نمبر 312

کررہے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک اولیاء کرام کس قدر صاحب اختیار اور صاحب شفاعت ہوتے ہیں۔ واقعہ درج ذیل ہے:

''جب شیخ عبدالقادر جیلانی اس جہان فانی سے عالم جاودانی میں تشریف لے گئے تو ایک بزرگ کو خواب میں بتایا کہ منکر نکیر نے جب مجھ سے مَنْ رَبُّكَ ؟ (یعنی تیرا رب کون ہے؟) پوچھا تو میں نے کہا ''اسلامی طریقہ یہ ہے کہ پہلے سلام اور مصافحہ کرتے ہیں۔'' چنانچہ فرشتوں نے نادم ہو کر مصافحہ کیا تو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لئے اور کہا کہ تخلیق آدم کے وقت تم نے ﴿اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا﴾ ''کیا تو پیدا کرتا ہے اسے جو زمین میں فساد برپا کرے۔'' کہہ کر اپنے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے زیادہ سمجھنے کی گستاخی کیوں کی نیز تمام بنی آدم کی طرف فساد اور خوں ریزی کی نسبت کیوں کی؟ تم میرے سوالوں کا جواب دو گے تو چھوڑوں گا ورنہ نہیں۔'' منکر نکیر ہکا بکا ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی مگر اس دلاور، یکتائے میدانِ جبروت اور غواثِ بحر لاہوت کے سامنے قوتِ ملکوتی کیسے کام آتی، مجبوراً فرشتوں نے عرض کیا ''حضور! یہ بات سارے فرشتوں نے کہی تھی، لہٰذا آپ ہمیں چھوڑیں تاکہ باقی فرشتوں سے پوچھ کر جواب دیں۔ حضرت غوث الثقلین نے ایک فرشتے کو چھوڑا، دوسرے کو پکڑ رکھا، فرشتے نے جا کر سارا حال بیان کیا تو سب فرشتے اس سوال کے جواب سے عاجز رہ گئے۔ تب باری تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ میرے محبوب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خطا معاف کراؤ۔ جب تک وہ معاف نہ کرے گا رہائی نہ ہوگی، چنانچہ تمام فرشتے محبوب سبحانی کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر خواہ ہوئے، حضرت صمدیت (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے بھی شفاعت کا اشارہ ہوا، اس وقت حضرت غوث اعظم نے جناب باری تعالیٰ سے عرض کی۔ اے خالق کل! ربِّ اکبر! اپنے رحم و کرم سے میرے مریدین کو بخش دے اور ان کو منکر نکیر کے سوالوں سے بری فرما دے تو میں ان فرشتوں کا قصور معاف کرتا ہوں۔ فرمان الٰہی پہنچا کہ میرے محبوب! میں نے تیری دعا قبول کی، فرشتوں کو معاف کر، تب جناب غوثیت مآب نے فرشتوں کو چھوڑا اور وہ عالم ملکوت کو چلے گئے۔[1] (ملخصاً)

غور فرمائیے! اس ایک واقعہ میں اولیاء کرام کے بااختیار ہونے، اولیاء کرام کا وسیلہ پکڑنے اور اولیاء

[1] تحفۃ المجالس، از حضرت ریاض احمد گوہر شاہی، صفحہ 8 تا 11، بحوالہ گلستان اولیاء
اس مضمون کی چند دوسری آیات درج ذیل ہیں (2:48)، (2:123)، (2:254)، (10:3)، (19:87)، (20:109)، (43:86)، (78:38)

کرام کواللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی بنانے کے عقیدے کی کس قدر بھرپور ترجمانی کی گئی ہے اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاء کرام جب چاہیں سفارش کر کے اللہ تعالیٰ سے بخشوا سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ان کی سفارش کے برعکس مجال انکار نہیں، بلکہ اس واقعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اولیاء کرام، اللہ تعالیٰ کو سفارش ماننے پر مجبور بھی کر سکتے ہیں۔

آیئے ایک نظر قرآنی تعلیمات پر ڈال کر دیکھیں کیا اللہ تعالیٰ کے حضور اس نوعیت کی سفارش ممکن ہے یا نہیں؟ سفارش کے متعلق چند قرآنی آیات درج ذیل ہیں:

① ﴿ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ﴾ (255:2)

''کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔'' (سورہ بقرہ، آیت نمبر 255)

② ﴿ وَ لَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى ﴾ (28:21)

''وہ فرشتے کسی کے حق میں سفارش نہیں کرتے سوائے اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ تعالیٰ راضی ہو۔'' (سورہ انبیاء، آیت نمبر 28)

③ ﴿ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ﴾ (44:39)

''کہو سفارش ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔'' (سورہ زمر، آیت نمبر 44)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کی جو حدود و قیود بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہیں:

اولاً : سفارش صرف وہی شخص کر سکے گا جسے اللہ تعالیٰ سفارش کرنے کی اجازت دے گا۔

ثانیاً : سفارش صرف اسی شخص کے حق میں ہو سکے گی جس کے لئے اللہ تعالیٰ سفارش کرنا پسند فرمائے گا۔

ثالثاً : سفارش کی اجازت دینے یا نہ دینے، قبول کرنے یا نہ کرنے کا سارا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

قرآن مجید کی ان مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے قیامت کے دن انبیاء و صلحا، اللہ تعالیٰ سے سفارش کرنے کی اجازت کیسے حاصل کریں گے اور پھر سفارش کرنے کا طریقہ کیا ہوگا۔ اس کا اندازہ بخاری و مسلم میں دی گئی طویل حدیث شفاعت سے کیا جا سکتا ہے جس میں رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

''قیامت کے روز لوگ باری باری حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری سفارش کیجئے لیکن سب انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی معمولی لغزشوں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے خوف محسوس کرتے ہوئے سفارش کرنے سے معذرت کردیں گے بالآخر لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے تب آپ اللہ تعالیٰ سے حاضری کی اجازت طلب کریں گے، اجازت ملنے پر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر پڑیں گے اور اس وقت تک سجدے میں پڑے رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ تب اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! سر اٹھاؤ، سفارش کرو، تمہاری سفارش سنی جائے گی۔'' چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کریں گے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حد کے اندر سفارش کریں گے جو قبول ہوگی۔ (ملخصاً ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 50) کتاب و سنت میں جائز سفارش کی جو حدود و قیود بیان کی گئی ہیں ،قرآن مجید میں انبیاء کرام علیہم السلام کے دیئے گئے واقعات ان کی تائید اور تصدیق کرتے ہیں ہم یہاں مثال کے طور پر صرف ایک پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک منصب رسالت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ قوم پر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آیا تو نبی کا مشرک بیٹا بھی ڈوبنے والوں میں شامل تھا جسے دیکھ کر یقیناً بوڑھے باپ کا کلیجہ کٹا ہوگا، چنانچہ اللہ تعالیٰ رب العزت کی بارگاہ میں سفارش کے لئے ہاتھ پھیلا کر عرض کیا:

﴿ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ○ ﴾(45:11)

''اے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے تو سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے۔'' (سورہ ہود، آیت نمبر 45)

جواب میں ارشاد ہوا:

﴿ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ○ ﴾(46:11)

''اے نوح! جس بات کی تو حقیقت نہیں جانتا اس کی مجھ سے درخواست نہ کر، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو جاہلوں کی طرح نہ بنالے۔'' (سورہ ہود، آیت نمبر 46)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس تنبیہہ پر حضرت نوح علیہ السلام اپنے لخت جگر کا صدمہ تو بھول ہی گئے اپنی

فکر لاحق ہوگئی۔ چنانچہ فوراً عرض پرداز ہوئے:

﴿ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْـَٔـلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَ اِلَّا تَغْفِرْلِيْ وَ تَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○﴾(11:47)

''اے میرے رب! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ چیز تجھ سے مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور رحم نہ فرمایا تو میں برباد ہو جاؤں گا۔'' (سورہ ہود، آیت نمبر 47)

یوں ایک جلیل القدر پیغمبر کی اپنے بیٹے کے حق میں کی گئی سفارش بارگاہ ایزدی سے رد کر دی گئی اور پیغمبر زادہ اپنے شرک کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہو کر رہا۔

کتاب و سنت کی تعلیمات جان لینے کے باوجود اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ہم فلاں حضرت صاحب یا پیر صاحب کے نام کی نذر نیاز دیتے ہیں، لہٰذا وہ ہمیں قیامت کے روز سفارش کر کے بخشوا لیں گے تو اس کا انجام اس شخص سے مختلف کیسے ہو سکتا ہے جو اپنا کوئی جرم بخشوانے کے لئے حکومت کے کسی کارندے کو بادشاہ سلامت کے پاس اپنا سفارشی بنا کر بھیجنا چاہے جبکہ وہ کارندہ خود حاکم وقت کے جاہ و جلال سے تھر تھر کانپ رہا ہو اور سفارش کرنے سے بار بار معذرت کر رہا ہو، لیکن مجرم شخص یہی کہتا چلا جائے کہ حضور! بادشاہ سلامت کے دربار میں آپ ہی ہمارے سفارشی اور حمایتی ہیں آپ ہی ہمارا وسیلہ اور واسطہ ہیں، تو کیا ایسے مجرم کی واقعی سفارش ہو جائے گی یا وہ خود اپنی حماقت اور نادانی کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوگا؟

﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○﴾(35:3)

''اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں آخر تم کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہو۔'' (سورہ فاطر، آیت نمبر 3)

اسباب شرک

یوں تو نہ معلوم ابلیس کن کن اور کیسے کیسے دیدہ و نادیدہ طریقوں سے شب و روز اس شجرہ خبیثہ ''شرک'' کی آبیاری میں مصروف ہے، اور نہ معلوم جاہل عوام کے ساتھ ساتھ بظاہر کتنے نیک سیرت درویش، پاک طینت بزرگان دین، صاحب کشف و کرامت اولیاء عظام، ترجمان شریعت علماء کرام، ملک و قوم کے سیاسی نجات دہندہ اور خادم اسلام حکمران بھی حضرت ابلیس کے قدم بقدم اس ''کار خیر'' میں شرکت فرما رہے ہیں۔

بقول حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ:

فَهَلْ أَفْسَدَ الدِّيْنَ إِلَّا الْمُلُوْكَ
وَ أَحْبَارُ سُوْءٍ وَ رُهْبَانُهَا

''کیا دین بگاڑنے والوں میں بادشاہوں، علماء سوء اور درویشوں کے علاوہ کوئی اور بھی ہے؟''

اس لئے ایسے اسباب وعوامل کا ٹھیک ٹھیک شمار کرنا تو مشکل ہے تاہم جو اسباب ہمارے معاشرے میں شرک کی ترویج کا باعث بن رہے ہیں، ان میں سے اہم ترین اسباب درج ذیل ہیں:

① جہالت ② ہمارے صنم کدے (تعلیمی ادارے)
③ دین خانقاہی ④ فلسفہ وحدت الوجود، وحدت الشہود اور حلول
⑤ برصغیر پاک وہند کا قدیم ترین مذہب، ہندومت ⑥ حکمران طبقہ

① جہالت :

کتاب وسنت سے لاعلمی وہ سب سے بڑا سبب ہے جو شرک کے پھلنے پھولنے کا باعث بن رہا ہے، اسی جہالت کے نتیجے میں انسان آباؤاجداد اور رسم ورواج کی اندھی تقلید کا اسیر ہوتا ہے اس جہالت کے نتیجے میں انسان ضُعفِ عقیدہ کا شکار ہوتا ہے اسی جہالت کے نتیجے میں انسان بزرگان دین اور اولیاء کرام سے عقیدت میں غلو کا طرز عمل اختیار کرتا ہے۔ درج ذیل واقعات اسی جہالت کے چند کرشمے ہیں:

① دھنی رام روڈ لاہور میں تجاوزات پر جو تیر چل رہا ہے اس کی زد سے بچنے کے لئے میو ہسپتال کے نزدیک ایک میڈیکل سٹور کے منچلے مالک نے اپنے سٹور کے بیت الخلاء پر رات کے اندھیرے میں ''شاہ عزیز اللہ'' کے نام سے ایک فرضی مزار بنا ڈالا اس مزار پر دن بھر سینکڑوں افراد جمع ہوئے جو مزار کا دیدار کرتے اور دعائیں مانگتے رہے۔ [1]

② ''اختلاف امت کا المیہ'' کے مصنف حکیم فیض عالم صدیقی صاحب لکھتے ہیں ''میں آپ کے سامنے ایک واقعہ حلفیہ پیش کرتا ہوں، چند روز ہوئے میرے پاس ایک عزیز رشتہ دار آئے جو شدت سے کشتہ پیری ہیں۔ میں نے باتوں باتوں میں کہا کہ ''فلاں پیر صاحب کے متعلق اگر چار عاقل، بالغ

---

[1] نوائے وقت 19 جولائی 1990ء

گواہ پیش کردوں، جنہوں نے انہیں زنا کا ارتکاب کرتے دیکھا ہو تو پھر ان کے متعلق کیا کہو گے؟'' کہنے لگے ''یہ بھی کوئی فقیری راز ہوگا جو ہماری سمجھ میں نہ آتا ہوگا۔'' پھر ایک پیر صاحب کی شراب خوری اور بھنگ نوشی کا ذکر کیا تو کہنے لگے ''بھائی جان یہ باتیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں، وہ بہت بڑے ولی ہیں۔'' ❶

③ ضلع گوجرانوالہ کے گاؤں کوٹلی کے ایک پیر صاحب (نہواں والی سرکار) کے چشم دید حالات کی رپورٹ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو ''صبح آٹھ بجے حضرت صاحب نمودار ہوئے اردگرد (مردوخواتین) مرید ہولئے کوئی ہاتھ باندھے کھڑا تھا کوئی سر جھکائے کھڑا تھا کوئی پاؤں پکڑ رہا تھا بعض مرید حضرت کے پیچھے پیچھے ہاتھ باندھے چل رہے تھے جبکہ پیر صاحب صرف ایک ڈھیلی ڈھالی لنگوٹی باندھے ہوئے تھے۔ چلتے چلتے نہ جانے حضرت کو کیا خیال آیا کہ اسے بھی لپیٹ کر کندھے پر ڈال لیا۔ خواتین نے، جن کے محرم (بھائی، بیٹے یا باپ) ساتھ تھے، شرم کے مارے سر جھکا لیا لیکن عقیدت کے پردے میں یہ ساری بے عزتی برداشت کی جارہی تھی۔ ❷

ہم نے یہ چند واقعات بطور مثال پیش کئے ہیں ورنہ اس کوچہ کے اسرار ورموز سے واقف لوگ خوب جانتے ہیں کہ حقیقت حال اس سے کہیں زیادہ ہے۔ عقل وخرد کی یہ موت، فکرونظر کی یہ مفلسی، اخلاق وکردار کی یہ پستی، عزت نفس اور غیرت انسانی کی یہ رسوائی، ایمان اور عقیدے کی یہ جان کنی، کتاب وسنت سے لاعلمی اور جہالت کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے؟

② ہمارے صنم کدے:

کسی ملک کے تعلیمی ادارے اس قوم کا نظریہ اور عقیدہ بنانے یا بگاڑنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ ہمارے ملک اور قوم کی یہ بدنصیبی ہے کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں دی جانے والی تعلیم ہمارے دین کی بنیاد......عقیدہ توحید...... سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی۔ اس وقت ہمارے سامنے دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں اور آٹھویں جماعت کی اردو کتب موجود ہیں، جن میں حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ علیہا السلام ❸، حضرت داتا گنج بخش، حضرت بابا فرید گنج شکر، حضرت سخی سرور، حضرت سلطان باہو،

❶ اختلاف امت کا المیہ، صفحہ نمبر 94

❷ مجلۃ الدعوۃ، لاہور، مارچ 1992، صفحہ نمبر 4

❸ یاد رہے کہ علماء جمہور کے نزدیک انبیاء کرام کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام لکھنا چاہئے اور صحابہ کرام کے ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت پیر بابا کوہستانی اور حضرت بہاؤ الدین زکریا پر مضامین لکھے گئے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر لکھے گئے مضمون کے آخر میں جنت البقیع (مدینہ کا قبرستان) کی ایک فرضی تصویر دے کر نیچے یہ فقرہ تحریر کیا گیا ''جنت البقیع (مدینہ منورہ) جہاں اہل بیت کے مزار ہیں۔''......جن لوگوں نے جنت البقیع دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ سارے قبرستان میں ''مزار'' تو کیا کسی قبر پر پکی اینٹ بھی نہیں رکھی گئی۔ ''اہل بیت کے مزار'' لکھ کر مزار کو نہ صرف تقدس اور احترام کا درجہ دیا گیا ہے بلکہ اسے سندِ جواز بھی مہیا کیا گیا ہے۔ ان سارے مضامین کو پڑھنے کے بعد دس بارہ سال کے خالی الذہن بچے پر جو اثرات مرتب ہو سکتے ہیں، وہ یہ ہیں:

① بزرگوں کے مزار اور مقبرے تعمیر کرنا، ان پر عرس اور میلے لگانا، ان کی زیارت کرنا، نیکی اور ثواب کا کام ہے۔

② بزرگوں کے عرسوں میں ڈھول تاشے بجانا، رنگ دار کپڑوں کے جھنڈے اٹھا کر چلنا، بزرگوں کی عزت اور احترام کا باعث ہے۔

③ بزرگوں کے مزاروں پر پھول چڑھانا، فاتحہ پڑھنا، چراغاں کرنا، کھانا تقسیم کرنا اور وہاں بیٹھ کر عبادت کرنا نیکی اور ثواب کا کام ہے۔

④ مزاروں اور مقبروں کے پاس جا کر دعا کرنا، قبولیت دعا کا باعث ہے۔

⑤ فوت شدہ بزرگوں کے مزاروں سے فیض حاصل ہوتا ہے اور اس ارادے سے وہاں جانا، کارِ ثواب ہے۔

اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک کے کلیدی عہدوں پر جو لوگ فائز ہوتے ہیں وہ عقیدہ توحید کی اشاعت یا تنفیذ کے مقدس فریضہ کو سرانجام دینا تو درکنار، شرک کی اشاعت اور اس کی ترویج کا باعث بنتے ہیں۔ چند تلخ حقائق ملاحظہ فرمائیں۔

① صدر ایوب خان ایک ننگے پیر (بابا لال شاہ) کے مرید تھے جو مری کے جنگلات میں رہا کرتا تھا اور اپنے معتقدین کو گالیاں بکتا تھا اور پتھر مارتا تھا اس وقت کی آدھی کابینہ اور ہمارے بہت سے جرنیل بھی اس کے مرید تھے۔ [1]

(باقی حاشیہ گزشتہ صفحہ سے)......ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنا چاہئے۔ متذکرہ بالا مضمون میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سب کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام لکھا گیا ہے، جو کہ صحیح نہیں ہے۔

[1] پاکستان میگزین، 28 فروری 1992

② ہمارے معاشرے میں ''جسٹس'' کو جو مقام اور مرتبہ حاصل ہے اس سے ہر آدمی واقف ہے۔ محترم جسٹس محمد الیاس صاحب، حضرت سید کبیر الدین المعروف شاہدولہ (گجرات) کے بارے میں ایک مضمون لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں ''آپ کا مزار اقدس شہر کے وسط میں ہے اگر دنیا میں نہیں تو برصغیر پاک و ہند میں یہ واحد بلند مرتبہ ہستی ہیں جن کے دربارِ پُر انوار پر انسان کا نذارنہ پیش کیا جاتا ہے، وہ اس طرح کہ جن لوگوں کے ہاں اولاد نہ ہو وہ آپ کے دربار مبارک پر حاضر ہوتے ہیں اور اولاد کے لئے دعا کرتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ منت مانتے ہیں کہ جو پہلی اولاد ہوگی وہ ان کی نذر کی جائے گی اس پر جو اولین بچہ پیدا ہوتا ہے اسے عرف عام میں ''شاہدولہ کا چوہا'' کہا جاتا ہے۔ اس بچے کو بطور نذرانہ دربار اقدس میں چھوڑ دیا جاتا ہے اور پھر اس کی نگہداشت دربار شریف کے خدام کرتے ہیں بعد میں جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ عام بچوں کی طرح تندرست ہوتے ہیں۔ روایت ہے کہ اگر کوئی شخص متذکرہ بالا منت مان کر پوری نہ کرے تو پھر اولین بچے کے بعد پیدا ہونے والے بچے بھی پہلے بچے کی طرح ہوتے ہیں۔ ❶

③ جناب جسٹس عثمان علی شاہ صاحب مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ایک انتہائی اعلیٰ اور اہم منصب ''وفاقی محتسب اعلیٰ'' پر فائز ہیں۔ ایک انٹرویو میں انہوں نے یہ انکشاف فرمایا ''میرے دادا بھی فقیر تھے۔ ان کے متعلق مشہور تھا کہ اگر بارش نہ ہو تو اس مست آدمی کو پکڑ کر دریا میں پھینک دو تو بارش ہو جائے گی انہیں دریا میں پھینکتے ہی بارش ہو جاتی تھی، آج بھی ان کی مزار پر لوگ پانی کے گھڑے بھر بھر کر ڈالتے ہیں۔ ❷

④ حضرت مجدد الف ثانی کے عرس شریف میں شامل ہونے والے پاکستانی وفد کے سربراہ سید افتخار الحسن ممبر صوبائی اسمبلی نے اپنی تقریر میں سرہند کو کعبہ کا درجہ دیتے ہوئے دعویٰ کیا کہ ''ہم نقشبندیوں کے لئے مجدد الف ثانی کا روضہ، حج کے مقام (بیت اللہ شریف) کا درجہ رکھتا ہے۔ ❸

صدر مملکت، کابینہ کے ارکان، فوج کے جرنیل، عدلیہ کے جج اور اسمبلیوں کے ممبر سبھی حضرات وطن عزیز کے تعلیمی اداروں کے سند یافتہ اور فارغ التحصیل ہیں۔ ان کے عقیدے اور ایمان کا افلاس پکار پکار کر یہ گواہی

---

❶ نوائے وقت 26 مارچ 1991ء
❷ اردو ڈائجسٹ، ستمبر 1991ء
❸ نوائے وقت 11 اکتوبر 1991ء، جمعہ میگزین، صفحہ نمبر 5

دے رہا ہے کہ ہمارے تعلیمی ادارے درحقیقت علم کدے نہیں، صنم کدے ہیں، جہاں توحید کی نہیں، شرک کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اسلام کی نہیں جہالت کی اشاعت ہو رہی ہے، جہاں سے روشنی نہیں تاریکی پھیلائی جا رہی ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال رحمہ اللہ نے ہمارے تعلیمی اداروں پر کتنا درست تبصرہ فرمایا ہے ؏

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ

مذکورہ بالا حقائق سے اس تصور کی بھی مکمل نفی ہو جاتی ہے کہ قبر پرستی اور پیر پرستی کے شرک میں صرف ان پڑھ، جاہل اور گنوار ہی مبتلا ہوتے ہیں اور پڑھے لکھے لوگ اس سے محفوظ ہیں۔

③ دین خانقاہی:

اسلام کے نام پر دین خانقاہی درحقیقت ایک کھلی بغاوت ہے، دین محمد ﷺ کے خلاف عقائد و افکار میں بھی اور اعمال و افعال میں بھی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دین اسلام کی جتنی رسوائی خانقاہوں، مزاروں، درباروں اور آستانوں پر ہو رہی ہے شاید غیر مسلموں کے مندروں، گرجوں اور گردواروں پر بھی نہ ہوتی ہو، بزرگوں کی قبروں پر قبے تعمیر کرنا، ان کی تزئین و آرائش کرنا، ان پر چراغاں کرنا، پھول چڑھانا، انہیں غسل دینا، ان پر مجاوری کرنا ان پر نذر و نیاز چڑھانا، وہاں کھانا اور شیرینی تقسیم کرنا، جانور ذبح کرنا، وہاں رکوع و سجود کرنا، ہاتھ باندھ کر با ادب کھڑے ہونا، ان سے مرادیں مانگنا، ان کے نام کی چوٹی رکھنا، ان کے نام کے دھاگے باندھنا، ان کے نام کی دھائی دینا، تکلیف اور مصیبت میں انہیں پکارنا، مزاروں کا طواف کرنا، طواف کے بعد قربانی کرنا اور سر کے بال مونڈوانا، مزار کی دیواروں کو بوسہ دینا، وہاں سے خاک شفا حاصل کرنا، ننگے قدم مزار تک پیدل چل کر جانا اور الٹے پاؤں واپس پلٹنا یہ سارے افعال تو وہ ہیں جو ہر چھوٹے بڑے مزار پر روز مرہ کا معمول ہیں اور جو مشہور اولیا کرام کے مزار ہیں ان میں ہر مزار کا کوئی نہ کوئی الگ امتیازی وصف ہے۔ مثلاً بعض خانقاہوں پر بہشتی دروازے تعمیر کئے گئے ہیں، جہاں گدی نشین اور سجادہ نشین نذرانے وصول کرتے اور جنت کی ٹکٹیں تقسیم فرماتے ہیں۔ کتنے ہی امراء، وزراء، اراکین اسمبلی، سول اور فوج کے اعلیٰ عہدیدار سر کے بل وہاں پہنچتے ہیں اور دولت دنیا کے عوض جنت خریدتے ہیں۔ بعض ایسی خانقاہیں بھی ہیں جہاں مناسک حج ادا کئے جاتے ہیں، مزار کا طواف کرنے کے بعد قربانی دی جاتی ہے،

بال کٹوائے جاتے ہیں، اور مصنوعی آب زمزم نوش کیا جاتا ہے، بعض ایسی خانقاہیں بھی ہیں جہاں نومولود معصوم بچوں کے چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں، بعض خانقاہیں ایسی ہیں جہاں کنواری دوشیزائیں خدمت کے لئے وقف کی جاتی ہیں، بعض ایسی خانقاہیں بھی ہیں جہاں اولاد سے محروم خواتین ''نوراتا'' بسر کرنے جاتی ہیں۔ ❶ انہی خانقاہوں میں سے بیشتر بھنگ، چرس، افیون، گانجا اور ہیروئن جیسی منشیات کے کاروباری مراکز بنی ہوئی ہیں، بعض خانقاہوں میں فحاشی، بدکاری اور ہوس پرستی کے اڈے بھی بنے ہوئے ہیں۔ ❷ بعض خانقاہیں مجرموں اور قاتلوں کی محفوظ پناہ گاہیں تصور کی جاتی ہیں۔ ان خانقاہوں کے گدی نشینوں اور مجاوروں کے حجروں میں جنم لینے والی حیاء سوز داستانیں سنیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے، ان خانقاہوں پر منعقد ہونے والے سالانہ عرسوں میں مردوں، عورتوں کا کھلے عام اختلاط، عشقیہ اور شرکیہ مضامین پر مشتمل قوالیاں، ❸ ڈھول ڈھمکے کے ساتھ نوجوان ملنگوں اور ملنگنیوں کی دھمالیں، کھلے بالوں کے ساتھ عورتوں

---

❶ ملتان کے علاقہ میں ایسی بہت سی خانقاہیں ہیں جہاں بے اولاد خواتین 9 راتوں کے لئے جا کر قیام کرتی ہیں اور صاحب مزار کے حضور نذر و نیاز پیش کرتی ہیں۔ مجاوروں کی خدمت اور سیوا کرتی ہیں اور یہ عقیدہ رکھتی ہیں کہ اس طرح صاحب مزار انہیں اولاد سے نواز دے گا۔ عرف عام میں اسے ''نوراتا'' کہا جاتا ہے۔

❷ ویسے تو اخبارات میں آئے دن مزاروں اور خانقاہوں پر پیش آنے والے المناک واقعات لوگوں کی نظروں سے گزرتے ہی رہتے ہیں، ہم یہاں مثال کے طور پر صرف ایک خبر کا حوالہ دینا چاہتے ہیں جو روزنامہ ''خبریں'' مورخہ 15 اکتوبر 1992ء میں شائع ہوئی ہے وہ یہ کہ ضلع بہاولپور میں خواجہ محکم الدین میرانی کے سالانہ عرس پر آنے والی بہاولپور یونیورسٹی کی دو طالبات کو سجادہ نشین کے بیٹے نے اغوا کر لیا جبکہ ملزم کا باپ سجادہ نشین، منشیات فروخت کرتے ہوئے پکڑا گیا۔

❸ قوالی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ہندوؤں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے اولیاء کرام نے قوالی کا سہارا لیا اور یوں برصغیر میں قوالی اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ بنی، نامور قوال نصرت فتح علی خان نے اپنے ایک انٹرویو میں دعویٰ کیا ہے کہ اسپین، فرانس اور دوسرے بہت سے ممالک میں لاتعداد لوگ ہماری قوالی سننے کے بعد مسلمان ہو گئے۔ (نوائے وقت، فیملی میگزین، 12 تا 18 مئی 1992ء) چنانچہ ہم نے چند نامور قوالوں کے کیسٹ حاصل کر کے سنے، جن کے بعض حصے بطور نمونہ یہاں نقل کئے جا رہے ہیں۔ ان قوالیوں سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قوالیوں کے ذریعہ اولیاء کرام کس قسم کے اسلام کی تبلیغ فرمایا کرتے تھے اور آج لاتعداد لوگ مغربی ممالک میں قوالیاں سن کر واقعی مسلمان ہوئے ہیں تو وہ کسی قسم کے مسلمان ہوئے ہیں۔

○ ابن زہرہ کو دولہا بنایا گیا اولیاء انبیاء کو بلایا گیا مرحبا، مرحبا، مرحبا، مرحبا
جاگنے کو مقدر ہے انسان کا عرس ہے آج محبوب سبحان کا

○ ہر طرف آج رحمت کی برسات ہے، آج کھلنے پر قفل مہمات ہے
ہر سو جلوہ آرائی ذات ہے، کوئی بھرنے پر کشکول حاجات ہے
جاگنے کو مقدر ہے انسان کا، عرس ہے آج محبوب سبحان کا، مرحبا، مرحبا، مرحبا، مرحبا

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کے رقص، طوائفوں کے مجرے، تھیٹر اور فلموں کے مظاہر عام نظر آتے ہیں۔ دین خانقاہی کی انہی رنگ رلیوں اور عیاشیوں کے باعث گلی گلی، محلے محلے، گاؤں گاؤں، شہر شہر، نت نئے مزار تعمیر ہو رہے ہیں۔

رحیم یار خان (ضلع پنجاب، پاکستان) میں دین خانقاہی کے علمبرداروں نے پیش ور ماہرین آثارِ قدیمہ سے بھی زیادہ مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے چودہ سال کے بعد رانجھے خان بستی کے قریب برلب سڑک ایک صحابی رسول ﷺ کی قبر تلاش کر کے اس پر نہ صرف مزار تعمیر کر ڈالا ہے بلکہ ''صحابی رسول خمیر بن ربیع کا روضہ مبارک'' کا بورڈ لگا کر اپنا کاروبار بھی شروع کر دیا ہے۔[1] گزشتہ چند سالوں سے ایک نئی رسم دیکھنے میں آ رہی ہے وہ یہ کہ اپنی اپنی خانقاہوں کی رونق بڑھانے کے لئے بزرگوں کے مزارات پر رسول

(باقی حاشیہ گزشتہ صفحہ سے)

- وحدت ،وحدت ، وحدت ، وحدت ، وحدت
  تیرے خزانہ میں سوائے وحدت کے رکھا کیا ہے ؟
- مظہر ذات رب قدیر آپ ہیں ، دستگیر آپ ہیں
  شاہ بغداد پیران پیر آپ ہیں ، دستگیر آپ ہیں
- پوری سرکار سب کی تمنا کرو
  ہر بھکاری کی داتا جی جھولی بھرو
- کسے شے دی نئیں داتا کول تھوڑ اے ، پوری کردا سوالیاں دی لوڑ اے
  گل جھوٹ نہیں اللہ دی سونہہ میری ، توں سچے دلوں ویکھ منگ کے
- دل گناہ گار دا نہیں توڑ دا ، خالی داتا کدے وی نہیں موڑدا
  جھولی بھر دے گا مراداں نال تیری توں سچے دلوں ویکھ منگ کے
- علی ساڈے دلاں وچ، علی ساڈے ساہواں وچ، علی ساڈے آسے پاسے، علی اے نگاہواں وچ
  علی دا ملنگ میں تے علی دا ملنگ میں تے علی دا ملنگ
- ہاڑاں تے طوفاناں وچ کنارا مولا علی اے، دکھیاں دے دلاں دا سہارا مولا علی اے
  علی دا ملنگ میں تے علی دا ملک میں تے علی دا ملنگ
- نظر کرم وی کردہ سوہنا ، خالی جھولیاں بھردا سوہنا
- جیہڑا وی ایہہ ورد پکاندا ، مرشد بیڑی پار لگاندا
  علی مولا علی مولا علی مولا دم علی علی علی دم علی علی علی دم علی علی علی
- جنہاں جنہاں کرلئی پہچان مولا علی دی ، اوہناں تائیں مل گئی امان مولا علی دی
  دم علی دم علی دم علی مولا علی مولا علی مولا علی

(نقل کفر، کفر نباشد)

[1] ہفت روزہ الاعتصام، لاہور 18 مئی 1990ء

اکرم ﷺ کے اسم مبارک سے عرس منعقد کئے جانے لگے ہیں۔ مسلمانوں کی اس حالت زار پر آج علامہ اقبال رحمہ اللہ کا یہ تبصرہ کس قدر درست ثابت ہو رہا ہے۔

ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

دین خانقاہی کی تاریخ میں یہ دلچسپ اور انوکھا واقعہ بھی پایا جاتا ہے کہ ایک بزرگ شیخ حسین لاہور (1025ھ) ایک خوبصورت برہمن لڑکے ''مادھولال'' پر عاشق ہو گئے، پرستاران اولیاء کرام نے ''دونوں بزرگوں'' کا مزار شالی مار باغ لاہور کے دامن میں تعمیر کر دیا جہاں ہر سال 8 جمادی الثانی کو دونوں ''بزرگوں'' کے مشترک نام ''مادھولال حسین'' سے بڑی دھوم دھام سے عرس منعقد کرایا جاتا ہے، جسے زندہ دلان لاہور عرف عام میں میلہ چراغاں کہتے ہیں۔ ''مادھولال'' کے دربار پر کندہ کتبہ بھی بڑا انوکھا اور منفرد ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں ''مزارِ پُر انوار، مرکز فیض و برکات، راز حسن کا امین، معشوق محبوب نازنین، محبوب الحق، حضرت شیخ مادھو قادری لاہوری'' یوں تو یہ مزار اور مقبرے تعمیر ہی عرسوں کے لئے کئے جاتے ہیں، چھوٹے چھوٹے قصبوں اور دیہاتوں میں نہ معلوم کتنے ایسے عرس منعقد ہوتے ہیں جو کسی گنتی اور شمار میں نہیں آتے، لیکن جو عرس ریکارڈ پر موجود ہیں ان پر ایک نظر ڈالئے اور اندازہ کیجئے کہ دین خانقاہی کا کاروبار کس قدر وسعت پذیر ہے اور حضرت ابلیس نے جاہل عوام کی اکثریت کو کس طرح اپنے شکنجوں میں جکڑ رکھا ہے۔ تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں ایک سال کے اندر 634 عرس شریف منعقد ہوتے ہیں۔ گویا ایک مہینے میں 53 یا دوسرے الفاظ میں روزانہ 1.76 یعنی پونے دو عدد عرس منعقد ہوتے ہیں جو عرس ریکارڈ پر نہیں یا جن کا اجراء دوران سال ہوتا ہے ان کی تعداد بھی شامل کی جائے تو یقیناً یہ تعداد دو عرس یومیہ سے بڑھ جائے گی۔ [1] ان اعداد و شمار کے مطابق مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سرزمین پر اب ایسا کوئی سورج طلوع نہیں ہوتا جب یہاں عرسوں کے ذریعے شرک و بدعت کا بازار گرم کر کے اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کو دعوت نہ دی جاتی ہو۔ (العیاذ باللہ)

❄❄❄

---

[1] یہ اعداد و شمار شمع اسلامی قانونی ڈائری 1992ء سے لئے گئے ہیں۔

پاکستان میں سال بھر میں منعقد ہونے والے عرسوں کی تفصیل

نمبر شمار	قمری مہینوں میں عرسوں کی تعداد		عیسوی مہینوں میں عرسوں کی تعداد		بکری مہینوں میں عرسوں کی تعداد	
	مہینہ	تعداد	مہینہ	تعداد	مہینہ	تعداد
1	محرم	41	جنوری	8	پوہ	3
2	صفر	24	فروری	2	ماگھ	3
3	ربیع الاول	40	مارچ	15	پھاگن	3
4	ربیع الثانی	18	اپریل	7	چیت	25
5	جمادی الاول	24	مئی	11	بیساکھ	5
6	جمادی الثانی	50	جون	11	جیٹھ	17
7	رجب	44	جولائی	5	ہاڑھ	22
8	شعبان	60	اگست	3	ساون	4
9	رمضان	39	ستمبر	6	بھادوں	2
10	شوال	21	اکتوبر	7	اسوج	9
11	ذوالقعدہ	22	نومبر	9	کاتک	8
12	ذوالحجہ	38	دسمبر	4	مگھر	6
		439		88		107

قمری، عیسوی اور بکری مہینوں کے حساب سے سال بھر میں منعقد ہونے والے عرسوں کی کل تعداد 634

عرسوں کے انعقاد میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ سلسلہ دوران رمضان المبارک بھی پورے زور و شور سے جاری رہتا ہے۔اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دین خانقاہی میں اسلام کے بنیادی فرائض کا کس قدر احترام پایا جاتا ہے؟ یاد رہے رمضان المبارک کے روزوں کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ ”نبی اکرم ﷺ نے روزہ خوروں کو جہنم میں اس حالت میں دیکھا کہ الٹے لٹکے ہوئے ہیں ان کے منہ

چیرے ہوئے ہیں جن سے خون بہہ رہا ہے۔'' (ابن خزیمہ) ہندوستان کے ایک مشہور صوفی بزرگ حضرت بوعلی قلندر کا عرس شریف بھی اسی مبارک مہینے (13 رمضان) میں پانی پت کے مقام پر منعقد ہوتا ہے۔ دین خانقاہی میں رمضان کے علاوہ باقی فرائض کا کتنا احترام پایا جاہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ صوفیاء کے نزدیک تصور شیخ [1] کے بغیر ادا کی گئی نماز ناقص ہوتی ہے۔ حج کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مرشد کی زیارت حج بیت اللہ سے افضل ہے۔ دین اسلام کے فرائض کے مقابلے میں دین خانقاہی کے علمبردار خانقاہوں، مزاروں، درباروں اور آستانوں کو کیا مقام اور مرتبہ دیتے ہیں، اس کا اندازہ خانقاہوں میں لکھے گئے کتبوں یا اولیاء کرام کے بارے میں عقیدت مندوں کے لکھے ہوئے اشعار سے لگایا جاسکتا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

① مدینہ بھی مطہر ہے مقدس ہے علی پور بھی
ادھر جائیں تو اچھا ہے ادھر جائیں تو اچھا ہے

② مخدوم کا حجرہ بھی گلزار مدینہ ہے
یہ گنج فریدی کا انمول نگینہ ہے

③ دل تڑپتا جب روضے کی زیارت کے لئے
پاک پتن تیرے حجرے کو میں چوم آتا ہوں

④ آرزو ہے کہ موت آئے تیرے کوچے میں
رشک جنت تیرے کلیر کی گلی پاتا ہوں

⑤ چاچڑ وانگ مدینہ دسے تے کوٹ مٹھن بیت اللہ
ظاہر دے وچ پیر فریدن تے باطن دے وچ اللہ

ترجمہ: ''چاچڑ (جگہ کا نام) مدینہ کی طرح ہے اور کوٹ مٹھن (جگہ کا نام) بیت اللہ شریف کی طرح ہے، ہمارا مرشد، پیر فرید ظاہر میں تو انسان ہے لیکن باطن میں اللہ ہے۔''

بابا فرید گنج شکر کے مزار پر ''زبدۃ الانبیاء (یعنی تمام انبیاء کرام کا سردار) کا کتبہ لکھا گیا ہے۔ سید علاؤ الدین احمد صابری کلیری کے حجرہ شریف (پاک پتن) پر یہ عبارت کندہ ہے ''سلطان الاولیاء قطب

[1] تصور شیخ یہ ہے کہ دوران نماز اپنے مرشد کا تصور ذہن میں قائم کیا جائے۔

عالم،غوث الغیاث، ہشت دہ ہزار عالمین (ولیوں کا بادشاہ، سارے جہاں کا قطب اٹھارہ ہزار جہانوں کے فریادرسوں کا سب سے بڑا فریادرس) حضرت لال حسین لاہور کے مزار پر ''غوث الاسلام والمسلمین'' (اسلام اور مسلمانوں کا فریادرس) کا کتبہ لگا ہوا ہے۔ سید علی ہجویری کے مزار پر لگایا گیا کتبہ تو قرآنی آیات کی طرح عرسوں میں پڑھا جاتا ہے ''گنج بخش، فیض عالم، مظہر نورِ خدا (خزانے عطا کرنے والا، ساری دنیا کو فیض پہنچانے والا، خدا کے نور کے ظہور کی جگہ)

غور فرمایئے! جس دین میں توحید، رسالت، نماز، روزے اور حج کے مقابلے میں پیروں، بزرگوں، عرسوں، مزاروں اور خانقاہوں کو یہ تقدس اور مرتبہ حاصل ہو وہ دین محمد ﷺ کے خلاف بغاوت نہیں تو اور کیا ہے۔ شاعر ملت علامہ اقبال رحمہ اللہ نے ارمغان حجاز کی ایک طویل نظم ''ابلیس کی مجلسِ شوریٰ'' میں ابلیس کے خطاب کی جو تفصیل لکھی ہے اس میں ابلیس مسلمانوں کو دین اسلام کا باغی بنانے کے لئے اپنی شوریٰ کے ارکان کو ہدایت دیتا ہے ان میں سب سے آخری ہدایت دین خانقاہی پر بڑا جامع تبصرہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں اسے
پختہ تر کردو مزاج خانقاہی میں اسے

ہمارے جائزے کے مطابق متذکرہ بالا 634 خانقاہوں یا آستانوں میں سے بیشتر گدیاں ایسی ہیں جو وسیع و عریض جاگیروں کی مالک ہیں۔ صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی حتی کہ سینٹ میں بھی ان کی نمائندگی موجود ہوتی ہے۔ صوبائی اور قومی اسمبلی کی نشستوں میں ان کے مدمقابل کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہونے کی جرأت نہیں کرسکتا۔

کتاب وسنت کے نفاذ کے علمبرداروں اور اسلامی انقلاب کے داعیوں نے اپنے راستے کے اس سنگ گراں کے بارے میں بھی کبھی سنجیدگی سے غور کیا ہے؟

④ فلسفہ وحدت الوجود، وحدت الشہود اور حلول:

بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انسان عبادت اور ریاضت کے ذریعے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اسے کائنات کی ہر چیز میں اللہ نظر آنے لگتا ہے یا وہ ہر چیز کو اللہ کی ذات کا جزء سمجھنے لگتا ہے، تصوف کی اصطلاح میں اس عقیدہ کو وحدت الوجود کہا جاتا ہے، عبادت اور ریاضت میں مزید ترقی کرنے کے بعد

انسان کی ہستی اللہ کی ہستی میں مدغم ہوجاتی ہے اور وہ دونوں (اللہ اور انسان) ایک ہوجاتے ہیں۔اس عقیدے کو وحدت الشہود یا ''فنافی اللہ'' کہا جاتا ہے۔عبادت اور ریاضت میں مزید ترقی سے انسان کا آئینہ دل اس قدر لطیف اور صاف ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات خود اس انسان میں داخل ہوجاتی ہے، جسے حلول کہا جاتا ہے۔

غور کیا جائے تو ان تینوں اصطلاحات کے الفاظ میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہے لیکن نتیجہ کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں اور یہ کہ ''انسان اللہ کی ذات کا جزء اور حصہ ہے۔'' یہ عقیدہ ہر زمانے میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے۔ہندومت کے عقیدہ ''اوتار'' بدھ مت کے عقیدہ ''نرواں'' اور جین مت کے ہاں بت پرستی کی بنیاد یہی فلسفہ وحدت الوجود اور حلول ہے [1] یہودیوں نے فلسفہ حلول کے تحت ہی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا (جزء) قرار دیا۔عیسائیوں نے اسی فلسفہ کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا (جزء) قرار دیا۔مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں اہل تشیع اور اہل تصوف کے عقائد کی نبیاد بھی یہی فلسفہ وحدت الوجود اور حلول ہے۔صوفیاء کے سرخیل جناب حسین بن منصور حلاج (ایرانی) نے سب سے پہلے کھلم کھلا یہ دعویٰ کیا کہ خدا اس کے اندر حلول کر گیا ہے اور اَنَـا الْحَق (میں اللہ ہوں) کا نعرہ لگایا۔منصور بن حلاج کے دعویٰ خدائی کی تائید اور توصیف کرنے والوں میں حضرت علی ہجویری، پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی اور سلطان الاولیا خواجہ نظام الدین جیسے کبار اولیاء کرام شامل ہیں۔ہم یہاں مثال کے طور پر جناب احمد رضا

[1] مسلمانوں میں اس کی ابتداء عبداللہ بن سبا نے کی جو یمن کا یہودی تھا، عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہودیوں کی ذلت ورسوائی کا انتقام لینے کے لئے منافقانہ طور پر عہد فاروقی (یا عہد عثمانی) میں ایمان لایا اپنے مذموم عزائم بروے کار لانے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مافوق البشر ہستی باور کرنا شروع کیا بالآخر اپنے معتقدین کا ایک ایسا حلقہ پیدا کرنے میں کامیاب ہوگیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کا اصل حقدار اور باقی خلفاء کو غاصب سمجھنے لگا۔اس گمراہ کن پروپیگنڈے کے نتیجہ میں سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت واقع ہوئی۔جمل اور صفین کی خونریز جنگیں ہوئی۔اس سارے عرصہ میں عبداللہ بن سبا اور اس کے پیروکار حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے رہے اور فتنے پیدا کرنے کے مواقع تلاش کرتے رہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت وعقیدت کے نام پر بالآخر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کا روپ یا اوتار کہنا شروع کر دیا اور مشکل کشا، حاجت روا، عالم الغیب اور حاضر ناظر جیسی خدائی صفات ان سے منسوب کرنا شروع کر دیں۔اس مقصد کے حصول کے لئے بعض روایات بھی وضع کی گئیں مثلاً جنگ احد میں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوگئے تو جبریل علیہ السلام نے آ کر کہا (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) نادعلی والی دعا پڑھو یعنی علی کو پکارو۔جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً آپ کی مدد کو آئے اور کفار کو قتل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تمام مسلمانوں کو قتل ہونے سے بچالیا۔(اسلامی تصوف میں غیر اسلامی تصوف کی آمیزش، از پروفیسر محمد سلیم چشتی، صفحہ نمبر 34)

خان بریلوی کے الفاظ نقل کرنے پر ہی اکتفا کریں گے۔ فرماتے ہیں ''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سنا اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ یعنی میں اللہ ہوں، کیا درخت نے یہ کہا تھا؟ حاشا، بلکہ اللہ نے، یونہی یہ حضرات (اولیاء کرام) انا الحق کہتے وقت شجر موسیٰ ہوتے ہیں۔[1] (احکام شریعت صفحہ 93) حضرت بایزید بسطامی نے بھی اسی عقیدے کی بنیاد پر یہ دعویٰ کیا سبحانی ما اعظم شانی (میں پاک ہوں میری شان بلند ہے) وحدت الوجود یا حلول کا نظریہ ماننے والے حضرات کو نہ تو خود خدائی کا دعویٰ کرنے میں کوئی دقت محسوس ہوتی ہے، نہ ہی ان کے پاس کسی دوسرے کے دعویٰ خدائی کو مسترد کرنے کا کوائی جواز ہوتا ہے۔[2] یہی وجہ ہے صوفیاء کی شاعری میں رسول اللہ ﷺ اور اپنے پیرو مرشد کو اللہ کا روپ یا اوتار کہنے کے عقیدہ کا اظہار بکثرت پایا جاتا ہے۔

چند اشعار ملاحظہ ہوں:

① خدا کہتے ہیں جس کو مصطفیٰ معلوم ہوتا ہے
جسے کہتے ہیں بندہ خود خدا معلوم ہوتا ہے

② بجاتے تھے جو اِنِّیْ عَبْدُہٗ کی بنسری ہر دم
خدا کے عرش پر اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ بن کر نکلیں گے

③ شریعت کا ڈر ہے وگرنہ یہ کہہ دوں
خدا خود رسول خدا بن کے آیا

④ وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر

⑤ بندگی سے آپ کی ہم کو خداوندی ملی
ہے خداوند جہاں بندہ رسول اللہ کا

---

[1] شریعت وطریقت، ازمولانا عبدالرحمٰن کیلانی، صفحہ نمبر 74

[2] یہاں ایک واقعہ کا تذکرہ یقیناً قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگا جسے ''حقیقت الوجود'' کے مصنف عبدالحکیم انصاری نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے جو کہ حسب ذیل ہے۔ ''ہمارے ایک چشتیہ خاندان کے پیر بھائی صوفی جی کے نام سے مشہور ہیں، ایک دن میرے پاس آئے تو ہم مل کر چائے پینے لگے۔ چائے پیتے پیتے صوفی جی کے چہرے پر ''کیفیت'' کے اثر نمایاں ہوئے، چہرہ سرخ ہوگیا، آنکھوں میں لال ڈورے ابھر آئے، پھر کچھ نشہ کی سی حالت طاری ہوئی، یکا یک صوفی جی نے سر اٹھایا اور کہنے لگے ''بھائی جان! میں خدا ہوں۔'' اس پر میں نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور اس کے دو ٹکڑے کر کے صوفی جی سے کہا ''آپ خدا ہیں تو اسے جوڑ دیجئے۔'' صوفی جی نے دونوں ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کو ملا کر ان پر ''توجہ'' فرمائی لیکن کیا بننا تھا ساتھ ہی ان کی وہ کیفیت بھی غائب ہوگئی جس کی وجہ سے وہ خدائی کا دعویٰ کر رہے تھے۔'' (شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 94)

⑥ پیر کامل صورت ظِلّ الٰہ
یعنی دید پیر دید کبریا

ترجمہ: ''کامل پیر گویا ظل الٰہ ہے، ایسے پیر کی زیارت خدا کی زیارت ہے۔''

⑦ جھلے لوگ جہاں دے بھلے پھر دے سب
سامنے ویکھ کے پیر نوں فیر وی پچھدے رب

ترجمہ: ''وہ لوگ بیوقوف ہیں اور بھٹکے ہوئے ہیں جو پیر کو اپنے سامنے دیکھ کر بھی رب کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔''

⑧ مردان خدا ، خدا نہ باشد
لیکن زخدا ، جدا نہ باشد

ترجمہ: ''خدا کے بندے خدا تو نہیں ہوتے، لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے۔

⑨ اپنا اللہ میاں نے ہند میں نام
رکھ لیا خواجہ غریب نواز

⑩ چاچڑ وانگ مدینہ دسے تے کوٹ مٹھن بیت اللہ
ظاہر دے وچہ پیر فریدن تے باطن دے وچہ اللہ

جناب احمد رضا خان بریلوی نے رسول اکرم ﷺ میں اللہ تعالیٰ کے حلول کے ساتھ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی میں رسول اکرم ﷺ کے حلول کو بھی تسلیم کیا ہے۔ فرماتے ہیں ''حضور پُر نور (یعنی رسول اکرم ﷺ) مع اپنی صفات جمال وجلال وکمال وافضال کے حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم پر بھی متجلی ہیں۔ جس طرح ذات احدیث (یعنی اللہ تعالیٰ) مع جملہ صفات ونعوت وجلالیت آئینہ محمدی میں تجلی فرما ہے۔[1] (فتاویٰ افریقہ، صفحہ 101)

قدیم وجدید صوفیاء کرام نے فلسفہ وحدت الوجود اور حلول کو درست ثابت کرنے کے لئے بڑی طول وطویل بحثیں کی ہیں، لیکن سچی بات یہ ہے کہ آج کے سائنسی دور میں عقل اسے تسلیم کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں۔ جس طرح عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث ''ایک میں سے تین اور تین میں سے ایک'' عام آدمی

[1] شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 74

کے لئے نا قابل فہم ہے اسی طرح صوفیاء کرام کا یہ فلسفہ کہ ''انسان اللہ میں یا اللہ انسان میں حلول کئے ہوئے ہے۔'' نا قابل فہم ہے، اگر یہ فلسفہ درست ہے تو اس کا سیدھا سادھا مطلب یہ ہے کہ انسان ہی درحقیقت اللہ ہے اور اللہ ہی درحقیقت انسان ہے، اگرا مرواقعہ یہ ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ عابد کون ہے معبود کون؟ ساجد کون ہے مسجود کون؟ خالق کون ہے، مخلوق کون؟ حاجت مند کون ہے، حاجت روا کون؟ مرنے والا کون ہے، مارنے والا کون؟ زندہ ہونے والا کون ہے اور زندہ کرنے والا کون؟ گنہگار کون ہے بخشنے والا کون؟ روز جزا حساب لینے والا کون ہے، دینے والا کون؟ اور پھر جزا یا سزا کے طور پر جنت یا جہنم میں جانے والے کون ہیں اور بھیجنے والا کون؟ اس فلسفہ کو تسلیم کرنے کے بعد انسان، انسان کا مقصد تخلیق اور آخرت، یہ ساری چیزیں کیا ایک معمہ اور چیستاں نہیں بن جاتیں؟ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں واقعی مسلمانوں کا یہ عقیدہ قابل قبول ہے تو پھر یہودیوں اور عیسائیوں کا عقیدہ ''ابن اللہ'' کیوں قابل قبول نہیں؟ مشرکین مکہ کا یہ عقیدہ کہ انسان اللہ کا جزء ہے کیوں قابل قبول نہیں [1]؟ وحدت الوجود کے قائل بت پرستوں کی بت پرستی کیوں قابل قبول نہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ کسی انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا جزء سمجھنا (یا اللہ تعالیٰ کی ذات میں مدغم سمجھنا) یا اللہ تعالیٰ کو کسی انسان میں مدغم سمجھنا ایسا کھلا اور عریاں شرک فی الذات ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب بھڑک سکتا ہے۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا (جزء) قرار دیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو تبصرہ فرمایا ہے اس کا ایک ایک لفظ قابل غور ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ أُمَّهُ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○﴾ (17:5)

''یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا مریم کا بیٹا، مسیح ہی اللہ ہے۔ اے نبی کہو اگر اللہ، مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں کو اور تمام زمین والوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کس کی مجال ہے کہ اس کو اس ارادے سے باز رکھے؟ اللہ تو زمین اور آسمانوں کا اور ان سب چیزوں کا مالک ہے جو زمین اور آسمان کے درمیان پائی جاتی ہیں جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (سورہ مائدہ، آیت نمبر 17)

[1] وَ جَعَلُوا لَهُ جُزْءًا (15:43) ترجمہ: اور انہوں نے اس کے بندوں میں سے بعض کو اس کا جزء بنا ڈالا۔'' (سورۃ الزخرف، آیت نمبر 15)

سورہ مریم میں اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ میں ان لوگوں کو تنبیہہ کی گئی ہے جو بندوں کو اللہ تعالیٰ کا جزء قرار دیتے ہیں۔ ارشاد مبارک ہے۔

﴿ وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝اِنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ ﴾(19:88-91)

''وہ کہتے ہیں رحمٰن نے کسی کو بیٹا بنایا ہے سخت بیہودہ بات ہے جو تم گھڑ لائے ہو قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے رحمٰن کے لئے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔'' (سورہ مریم، آیت نمبر 88-91)

بندوں کو اللہ کا جزء قرار دینے پر اللہ تعالیٰ کے اس شدید غصہ اور ناراضگی کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ کسی کو اللہ کا جزء قرار دینے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس بندے میں اللہ تعالیٰ کی صفات تسلیم کی جائیں۔ مثلاً یہ کہ وہ حاجت روا اور اختیارات اور قوتوں کا مالک ہے یعنی شرک فی الذات کا لازمی نتیجہ شرک فی الصفات ہے اور جب کسی انسان میں اللہ تعالیٰ کی صفات تسلیم کر لی جائیں تو پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی رضا حاصل کی جائے، جس کے لئے بندہ تمام مراسم عبودیت، رکوع وسجود، نذر و نیاز، اطاعت اور فرمانبرداری، بجالاتا ہے یعنی شرک فی الصفات کا لازمی نتیجہ ہے شرک فی العبادات، گویا شرک فی الذات ہی سب سے بڑا دروازہ ہے۔ دوسری انواع شرک کا جیسے ہی یہ دروازہ کھلتا ہے ہر نوع کے شرک کا آغاز ہونے لگتا ہے یہی وجہ ہے کہ شرک فی الذات پر اللہ تعالیٰ کا غیظ وغضب اس قدر بھڑکتا ہے کہ ممکن ہے آسمان پھٹ جائے، زمین دولخت ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

فلسفہ وحدت الوجود اور حلول کا یہ کھلم کھلا اور عریاں تصادم ہے عقیدۂ توحید کے ساتھ جس میں بے شمار مخلوق خدا پیری مریدی کے چکر میں آ کر پھنسی ہوئی ہے۔ دین اسلام کی باقی تعلیمات پر وحدت الوجود اور حلول کے کیا اثرات ہیں یہ الگ تفصیل طلب موضوع ہے جو ہماری کتاب کے موضوع سے ہٹ کر ہے اس لئے ہم مختصراً چند باتوں کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

(ا) رسالت :

صوفیاء کے نزدیک ولایت، نبوت اور رسالت دونوں سے افضل ہے۔ [1] شیخ محی الدین ابن عربی

---

[1] اہل تشیع کے نزدیک بھی ولایت علی (یا امامت علی) نبوت سے افضل ہے، یہ ثابت کرنے کے لئے بعض روایات......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

فرماتے ہیں ''نبوت کا مقام درمیانی درجہ ہے ولی سے نیچے اور رسالت سے اوپر۔''[1] بایزید بسطامی کا ارشاد ہے ''میں نے سمندر میں غوطہ لگایا جبکہ انبیاء اس کے ساحل پر ہی کھڑے ہیں۔'' نیز فرماتے ہیں ''میرا جھنڈا قیامت کے روز محمد ﷺ کے جھنڈے سے بلند ہوگا۔''[2] حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں ''پیر کا فرمان، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی طرح ہے۔''[3] حافظ شیرازی کا ارشاد ہے ''اگر تجھے بزرگ پیر اپنے مصلے کو شراب میں رنگین کرنے کا حکم دے تو ضرور کر کہ سالک (سلوک کی) منزلوں کے آداب سے ناواقف نہیں ہوتا۔

(ب) قرآن وحدیث:

دین اسلام کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہے لیکن صوفیاء کے نزدیک ان دونوں کا مقام اور مرتبہ کیا ہے اس کا اندازہ ایک مشہور صوفی عفیف الدین تلسمائی کے اس ارشاد سے لگایئے ''قرآن میں توحید ہے کہاں؟ جو پورے کا پورا شرک سے بھرا ہوا ہے جو شخص اس کی اتباع کرے گا وہ کبھی توحید کے بلند مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا۔''[4] (امام ابن تیمیہ، از کوکن عمری، صفحہ 321)[5] حدیث شریف کے بارے میں جناب بایزید بسطامی کا یہ تبصرہ پڑھ لینا کافی ہوگا ''تم (اہل شریعت) نے اپنا علم فوت شدہ لوگوں (یعنی محدثین) سے حاصل کیا ہے اور ہم نے اپنا علم اسی ذات سے حاصل کیا ہے جو ہمیشہ زندہ ہے (یعنی براہ راست اللہ تعالیٰ سے) ہم لوگ کہتے ہیں میرے دل نے اپنے رب سے روایت کیا اور تم کہتے ہو فلاں (راوی) نے مجھ سے روایت کیا (اور اگر سوال کیا جائے کہ) وہ راوی کہاں ہے؟ جواب وہی کہ مر گیا ہے۔''[6] قرآن وحدیث کا یہ استہزاء اور تمسخر اور اس کے ساتھ ہوائے نفس کی اتباع کے لئے ﴿حَدَّثَنِي قَلْبِي عَنْ رَبِّي﴾ ''میرے دل نے میرے رب سے روایت کیا۔'' کا پرفریب جواز کس قدر جسارت ہے اللہ اور اس کے رسول

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحے سے)......روایات بھی وضع کی گئی ہیں۔ لَوْ لَا عَلِيٌّ لَمَّا خَلَقْتُكَ (یعنی اگر علی نہ ہوتے تو اے محمد ﷺ میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا) (اسلامی تصوف میں غیر اسلامی تصوف کی آمیزش، صفحہ نمبر 83) اس سے قبل جنگ احد میں نادِ علی کی روایت آپ پڑھ چکے ہیں، یہ عجیب اتفاق ہے کہ اہل تشیع اور اہل تصوف کے بنیادی عقائد بالکل یکساں ہیں، دونوں فرقے حلول کو تسلیم کرتے ہیں دونوں کی عقیدت کا مرکز حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، دونوں کے نزدیک ولایت نبوت سے افضل ہے۔ اہل تشیع کے ائمہ معصومین کائنات کے ذرّہ ذرّہ کے مالک و مختار ہیں، جبکہ اہل تصوف کے اولیاء کرام مافوق الفطرت قوت اور اختیارات کے مالک سمجھے جاتے ہیں۔

1. شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 118
2. شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 120
3. تصوف کی تین اہم کتابیں، صفحہ نمبر 69
4. شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 152
5. شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 152
6. شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 152

ﷺ کے مقابلے میں؟ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ اس باطل دعویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”جس نے ﴿حَدَّثَنِیْ قَلْبِیْ عَنْ رَبِّیْ﴾ کہا اس نے در پردہ اس بات کا اقرار کیا وہ رسول اللہ ﷺ سے مستغنی ہے، پس جو شخص ایسا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔“ ❶

(ج) عبادت اور ریاضت:

صوفیاء کے ہاں نماز، روزہ، زکاۃ اور حج وغیرہ کا جس قدر اہتمام پایا جاتا ہے اس کا تذکرہ اس سے قبل دین خانقاہی میں گزر چکا ہے۔ یہاں ہم صوفیاء کی عبادت اور ریاضت کے بعض ایسے خود ساختہ طریقوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جنہیں صوفیاء کے یہاں بڑی قدر و منزلت سے دیکھا جاتا ہے لیکن کتاب و سنت میں ان کا جواز تو کیا شدید مخالفت پائی جاتی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

① پیران پیر (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی) پندرہ سال تک نماز عشاء کے بعد اور طلوع صبح سے پہلے ایک قرآن شریف ختم کرتے۔ آپ نے یہ سارے قرآن پاک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ختم کئے ❷ نیز خود فرماتے ہیں ”میں 25 سال تک عراق کے جنگلوں میں تنہا پھرتا رہا ایک سال تک ساگ، گھاس اور پھینکی ہوئی چیزوں پر گزارہ کرتا رہا اور پانی مطلقاً نہ پیا پھر ایک سال تک پانی بھی پیتا رہا پھر تیسرے سال صرف پانی پر گزارہ رہا پھر ایک سال نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ سویا۔“ ❸ (غوث الثقلین، صفحہ 83)

② حضرت بایزید بسطامی 30 سال تک شام کے جنگلوں میں ریاضت و مجاہدہ کرتے رہے۔ ایک سال آپ حج کو گئے تو ہر قدم پر دوگانہ ادا کرتے تھے یہاں تک کہ بارہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے۔ ❹ (صوفیاء نقشبندی، صفحہ 89)

③ حضرت معین الدین چشتی اجمیری کثیر المجاہدہ تھے۔ 70 برس تک رات بھر نہیں سوئے۔ ❺ (تاریخ مشائخ چشت، صفحہ 155)

④ حضرت فرید الدین گنج شکر نے 40 روز کنویں میں بیٹھ کر چلہ کشی کی۔ ❻ (تاریخ مشائخ چشت، صفحہ 178)

---

❶ فتوحات مکیہ، از ابن عربی، صفحہ نمبر 57، جلد اول
❷ تلبیس ابلیس، صفحہ نمبر 374
❸ شریعت و طریقت، صفحہ نمبر 491
❹ شریعت و طریقت، صفحہ نمبر 431
❺ شریعت و طریقت، صفحہ نمبر 591
❻ شریعت و طریقت، صفحہ نمبر 340

⑤ حضرت جنید بغدادی کامل 30 سال تک عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر اللہ اللہ کرتے رہے۔ [1] (صوفیاء نقشبند، صفحہ 89)

⑥ خواجہ محمد چشتی نے اپنے مکان میں ایک گہرا کنواں کھدوا رکھا تھا جس میں الٹے لٹک کر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ [2] (سیر الاولیاء، صفحہ 46)

⑦ حضرت ملا شاہ قادری فرمایا کرتے ''تمام عمر ہم کو غسل جنابت اور احتلام کی حاجت نہیں ہوئی کیونکہ یہ دونوں غسل نکاح اور نیند سے متعلق ہیں، ہم نے نہ نکاح کیا ہے نہ سوتے ہیں۔ [3] (حدیقۃ الاولیاء، صفحہ 57)

عبادت اور ریاضت کے یہ تمام طریقے کتاب وسنت سے تو دُور ہیں ہی لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ جس قدر یہ طریقے کتاب وسنت سے دُور ہیں اسی قدر ہندو مذہب کی عبادت اور ریاضت کے طریقوں سے قریب ہیں۔ آئندہ صفحات میں ہندو مذہب کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کو اندازہ ہوگا کہ دونوں مذاہب میں کس قدر ناقابل یقین حد تک یگانگت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔

(د) جزا وسزا:

فلسفہ وحدت الوجود اور حلول کے مطابق چونکہ انسان خود تو کچھ بھی نہیں بلکہ وہی ذات برحق کائنات کی ہر چیز (بشمول انسان) میں جلوہ گر ہے لہٰذا انسان وہی کرتا ہے جو ذات برحق چاہتی ہے۔ انسان اسی راستے پر چلتا ہے جس پر وہ ذات برحق چلانا چاہتی ہے۔

''انسان کا اپنا کوئی ارادہ ہے نہ اختیار'' اس نظریئے نے اہل تصوف کے نزدیک نیکی اور برائی، حلال اور حرام، اطاعت اور نافرمانی، ثواب وعذاب، جزاء وسزا کا تصور ہی ختم کر دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر صوفیاء حضرات نے اپنی تحریروں میں جنت اور دوزخ کا تمسخر اور مذاق اڑایا ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء اپنے ملفوظات فوائد الفوائد میں فرماتے ہیں ''قیامت کے روز حضرت معروف کرخی کو حکم ہوگا بہشت میں چلو، وہ کہیں گے میں نہیں جاتا، میں نے تیری بہشت کے لئے عبادت نہیں کی تھی۔ چنانچہ فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ انہیں نور کی زنجیروں سے جکڑ کر کھینچتے کھینچتے بہشت میں

[1] شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 491
[2] شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 431
[3] شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 271

لے جاؤ۔“❶

حضرت رابعہ بصری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک روز داہنے ہاتھ میں پانی کا پیالہ اور بائیں ہاتھ میں آگ کا انگارہ لیا اور فرمایا یہ جنت ہے اور یہ جہنم ہے، اس جنت کو جہنم پر انڈیلتی ہوں تاکہ نہ رہے جنت اور نہ رہے جہنم اور لوگ خالص اللہ کی عبادت کریں۔

(ھ) کرامات:

صوفیاء کرام، وحدت الوجود اور حلول کے قائل ہونے کی وجہ سے خدائی اختیارات رکھتے ہیں اس لئے زندوں کو مار سکتے ہیں، مردوں کو زندہ کرسکتے ہیں، ہوا میں اڑ سکتے ہیں، قسمتیں بدل سکتے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

① ”ایک دفعہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نے مرغی کا سالن کھا کر ہڈیاں ایک طرف رکھ دیں ان ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ تو وہ مرغی زندہ ہوگئی۔“❷ (سیرۃ غوث، صفحہ نمبر 191)

② ”ایک گویئے کی قبر پر پیران پیر نے قُمْ بِاِذْنِیْ کہا قبر پھٹی اور مردہ گاتا ہوا نکل آیا۔“❸ (تفریح الخاطر، صفحہ نمبر 19)

③ ”حضرت ابو اسحٰق چشتی جب سفر کا ارادہ فرماتے تو دوسو آدمیوں کے ساتھ آنکھ بند کرکے فوراً منزل مقصود پر پہنچ جاتے۔“❹ (تاریخ مشائخ چشت، از مولانا زکریا، صفحہ نمبر 192)

④ ”سید مودود چشتی کی وفات 97 سال کی عمر میں ہوئی آپ کی نمازِ جنازہ اول رجال الغیب (فوت شدہ بزرگ) نے پڑھی پھر عام آدمی نے، اس کے بعد جنازہ خود بخود اڑنے لگا اس کرامت سے بے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا۔“❺ (تاریخ مشائخ چشت، صفحہ نمبر 160)

⑤ ”خواجہ عثمان ہارونی نے وضو کا دوگانہ ادا کیا اور ایک کمسن بچے کو گود میں لے کر آگ میں چلے گئے اور دو گھنٹے اس میں رہے آگ نے دونوں پر کوئی اثر نہ کیا اس پر بہت سے آتش پرست مسلمان ہوگئے۔“❻ (تاریخ مشائخ چشت، صفحہ نمبر 124)

---

❶ شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 500
❷ شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 411
❸ شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 412
❹ شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 418
❺ شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 74
❻ شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 375

⑥ ''ایک عورت خواجہ فرید الدین گنج شکر کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہا بادشاہ نے میرے بے گناہ بچے کو تختہ دار پر لٹکوادیا ہے۔ چنانچہ آپ اصحاب سمیت وہاں پہنچے اور کہا: الٰہی! اگر یہ بے گناہ ہے تو اسے زندہ کردے۔ لڑکا زندہ ہو گیا اور ساتھ چلنے لگا۔ یہ کرامت دیکھ کر (ایک) ہزار ہندو مسلمان ہو گئے۔'' [1] (اسرار الاولیاء، صفحہ 111-110)

⑦ ''ایک شخص نے بارگاہ غوثیہ میں لڑکے کی درخواست کی آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی، اتفاق سے لڑکی پیدا ہو گئی۔ آپ نے فرمایا اسے گھر لے جاؤ اور قدرت کا کرشمہ دیکھو جب گھر آیا تو اسے لڑکی کی بجائے لڑکا پایا۔'' [2] (سفینہ اولیاء، صفحہ نمبر 17)

⑧ ''پیران پیر غوث اعظم مدینہ سے حاضری دے کر ننگے پاؤں بغداد آرہے تھے۔ راستے میں ایک چور ملا جو لوٹنا چاہتا تھا۔ جب چور کو علم ہوا کہ آپ غوث اعظم ہیں تو قدموں پر گر پڑا اور زباں پر ''یَا سَیِّدِیْ عَبْدُالقادر شَیْئًا لِلّٰہِ '' جاری ہو گیا آپ کو اس کی حالت پر رحم آ گیا۔ اس کی اصلاح کے لئے بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہوئے، غیب سے ندا آئی ''چور کو ہدایت کی رہنمائی کرتے ہو قطب بنادو۔'' چنانچہ آپ کی اک نگاہ فیض سے وہ قطب کے درجہ پر فائز ہو گیا۔'' [3] (سیرت غوثیہ، صفحہ نمبر 640)

⑨ ''میاں اسماعیل لاہور المعروف میاں کلاں نے صبح کی نماز کے بعد سلام پھیرتے وقت جب نگاہ کرم ڈالی تو دائیں طرف کے مقتدی سب کے سب حافظ بن گئے اور بائیں طرف کے ناظرہ پڑھنے والے۔'' [4] (حدیقۃ الاولیاء، صفحہ نمبر 176)

⑩ ''خواجہ علاؤ الدین صابر کلیری کو خواجہ فرید الدین گنج شکر نے کلیر بھیجا ایک روز خواجہ صاحب امام کے مصلے پر بیٹھ گئے لوگوں نے منع کیا تو فرمایا ''قطب کا رتبہ قاضی سے بڑھ کر ہے، لوگوں نے زبردستی مصلی سے اٹھا دیا، حضرت کو مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جگہ نہ ملی تو مسجد کو مخاطب کرکے فرمایا: لوگ سجدہ کرتے ہیں تو بھی سجدہ کر۔ یہ بات سنتے ہی مسجد مع چھت اور دیوار کے لوگوں پر گر پڑی اور سب لوگ ہلاک ہو گئے۔'' [5] (حدیقۃ الاولیاء، صفحہ 70)

---

[1] شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 376
[2] شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 299
[3] شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 173
[4] شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 304

(و) باطنیت:

کتاب وسنت سے براہ راست متصادم عقائد وافکار پر پردہ ڈالنے کے لئے اہل تصوف نے باطنیت کا سہارا بھی لیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قرآن وحدیث کے الفاظ کے دو دو معانی ہیں، ایک ظاہری دوسرے باطنی (یا حقیقی) یہ عقیدہ باطنیت کہلاتا ہے۔ اہل تصوف کے نزدیک دونوں معانی کو آپس میں وہی نسبت ہے جو چھلکے کو مغز سے ہوتی ہے، یعنی باطنی معنی ظاہری معنی سے افضل اور مقدم ہیں۔ ظاہری معانی سے تو علماء واقف ہیں لیکن باطنی معانی کو صرف اہل اسرار ورموز ہی جانتے ہیں۔ ان اسرار ورموز کا منبع اولیاء کرام کے مکاشفے، مراقبے، مشاہدے اور الہام یا پھر بزرگوں کا فیض اور توجہ قرار دیا گیا ہے جس کے ذریعے شریعت مطہرہ کی من مانی تاویلیں کی گئیں مثلاً قرآن مجید کی آیت ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ (99:15) کا ترجمہ یہ ہے کہ اپنے رب کی عبادت آخری گھڑی تک کرتے رہو جس کا آنا یقینی ہے۔ (یعنی موت) (سورہ حجرات، آیت نمبر 99) اہل تصوف کے نزدیک یہ علماء (اہل ظاہر) کا ترجمہ ہے اس کا باطنی یا حقیقی ترجمہ یہ ہے کہ "صرف اس وقت تک اپنے رب کی عبادت کرو جب تک تمہیں یقین (معرفت) حاصل نہ ہو جائے۔" یقین یا معرفت سے مراد معرفت الٰہی ہے یعنی جب اللہ کی پہچان ہو جائے تو صوفیاء کے نزدیک نماز، روزہ، زکاۃ، حج اور تلاوت وغیرہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی، اسی طرح سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 33 ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ﴾ "یعنی تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی۔" یہ علماء کا ترجمہ ہے اور اہل اسرار رموز کا ترجمہ یہ ہے "تم عبادت نہ کرو گے مگر وہ اسی (یعنی اللہ) کی ہوگی جس چیز کی بھی عبادت کرو گے۔" جس کا مطلب یہ ہے کہ تم خواہ کسی انسان کو سجدہ کرو یا قبر کو یا کسی مجسمے اور بت کو وہ درحقیقت اللہ ہی کی عبادت ہوگی۔

کلمہ توحید لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ "اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔" صوفیاء کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی دنیا میں اللہ کے سوا کوئی چیز موجود نہیں۔ الٰہ کا ترجمہ موجود کر کے اہل تصوف نے کلمۂ توحید سے اپنا نظریہ وحدت الوجود تو ثابت کر دیا لیکن ساتھ ہی کلمہ توحید کو کلمہ شرک میں بدل ڈالا ﴿فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ﴾ (59:2) "جو بات ان سے کہی گئی تھی ظالموں نے اسے بدل کر کچھ اور کر دیا۔" (سورہ بقرہ، آیت نمبر 59)

باطنیت کے پردے میں کتاب وسنت کے احکامات اور عقائد کی من مانی تاویلوں کے علاوہ اہل تصوف نے کیف، جذب، مستی، استغراق، سکر (بے ہوشی) اور صحو (ہوش) جیسی اصطلاحات وضع کر کے جسے چاہا حلال قرار دے دیا جسے چاہا حرام ٹھہرا دیا۔ ایمان کی تعریف یہ کی گئی کہ یہ دراصل عشق حقیقی (عشق الٰہی) کا دوسرا نام ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ فلسفہ تراشا گیا کہ عشق حقیقی کا حصول عشق مجازی کے بغیر ممکن ہی نہیں چنانچہ عشق مجازی کے سارے لوازمات غنا، موسیقی، رقص وسرود، سماع، وجد، حال وغیرہ اور حسن وعشق کی داستانوں اور جام وسبو کی باتوں سے لبریز شاعری مباح ٹھہری۔ شیخ حسین لاہوری، جن کے ایک برہمن لڑکے کے ساتھ عشق کا قصہ ہم ''دین خانقاہی'' میں بیان کر چکے ہیں، کے بارے میں ''خزینۃ الاصفیاء'' میں لکھا ہے کہ ''وہ بہلول دریائی کے خلیفہ تھے، چھتیس سال ویرانے میں ریاضت ومجاہدہ کیا۔ رات کو داتا گنج بخش کے مزار پر اعتکاف بیٹھتے۔ آپ نے طریقہ ملامتیہ اختیار کیا، ابرو کا صفایا، ہاتھ میں شراب کا پیالہ، سرود ونغمہ، چنگ ورباب، تمام قیود شرعی سے آزاد جس طرف چاہتے نکل جاتے۔''[1] یہ ہے وہ باطنیت، جس کے خوشنما پردے میں اہل ہوا وہوس دین اسلام کے عقائد ہی نہیں اخلاق اور شرم وحیا کا دامن بھی تار تار کرتے رہے اور پھر بھی بقول مولانا الطاف حسین حالی رحمہ اللہ ع

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

قارئین کرام! فلسفہ وحدت الوجود اور حلول کے نتیجے میں پیدا ہونیوالی گمراہی کا یہ مختصر سا تعارف ہے جس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کو الحاد اور کفر وشرک کے راستے پر ڈالنے میں اس باطل فلسفہ کا کتنا بڑا حصہ ہے؟

ہندو پاک کا قدیم ترین مذہب، ہندومت:

پندرہ سو سال قبل مسیح، جہاں گرد آرین اقوام وسط ایشیاء سے آ کر وادی سندھ کے علاقے ہڑپہ اور موہنجوداڑو میں آباد ہوئیں۔ یہ علاقے اس وقت برصغیر کی تہذیب وتمدن کا سرچشمہ سمجھے جاتے تھے۔ ہندوؤں کی پہلی مقدس کتاب ''رگ وید'' انہی آرین اقوام کے مفکرین نے لکھی جو ان کے دیوی دیوتاؤں کی عظمت کے گیتوں پر مشتمل ہے۔ یہیں سے ہندو مذہب کی ابتداء ہوئی۔[2] جس کا مطلب یہ ہے کہ ہندو

[1] شریعت وطریقت، صفحہ نمبر 204
[2] مقدمہ ارتھ شاستر، از مولانا محمد اسماعیل ذبیح، صفحہ نمبر 59

مذہب گزشتہ ساڑھے تین ہزار سال سے برصغیر کی تہذیب وتمدن، معاشرت اور مذاہب پر اثر انداز ہوتا چلا آرہا ہے۔

ہندومت کے علاوہ بدھ مت اور جین مت کا شمار بھی قدیم ترین مذاہب میں ہوتا ہے۔ بدھ مت کا بانی گوتم بدھ 563ق-م- میں پیدا ہوا اور 483ق-م- میں اسّی سال کی عمر پا کر فوت ہوا جبکہ جین مت کا بانی مہاویر جین 599ق-م- میں پیدا ہوا اور بہتّر سال کی عمر پا کر 527ق-م- میں فوت ہوا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں مذہب بھی کم از کم چار پانچ سو سال قبل مسیح سے برصغیر کی تہذیب وتمدن، معاشرت اور مذاہب پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔

ہندومت، بدھ مت اور جین مت، تینوں مذاہب وحدت الوجود اور حلول کے فلسفہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ بدھ مت کے پیروکار گوتم بدھ کو اللہ تعالیٰ کا اوتار سمجھ کر اس کے مجسموں اور مورتیوں کی پوجا اور پرستش کرتے ہیں۔ جین مت کے پیروکار مہاویر کے مجسمے کے علاوہ تمام مظاہر قدرت مثلاً سورج، چاند، ستارے، حجر، شجر، دریا، سمندر، آگ اور ہوا وغیرہ کی پرستش کرتے ہیں۔ ہندومت کے پیروکار اپنی قوم کی عظیم شخصیات (مرد وعورت) کے مجسموں کے علاوہ مظاہر قدرت کی پرستش بھی کرتے ہیں۔ ہندو کتب میں اس کے علاوہ جن چیزوں کو قابل پرستش کہا گیا ہے ان میں گائے (بشمول گائے کا مکھن، دودھ، گھی، پیشاب اور گوبر) بیل، آگ، پیپل کا درخت، ہاتھی، شیر، سانپ، چوہے، سؤر اور بندر بھی شامل ہیں ان کے بت اور مجسمے بھی عبادت کے لئے مندروں میں رکھے جاتے ہیں۔ عورت اور مرد کے اعضاء تناسل بھی قابل پرستش سمجھے جاتے ہیں چنانچہ شیو جی مہاراج کی پوجا اس کے مردانہ عضو تناسل کی پوجا کر کے کی جاتی ہے اور شکتی دیوی کی پوجا اس کے زنانہ عضو تناسل کی پوجا کر کے کی جاتی ہے۔ [1]

برصغیر میں بت پرستی کے قدیم ترین تینوں مذاہب کے مختصر تعارف کے بعد ہم ہندومت کی بعض تعلیمات کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں تا کہ یہ اندازہ ہو سکے کہ برصغیر ہندو پاک میں شرک کی اشاعت اور ترویج میں ہندومت کے اثرات کس قدر گہرے ہیں۔

---

[1] گزشتہ دنوں وشوا ہندو پریشد کے رہنما رام چندر جی نے کھڑاؤں کی پوجا اور پرستش کرنے کی مہم کا باقاعدہ آغاز کیا، اخبارات میں جو تصاویر شائع ہوئیں ان میں رام چندر جی اعلیٰ قسم کی کھڑاویں پکڑ کر تعظیماً کھڑے نظر آرہے ہیں۔ (ملاحظہ ہو نوائے وقت، 8 اکتوبر 1992ء) گویا اب مذکورہ بالا اشیاء کے ساتھ کھڑاویں بھی ہندوؤں کی مقدس اشیاء میں شامل ہو گئی ہیں۔

(الف) ہندو مذہب میں عبادت اور ریاضت کے طریقے:

ہندو مذہب کی تعلیمات کے مطابق نجات حاصل کرنے کے لئے ہندو دور جنگلوں اور غاروں میں رہتے ، اپنے جسم کو ریاضتوں سے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے گرمی، سردی، بارش اور ریتلی زمینوں پر ننگے بدن رہتے اپنی ریاضتوں کا مقدس عمل سمجھتے جہاں یہ اپنے آپ کو دیوانہ وار تکلیفیں پہنچا کر انگاروں پر لوٹ کر گرم سورج میں ننگے بدن بیٹھ کر، کانٹوں کے بستر پر لیٹ کر، درختوں کی شاخوں پر گھنٹوں لٹک کر اور اپنے ہاتھ کو بے حرکت بنا کر ، یا سر سے اونچا لے جا کر اتنے طویل عرصے تک رکھتے تا کہ وہ بے حس ہو جائیں اور سوکھ کر کانٹا بن جائیں۔ان جسمانی آزار کی ریاضتوں کے ساتھ ساتھ ہندومت میں دماغی اور روحانی مشقتوں کو بھی نجات کا ذریعہ سمجھا جاتا۔ چنانچہ ہندو تنہا شہر سے باہر غور و فکر میں مصروف رہتے اور ان میں سے بہت سے جھونپڑیوں میں اپنے گرو کی رہنمائی میں گروپ بنا کر بھی رہتے۔ان میں سے کچھ گروپ بھیک پر گزارہ کرتے ہوئے سیاحت کرتے۔ان میں سے کچھ مادرزاد برہنہ رہتے اور کچھ لنگوٹی باندھ لیتے۔ بھارت کے طول و عرض میں اس قسم کے جٹا دھاری یا ننگ دھڑنگ اور خاکستر میلے سادھوؤں کی ایک بڑی تعداد جنگلوں، دریاؤں اور پہاڑوں میں کثرت سے پائی جاتی ہے اور عام ہندو معاشرے میں ان کی پوجا تک کی جاتی ہے۔ ❶

روحانی قوت اور ضبط نفس کے حصول کی خاطر ریاضت کا ایک اہم طریقہ ''یوگا'' ایجاد کیا گیا جس پر ہندومت بدھ مت اور جین مت کے پیروکار سبھی عمل کرتے ہیں اس طریقہ ریاضت میں یوگی اتنی دیر تک سانس روک لیتے ہیں کہ موت کا شبہ ہونے لگتا ہے دل کی حرکت کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔سردی' گرمی ان پر اثر انداز نہیں ہوتی یوگی طویل ترین فاقے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں ارتھ شاستر کے نامہ نگار اس طرز ریاضت پر تبصرہ کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ ساری باتیں مغربی علم الاجسام ماہرین کے لئے حیران کن تو ہوسکتی ہیں لیکن مسلم صوفیاء کے لئے چنداں حیران کن نہیں' کیوں کہ اسلامی تصوف کے بہت سے سلسلوں بالخصوص نقشبندی سلسلے میں فنافی اللہ یا فنافی الشیخ یا ذکر قلب کے اوراد میں حبس کے کئی طریقے ہیں جن پر صوفیاء عامل ہوتے ہیں۔ ❷

یوگا عبادت کا ایک بھیانک نظارہ سادھوؤں اور یوگیوں کا دہکتے ہوئے شعلہ فشاں انگاروں پر ننگے

---

❶ مقدمہ ارتھ شاستر،صفحہ نمبر 99 ❷ مقدمہ ارتھ شاستر،صفحہ نمبر 129

قدم چلنا اور بغیر جلے سالم نکل آنا' تیز دھار نوکیلے خنجر سے ایک گال سے دوسرے گال تک اور ناک کے دونوں حصوں تک اور دونوں ہونٹوں کے آر پار خنجر اتار دینا اور اس طرح گھنٹوں کھڑے رہنا تازہ کانٹوں اور نوکیلی کیلوں کے بستر پر لیٹے رہنا یا رات دن دونوں پیروں یا ایک پیر کے سہارے کھڑے رہنا، ایک ٹانگ اور ایک ہاتھ کو اتنے طویل عرصہ تک بے مصرف بنا دینا کہ وہ سوکھ جائے یا مسلسل الٹے لٹکے رہنا، ساری عمر ہر موسم اور بارش میں برہنہ رہنا' تمام عمر سنیاسی یعنی کنوارا رہنا یا اپنے تمام اہل خانہ سے الگ ہو کر بلند پہاڑوں میں گیان دھیان وغیرہ بھی یوگا کی عبادت کے مختلف طریقے ہیں۔ اسے ہندو یوگی ہندو دھرم یا ویدانت یعنی تصوف کے مظاہر قرار دیتے ہیں۔ [1]

ہندومت اور بدھ مت میں جنتر منتر اور جادو کے ذریعے عبادت کا طریقہ بھی رائج ہے عبادت کا یہ طریقہ اختیار کرنے والوں کو''تانترک''فرقہ کہتے ہیں۔ یہ لوگ جادوئی منتر جیسے آدم''پدمنی اوم''یوگا کے انداز میں گیان دھیان کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ قدیم ویدک لٹریچر بتاتا ہے۔ کہ سادھو اور ان کے بعض طبقات جادو اور سفلی عملیات میں مہارت حاصل کرنے کے عمل دہرایا کرتے تھے اس فرقہ میں تیز بے ہوش کرنے والی شرابوں کا پینا' گوشت اور مچھلی کھانا' جنسی افعال کا بڑھ چڑھ کر کرنا' غلاظتوں کو غذا بنانا مذہبی رسموں کے نام پر قتل کرنا جیسی قبیح اور مکروہ حرکات بھی عبادت سمجھی جاتی ہے۔ [2]

(ب) ہندو بزرگوں کے مافوق الفطرت اختیارات:

جس طرح مسلمانوں کے ہاں غوث' قطب' نجیب' ابدال' ولی' فقیر' اور درویش وغیرہ مختلف مراتب اور مناصب کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں' جنہیں مافوق الفطرت قوت اور اختیارات حاصل ہوتے ہیں اسی طرح ہندوؤں میں رشی' منی' مہاتما' اوتار' سادھو' سنت' سنیاسی' یوگی' شاستری' اور چھتر ویدی وغیرہ مختلف مراتب اور مناصب کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں' جنہیں مافوق الفطرت قوت اور اختیارات حاصل ہوتے ہیں ہندوؤں کی مقدس کتابوں کے مطابق یہ بزرگ ماضی حال اور مستقبل کو دیکھ سکتے ہیں' جنت میں دوڑتے ہوئے جاسکتے ہیں' دیوتاؤں کے دربار میں ان کا بڑے اعزاز سے استقبال کیا جاتا ہے' یہ اتنی زبردست جادوئی طاقت کے مالک ہوتے ہیں کہ اگر چاہیں تو پہاڑوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیں یہ ایک نگاہ سے

[1] بحوالہ سابق صفحہ نمبر 130
[2] بحوالہ سابق صفحہ نمبر 117

اپنے دشمنوں کو جلا کر خاکستر کر سکتے ہیں' تمام فصلوں کو برباد کر سکتے ہیں' اگر یہ خوش ہو جائیں تو پورے شہر کو تباہی سے بچا لیتے ہیں' دولت میں زبردست اضافہ کر سکتے ہیں' قحط سالی سے بچا سکتے ہیں' دشمنوں کے حملے روک سکتے ہیں [1] منی وہ مقدس انسان ہیں جو کپڑا نہیں پہنتے' ہوا کو بطور لباس استعمال کرتے ہیں' جن کی غذا ان کی خاموشی ہے' وہ ہوا میں اڑ سکتے ہیں' اور پرندوں سے اوپر جا سکتے ہیں' یہ منی انسان کے تمام پوشیدہ خیالوں کو جانتے ہیں' کیوں کہ انہوں نے وہ شراب پی ہوئی ہے جو عام انسانوں کے لئے زہر ہے۔ [2]
شیوجی کے بیٹے لارڈ گنیش کے بارے میں ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ کسی بھی مشکل کو آسان کر سکتے ہیں' اگر چاہیں تو کسی کے لئے بھی مشکل پیدا کر سکتے ہیں اس لئے بچہ جب پڑھنے کی عمر کو پہنچتا ہے تو سب سے پہلے اسے گنیش کی پوجا کرنا ہی سکھایا جاتا ہے۔ [3]

ہندو بزرگوں کی بعض کرامات:

ہندوؤں کی مقدس کتب میں اپنے بزرگوں سے منسوب بہت سی کرامات کا تذکرہ ملتا ہے ہم یہاں دو چار مثالوں پر ہی اکتفا کریں گے۔

① ہندوؤں کی مذہبی کتاب رامائن میں رام اور راون کا طویل قصہ دیا گیا ہے کہ رام اپنی بیوی کے ساتھ جنگلات میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ لنکا کا راجا راون اس کی بیوی کو اغواء کر کے لے گیا رام نے ہنورام (بندروں کے شہنشاہ) کی مدد سے زبردست خونی جنگ کے بعد اپنی بیوی واپس حاصل کر لی لیکن مقدس قوانین کے تحت اسے بعد میں الگ کر دیا۔ سیتا یہ غم برداشت نہ کر سکی اور اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے لئے آگ میں کود گئی اگنی دیوتا جو مقدس آگ کے مالک ہیں انہوں نے آگ کو حکم دیا بجھ جائے اور سیتا کو نہ جلائے اس طرح سیتا دہکتی ہوئی آگ سے سالم نکل آئی اور اپنے بے داغ کردار کا ثبوت فراہم کر دیا۔ [4]

② ایک بدھ مت کے درویش (بھکشو) نے یہ معجزہ دکھایا کہ ایک پتھر سے ایک ہی رات میں اس نے ہزاروں شاخ والا آم کا درخت پیدا کر دیا۔ (مقدمہ ارتھ شاستر' صفحہ نمبر 116-117) [5]

[1] مقدمہ ارتھ شاستر، صفحہ نمبر 99-100
[2] بحوالہ سابق صفحہ نمبر 98
[3] روزنامہ سیاست' کلام فکر و نظر' مورخہ 20 ستمبر 1991ء
[4] مقدمہ ارتھ شاستر صفحہ نمبر 101-102
[5] ایک طرف بدھ مت کے بھکشو کا یہ معجزہ اور دوسری طرف بدھ مت کے بانی گوتم بدھ کے بارے یہ دلچسپ خبر ملاحظہ ہو "حیدر آباد کی خوبصورت ساگر جھیل میں ایک چھوٹے جہاز سے گوتم بدھ کا مجسمہ پھسل کر جھیل میں گر گیا مجسمہ کا وزن 450 ٹن تھا اور......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

③ محبت کے دیوتا (کاما) اور اس کی دیوی (رتی) اور ان دیوی دیوتاؤں کے دوست خاص طور سے موسم بہار کے خدا جب باہم کھیلتے تو "کاما دیوتا" اپنے پھولوں کے تیروں سے "شیو دیوتا" پر بارش کرتے اور شیو دیوتا اپنی تیسری آنکھ سے ان تیروں پر نگاہ ڈالتے تو یہ تیر بجھی ہوئی خاک کی شکل میں تباہ ہو جاتے اور وہ ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہتا کیوں کہ وہ جسمانی شکل سے آزاد تھا۔ ❶

④ ہندوؤں کے ایک دیوتا لارڈ گنیش کے والد شیو جی کے بارے میں روایت ہے کی دیوی پاروتی ❷ (ان کی بیوی کا نام) نے ایک دن تہیہ کیا کہ لارڈ شیو ان کے غسل کے وقت شرارتاً غسل خانہ میں گھس کر انہیں پریشان کرتے ہیں چنانچہ اس کا سدباب کرنے کے لئے ایک انسانی پتلا بنایا اور اس میں جان ڈال کر اسے غسل خانے کے دروازے پر پہرہ دینے کے لئے بٹھا دیا پھر یہ ہوا کہ شیو جی حسب عادت دیوی پاروتی کو چھیڑنے اور ستانے کے لئے غسل خانہ کی سمت چلے آئے۔ ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے غسل خانہ کے دروازے پر خوب صورت بچے کو پہرہ دیتے ہوئے دیکھا شیو جی نے غسل خانے میں گھسنے کی کوشش کی تو اس بچے نے راستہ روک لیا شیو جی کو اس مزاحمت پر اتنا غصہ آیا کہ انہوں نے ترشول (تین نوک کا نیزہ) سے اس کا سر کاٹ کر دھڑ سے الگ کر دیا' دیوی پاروتی کے لئے یہ قتل شدید صدمے کا موجب بنا تب شیو جی نے ملازمین کو حکم دیا کہ کسی کا سر کاٹ کر لے آئیں شیو جی نے بچے کے دھڑ پر ہاتھی کا سر جما کر پھر سے جان ڈال دی اور دیوی پاروتی بچے کی نئی زندگی سے بہت خوش ہوئیں۔ ❸

ہندومت کی تعلیمات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ مسلمانوں کے ایک بڑے فرقہ "اہل تصوف" کے عقائد اور تعلیمات ہندو مذہب سے کس درجہ متاثر ہیں عقیدہ وحدت الوجود اور حلول یکساں۔ عبادت اور ریاضت کے طریقے یکساں۔ بزرگوں کے مافوق الفطرت اختیارات یکساں اور

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحے سے)......اسے 9 مئی کو بودھ پورنیا کے موقع پر نقاب کشائی کے لئے نصب کیا جانا تھا' یہ مجسمہ دنیا کا سب سے بڑا مجسمہ تھا' اس حادثہ میں (گوتم بدھ کو بچاتے بچاتے) دس افراد جھیل میں ڈوب گئے اور چھ افراد زخمی ہو گئے (نوائے وقت 11 مارچ 1990ء) مشرکین کے معبودوں کی اصل حقیقت تو یہی ہے خواہ وہ بدھسٹوں کے ہوں یا ہندوؤں کے یا مسلمانوں کے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (3:35) ترجمہ: اس اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا الٰہ نہیں آخر تم کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہو۔ (سورۃ فاطر' آیت نمبر 3)

❷ مقدمہ ارتھ شاستر صفحہ نمبر 90

❸ ہندو ان تینوں شخصیتوں کے بت اور مورتیاں تراش کر پوجتے ہیں۔

❹ روزنامہ سیاست' کالم' فکر و نظر' حیدر آباد الہند۔ مورخہ 20 ستمبر 1991ء

بزرگوں کی کرامات کا سلسلہ بھی یکساں ۔اگر کوئی فرق ہے تو وہ ہے صرف ناموں کا۔تمام معاملات میں ہم آہنگی اور یکسانیت پالینے کے بعد ہمارے لئے ہندوستان کی تاریخ میں ایسی مثالیں باعث تعجب نہیں رہتیں کہ ہندولوگ' مسلمان پیروں فقیروں کے مرید کیوں بن گئے اور مسلمان ہندوسادھوؤں اور جوگیوں کے گیان دھیان میں کیوں حصہ نہیں لیتے ❶ اس اختلاط کا نتیجہ ہے کہ ہندو پاک کے مسلمانوں کی اکثریت جس اسلام پر آج عمل پیرا ہے اس پر کتاب وسنت کی بجائے ہندو مذہب کے نقوش کہیں زیادہ گہرے اور نمایاں ہیں۔

⑥ حکمران طبقہ

برصغیر پاک وہند میں شرک وبدعت کے اسباب تلاش کرتے ہوئے اکثر یہ بات کہی جاتی ہے چونکہ یہاں اسلام پہلی صدی ہجری کے آخر میں اس وقت پہنچا جب محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے 93ھ میں سندھ فتح کیا اس وقت محمد بن قاسم رحمہ اللہ اور اس کی افواج کے جلد واپس چلے جانے کی وجہ سے اسلام خالص کتاب وسنت کی شکل میں پہنچا ہی نہیں ثانیاً اسلام کی یہ دعوت بڑے محدود پیمانے پر تھی یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت کے افکار واعمال میں مشرکانہ اور ہندوانہ رسم ورواج بڑے واضح اور نمایاں ہیں۔

تاریخی اعتبار سے یہ بات درست ثابت نہیں ہوتی امر واقعہ یہ ہے کہ سرزمین برصغیر عہد فاروقی (15ھ) سے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ورود مسعود سے بہرہ ور ہونی شروع ہوگئی تھی عہد فاروقی اور عہد عثمانی میں اسلامی ریاست کے زیرنگیں آنے والے ممالک میں شام' مصر' عراق' یمن' ترکستان' سمرقند' بخارا' ترکی افریقہ اور ہندوستان میں مالا بار' جزائر سراندیپ' مالدیپ' گجرات' اور سندھ کے علاقے شامل تھے اس عرصہ میں سرزمین ہند میں تشریف لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد 25' تابعین کی تعداد 37' اور تبع تابعین

❶ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حافظ غلام قادر اپنے زمانے کے قطب الاقطاب اور غوث اعظم اور محبوب خدا تھے جن کا فیض روحانی ہر خاص وعام کے لئے اب تک جاری ہے یہی وجہ تھی کہ ہندو' سکھ' عیسائی ہر قوم اور فرقہ کے لوگ آپ سے فیض روحانی حاصل کرتے تھے' آپ کے عرس پر تمام فرقوں کے لوگ شامل ہوتے تھے۔آپ کے تمام مریدان باصفا فیض روحانی سے مالا مال اور پابند شرع شریف ہیں (ریاض السالکین صفحہ 272 بحوالہ شریعت وطریقت صفحہ نمبر 477) دوسری طرف اسماعیلیہ فرقہ کے پیر شمس الدین صاحب کشمیر تشریف لائے تو تقیہ کرکے اپنے آپ کو یہاں کے باشندوں کے رنگ میں رنگ لیا ایک دن جب ہندو دسہرے کی خوشی میں میں گربا رقص کررہے تھے پیر صاحب بھی اس رقص میں شریک ہوگئے اور 28 گربا گیت تصنیف فرمائے' اس طرح ایک دوسرے پیر صدرالدین صاحب (اسماعیلی) نے ہندوستان میں آکر اپنا ہندوانہ نام "ساہ دیو" (بڑا درویش) رکھ لیا اور لوگوں نے بتایا کہ وشنو کا دسواں اوتار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکل میں ظاہر ہو چکا ہے' اس کے پیر وصوفیوں کی زبان میں محمد اور علی کی تعریف میں بھجن گایا کرتے تھے (اسلامی تصوف میں غیر اسلامی تصوف کی آمیزش صفحہ 32-33)

کی تعداد 15 بتائی جاتی ہے۔ ❶ گویا پہلی صدی ہجری کے آغاز میں ہی اسلام برصغیر ہندو پاک میں خالص کتاب وسنت کی شکل میں پہنچ گیا تھا اور ہندومت کے ہزاروں سالہ پرانے اور گہرے اثرات کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ' تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کی سعی جمیلہ کے نتیجے میں مسلسل وسعت پذیر تھا۔ جو بات تاریخی حقائق سے ثابت ہے وہ یہ کہ جب کبھی موحد اور مومن افراد برسر اقتدار آئے تو وہ اسلام کی شان وشوکت میں اضافے کا باعث بنے۔ محمد بن قاسم کے بعد سلطان سبکتگین ۔سلطان محمود غزنوی اور سلطان شہاب الدین محمد غوری کا عہد (987 تا 1175ء) اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس دور میں اسلام برصغیر کی ایک زبردستی سیاسی اور سماجی قوت بن گیا تھا اس کے برعکس جب کبھی ملحد اور بے دین قسم کے لوگ سریر آرائے حکومت ہوئے تو وہ اسلام کی پسپائی اور رسوائی کا باعث بنے اس کی ایک واضح مثال عہد اکبری ہے جس میں سرکاری طور پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَکْبَرَ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ مسلمانوں کا کلمہ قرار دیا گیا۔ اکبر کو دربار میں باقاعدہ سجدہ کیا جاتا' نبوت' وحی' حشر نشر اور جنت ودوزخ کا مذاق اڑایا جاتا نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور دیگر اسلامی شعائر پر کھلم کھلا اعتراضات کئے جاتے سود، جوا اور شراب حلال ٹھہرائے گئے ۔سور کو ایک مقدس جانور قرار دیا گیا ہندوؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے گائے کا گوشت حرام قرار دیا گیا' دیوالی' دسہرہ' راکھی 'پونم' شیوراتری جیسے تہوار ہندوانہ رسوم کے ساتھ سرکاری سطح پر منائے جاتے (ملخصاً) ❷ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں ہندو مذہب کے احیاء اور شرک کے پھیلاؤ کا اصل سبب ایسے ہی بے دین اور اقتدار پرست مسلمان حکمران تھے۔

تقسیم ہند کے بعد کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت اور بھی واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ شرک بدعت اور لادینیت کو پھیلانے یا روکنے میں حکمرانوں کا کردار بڑی اہمیت رکھتا ہے ہمارے نزدیک ہر پاکستانی کو اس سوال پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے کہ آخر وجہ کیا ہے کہ دنیا کی وہ واحد ریاست جو کم وبیش نصف صدی قبل محض کلمہ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی بنیاد پر معرض وجود میں آئی تھی اس میں آج بھی کلمہ توحید کے نفاذ کا دور دور تک کوئی نشان نظر نہیں آرہا؟ اگر اس کا سبب جہالت قرار دیا جائے تو جہالت ختم کرنے کی ذمہ داری بھی حکمرانوں کی تھی اگر اس کا سبب نظام تعلیم قرار دیا جائے تو نظام تعلیم کو بدلنے کی ذمہ داری بھی حکمرانوں پر تھی اگر اس کا سبب دین خانقاہی قرار دیا جائے تو دین خانقاہی کے علمبرداروں کو راہ راست پر لانا بھی حکمرانوں کی ذمہ داری تھی لیکن المیہ تو یہ ہے کہ توحید کے نفاذ کے مقدس فریضہ کی بجاآوری تو رہی دور کی بات' ہمارے

---

❶ ملاحظہ ہو اقلیم ہند میں اشاعت اسلام" از غازی عزیر ❷ تجدید واحیائے دین از سید ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ نمبر 80

حکمران خود کتاب وسنت کے نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنتے آئے ہیں۔سرکاری سطح پر شرعی حدود کو ظالمانہ قرار دینا' قصاص' دیت اور قانون شہادت کو دقیانوسی کہنا' اسلامی شعائر کا مذاق اڑانا' سودی نظام کے تحفظ کے لئے عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹانا' عائلی قوانین اور فیملی پلاننگ جیسے غیر اسلامی منصوبے زبردستی مسلط کرنا' ثقافتی طائفوں' قوالوں' مغنیوں' اور موسیقاروں کو پذیرائی بخشنا۔ [1]

سال نو اور جشن آزادی جیسی تقاریب کے بہانے شراب وشباب کی محفلیں منعقد کرنا ہمارے عزت مآب حکمرانوں کا معمول بن چکا ہے۔دوسری طرف خدمت اسلام کے نام پر ہمارے سبھی حکمران (الا ماشاء اللہ) جو کارنامے سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں ان میں سب سے نمایاں اور سرفہرست دین خانقاہی سے عقیدت کا اظہار اور اس کا تحفظ ہے۔شاید ہمارے حکمرانوں کے نزدیک اسلام کا سب سے امتیازی وصف یہی ہے کہ بانی پاکستان محمد علی جناح رحمہ اللہ سے لے کر مرحوم ضیاء الحق تک اور حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ سے لے کر مرحوم حفیظ جالندھری تک تمام لیڈروں کے خوبصورت سنگ مرمر کے منقش مزار تعمیر کرائے جائیں ان پر مجاور (گارڈ) متعین کئے جائیں قومی دنوں میں ان مزاروں پر حاضری دی جائے' پھولوں کی چادریں چڑھائی جائیں' سلامی دی جائے فاتحہ خوانی اور قرآن خوانی کے ذریعے انہیں ثواب پہنچانے کا شغل بنایا جائے تو یہ دین اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے۔

یاد رہے بانی پاکستان محمد علی جناح کے مزار کی دیکھ بال اور حفاظت کے لئے باقاعدہ ایک الگ مینجمنٹ بورڈ قائم ہے جس کے ملازم سرکاری خزانے سے تنخواہ پاتے ہیں گزشتہ برس مزار کے تقدس کے خاطر سینٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی نے مزار کے اردگرد 6 فرلانگ کے علاقہ میں مزار سے بلند کسی بھی عمارت کی تعمیر پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔(روزنامہ جنگ'13 اگست 1991ء) [2]

1975ء میں شہنشاہ ایران نے سونے کا دروازہ سید علی ہجویری کے مزار کی نذر کیا تھا جسے پاکستان کے اس کے وقت کے وزیر اعظم نے اپنے ہاتھوں سے دربار میں نصب فرمایا۔1989ء میں وفاقی گورنمنٹ نے جھنگ میں ایک مزار کی تعمیر وتزئین کے لئے 68 لاکھ روپے کا عطیہ سرکاری خزانے [3] سے ادا کیا۔1991ء میں سید علی ہجویری کے عرس کا افتتاح وزیر اعلیٰ پنجاب نے مزار کو 40 من عرق گلاب سے

---

[1] ایک ضیافت میں وزیر اعظم نے پولیس بینڈ کی دلکش دھنوں سے خوش ہو کر بینڈ ماسٹر کو پچاس ہزار انعام دیا (الاعتصام 5 جون' 1995ء)

[2] یاد رہے کہ مکہ معظمہ میں بیت اللہ شریف کی عمارت کے اردگرد بیت اللہ شریف سے دوگنی تگنی بلندو بالا عمارتیں موجود ہیں جو مسجد الحرام کے بالکل قریب واقع ہیں اسی طرح مدینہ منورہ میں روضہ رسول کے اردگرد روضہ مبارک سے دوگنی تگنی بلندو بالا عمارتیں موجود ہیں جن میں عام لوگ رہائش پذیر ہیں۔علماء کرام کے نزدیک ان رہائشی عمارتوں کی وجہ سے نہ تو بیت اللہ شریف کا تقدس مجروح ہوتا ہے نہ روضہ رسول کا۔

[3] صحیفہ اہل حدیث، کراچی 16 دسمبر 1989ء

غسل دے کر کیا۔ [1] جبکہ امسال ”داتا صاحب“ کے 948ویں عرس کے افتتاح کے لئے جناب وزیر اعظم بنفس نفیس تشریف لے گئے۔مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائی، فاتحہ خوانی کی، مزار سے متصل مسجد میں نماز عشاء ادا کی اور دودھ کی سبیل کا افتتاح کیا نیز ملک میں شریعت کے نفاذ، کشمیر اور فلسطین کی آزادی، افغانستان میں امن واستحکام اور ملک کی یک جہتی، ترقی اور خوشحالی کے لئے دعائیں کی۔ [2] گزشتہ دنوں وزیر اعظم ازبکستان تشریف لے گئے جہاں انہوں نے چالیس لاکھ ڈالر (تقریباً ایک کروڑ روپیہ پاکستانی) امام بخاری رحمہ اللہ کے مزار کی تعمیر کے لئے بطور عطیہ عنایت فرمائے۔ [3]

مذکورہ بالا چند مثالوں کے بین السطور، اہل بصیرت کے سمجھنے کے لئے بہت کچھ موجود ہے۔ایسی سرزمین، جس کے فرمانروا خود یہ ”خدمت اسلام“ سرانجام دے رہے ہوں، وہاں کے عوام کی اکثریت اگر گلی گلی، محلہ محلہ، گاؤں گاؤں، شب وروز مراکز شرک قائم کرنے میں مصروف عمل ہوں تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے؟ کہا جاتا ہے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ ”یعنی عوام اپنے حکمرانوں کے دین پر چلتے ہیں۔“

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ

پس چہ باید کرد؟

جیسا کہ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ انسانی معاشرے میں تمام تر شر وفساد کی اصل بنیاد شرک ہی ہے شرک کا زہر جس تیزی سے معاشرے میں سرایت کر رہا ہے اسی تیزی سے پوری قوم ہلاکت اور بربادی کی طرف بڑھتی چلی جا رہی ہے۔اس صورتحال کا تقاضا یہ ہے کہ عقیدہ توحید کا شعور رکھنے والے لوگ انفرادی اور اجتماعی ہر سطح پر شرک کے خلاف جہاد کرنے کا عزم کریں۔انفرادی سطح پر سب سے پہلے اپنے اپنے گھروں میں اہل وعیال پر توجہ دیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واضح حکم بھی ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَارًا ۝﴾

---

[1] روزنامہ جنگ، 23 جولائی 1991ء
[2] روزنامہ جنگ، 19 اگست 1992ء
[3] مجلہ الدعوۃ، اگست 1992ء

''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ۔''
(سورہ تحریم، آیت نمبر 6)

اس کے بعد اپنے عزیز واقارب، دوست احباب پر توجہ دی جائے اور پھر گھر گھر، گلی گلی، محلّہ محلّہ اور بستی بستی جا کر عقیدہ توحید کی دعوت پیش کی جائے، لوگوں کو شرک کی ہلاکت خیزیوں اور تباہ کاریوں سے آگاہ کیا جائے۔

اجتماعی سطح پر ملک میں اگر کوئی گروہ یا جماعت، خالص توحید کی بنیاد پر غلبہ اسلام کے لئے جدوجہد کر رہی ہو تو اس کے ساتھ تعاون کیا جائے۔ کوئی فرد یا ادارہ یہ مقدس فریضہ انجام دے رہا ہو تو اس کے ساتھ تعاون کیا جائے، کوئی اخبار، جریدہ یا رسالہ اس کار خیر میں مصروف ہو تو اس کے ساتھ تعاون کیا جائے، شرک اپنے سامنے ہوتے دیکھنا اور پھر اسے روکنے یا مٹانے کے لئے جدوجہد نہ کرنا سراسر اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ ایک حدیث شریف میں ارشاد مبارک ہے:

''جب لوگ کوئی خلاف شرع کام ہوتا دیکھیں اور اسے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل فرما دے۔'' (ابن ماجہ، ترمذی)

ایک دوسری حدیث شریف میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے رہو، اور برائی سے روکتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کر دے گا، پھر تم اس سے دعا کرو گے تو وہ تمہاری دعا بھی قبول نہیں کرے گا۔'' (ترمذی)

غور فرمایئے! اگر عام گناہوں سے لوگوں کو نہ روکنے پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو سکتا ہے تو پھر شرک، جسے خود اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا گناہ (ظلم) قرار دیا ہے، کو نہ روکنے پر عذاب کیوں نازل نہ ہوگا؟ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

''جو شخص خلاف شرع کام ہوتا دیکھے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے ہاتھ سے روکے، اگر اس میں طاقت نہ تو ہو پھر زبان سے روکے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر دل سے ہی برا جانے، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔'' (مسلم شریف)

پس اے اہل ایمان ! اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچاؤ اور ہر حال میں شرک کے خلاف جہاد کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہو، جو جان سے کرسکتا ہو وہ جان سے کرے۔ جو مال سے کرسکتا ہو، وہ مال سے کرے۔ جو ہاتھ سے کرسکتا ہو، وہ ہاتھ سے کرے۔ جو زبان سے کرسکتا ہو، وہ زبان سے کرے۔ جو قلم سے کرسکتا ہوں، وہ قلم سے کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالاً وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ ﴾(41:9)

”نکلو، خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں، اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔“ (سورہ توبہ، آیت نمبر 41)

❁ ❁ ❁

أَلــنِّــيَّـــــةُ

نیت کے مسائل

مَسئلہ 1 اعمال کے اجر و ثواب کا دار و مدار نیت پر ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷛ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَآ نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت عمر بن خطاب ﷛ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اُس نے نیت کی، لہٰذا جس شخص نے دنیا حاصل کرنے کی نیت سے ہجرت کی اسے دنیا ملے گی اور جس نے کسی عورت سے نکاح کے لئے ہجرت کی (اسے عورت ہی ملے گی) پس مہاجر نے جس مقصد کے لئے ہجرت کی اسی چیز کے لئے سمجھی جائے گی۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ عَنْ أَبِيْهِ ﷛ قَالَ أَخَذَ الْمُشْرِكُوْنَ عَمَّارَ بْنَ يَاسَرٍ ﷛ فَلَمْ يَتْرُكُوْهُ حَتّٰى سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ وَ ذَكَرَ آلِهَتَهُمْ بِخَيْرٍ ثُمَّ تَرَكُوْهُ فَلَمَّا أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَا وَرَآءَكَ ؟)) قَالَ : شَرٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! مَا تَرَكْتُ حَتّٰى نِلْتُ مِنْكَ وَ ذَكَرْتُ آلِهَتَهُمْ بِخَيْرٍ قَالَ ((كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ ؟)) قَالَ : مُطْمَئِنًّا بِالْإِيْمَانِ قَالَ ((إِنْ عَادُوْا فَعُدْ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ ❷

حضرت ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر ﷛ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر ﷛ کو مشرکوں نے پکڑ لیا اور اس وقت تک نہ چھوڑا (یعنی سزا دیتے رہے) جب تک انہوں نے نبی

❶ باب کیف کان بدء الوحی الی رسول الله ﷺ
❷ کتاب المرتد ، باب المکره علی الردة

اکرم ﷺ کو گالی نہ دی اور ان کے معبودوں کا بھلائی سے تذکرہ نہ کیا۔ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا ''کیا ہوا؟'' حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''بہت برا ہوا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اس وقت تک نہیں چھوڑا گیا جب تک میں نے آپ ﷺ کے بارے میں نازیبا کلمات نہ کہے اور ان کے معبودوں کی تعریف نہیں کی۔'' آپ ﷺ نے پوچھا ''اپنے دل کی کیا کیفیت محسوس کرتے ہو؟'' حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''ایمان پر پوری طرح مطمئن ہے۔'' تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر یہ مشرک دوبارہ ایسا کریں تو تو بھی ایسا ہی کرنا۔'' اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷜ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ لاَ یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِكُمْ وَ اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ وَ اَعْمَالِكُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں (کی نیت) اور اعمال دیکھتا ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ ﷜ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ اَتٰی فِرَاشَهٗ وَهُوَ یَنْوِیْ اَنْ یَقُوْمَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ فَغَلَبَتْهُ عَیْنَاهُ حَتّٰی اَصْبَحَ كُتِبَ لَهٗ مَا نَوٰی وَ كَانَ نَوْمُهٗ صَدَقَةً عَلَیْهِ مِنْ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ)) رَوَاهُ النِّسَائِیُّ [2]

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کی بات پہنچی کی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص (رات کو) اپنے بستر پر اس نیت سے لیٹا کہ اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھے گا، لیکن اس کی آنکھوں پر نیند اس قدر غالب آ گئی کہ صبح ہوگئی تو اسے اس کی نیت کا ثواب مل جائے گا اور اس کی نیند اس کے رب کی طرف سے اس پر صدقہ شمار ہوگی۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب البر والصلة ، باب المسلم اخو المسلم لا يظلم و لا يخذله
[2] صحيح سنن النسائی ، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحديث 1686

فَضْلُ التَّوْحِيْدِ

توحید کی فضیلت

مَسئلہ 2 کلمۂ توحید کا اقرار دین اسلام کا سب سے بنیادی رکن ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا ؓ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ((ادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِيْ أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَ تُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حاکم یمن بنا کر بھیجا تو فرمایا ''لوگوں کو (پہلے) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور پھر یہ کہ میں یعنی (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں، اس کی طرف دعوت دینا، اگر وہ اسے مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ اسے مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں پر زکاۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء کو دی جائے گی۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 3 غیر مسلم کلمہ توحید کا اقرار کر لے تو اسے قتل کرنا منع ہے۔

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ؓ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَأَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ قَتَلْتَهُ)) قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

[1] كتاب الزكاة باب وجوب الزكاة

ﷺ اِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ قَالَ ((أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا))فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّيْ أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا، حرقات (ایک گاؤں کا نام) میں ہم نے جہینہ (قبیلہ کا نام) سے صبح کے وقت جنگ کی۔ ایک آدمی سے میرا سامنا ہوا تو اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا لیکن میں نے اسے برچھی سے مار ڈالا (بعد میں) میرے دل میں تشویش پیدا ہوئی (کہ میں نے غلط کیا یا صحیح؟) تو میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور تو نے اسے قتل کر ڈالا؟'' میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! اس نے ہتھیار کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ تجھے پتہ چل گیا اس نے خلوص دل سے پڑھا تھا یا نہیں؟'' پھر آپ ﷺ بار بار یہی بات ارشاد فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کاش! میں آج کے روز مسلمان ہوا ہوتا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 4 کلمہ توحید پر ایمان گناہوں کے کفارہ کا باعث بنے گا۔

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَ هُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ ثُمَّ أَتَيْتُهٗ فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهٗ وَ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: وَ إِنْ زَنٰى وَ إِنْ سَرَقَ قَالَ ((وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ))قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ ((وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ))ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ ((عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ أَبِيْ ذَرٍّ)) قَالَ : فَخَرَجَ أَبُوْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَقُوْلُ وَ إِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِيْ ذَرٍّ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ایک سفید کپڑے میں سو رہے تھے۔ میں دوبارہ حاضر ہوا تب بھی آپ سو رہے تھے، میں تیسری بار آیا تو آپ ﷺ جاگ رہے تھے، میں آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''جس شخص نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور اسی پر مرا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' میں نے عرض کیا ''خواہ زنا کیا ہو یا چوری کی ہو؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''خواہ زنا کیا ہو خواہ چوری کی ہو۔'' میں نے عرض کیا ''خواہ زنا کیا ہو یا چوری کی ہو؟'' آپ

---

[1] کتاب الایمان ، باب تحریم قتل الکافر بعد قوله لا اله الا الله
[2] کتاب الایمان ، باب من مات لا یشرك بالله شیئا دخل الجنة

ﷺ نے ارشاد فرمایا ”خواہ زنا کیا ہو خواہ چوری کی ہو۔“ میں نے عرض کیا ”خواہ زنا کیا ہو خواہ چوری کی ہو؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”خواہ زنا کیا ہو خواہ چوری کی ہو۔“ یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی ۔ پھر چوتھی مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا ”خواہ ابو ذر کی ناک خاک آلود ہو۔“ پس جب حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ (آپ کی مجلس سے اٹھ کر) باہر آئے تو کہہ رہے تھے ”خواہ ابو ذر کی ناک خاک آلود ہو۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((إِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِيْ عَلٰى رَءُوْسِ الْخَلاَئِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَ تِسْعِيْنَ سِجِلاًّ كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ : أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا ؟ أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ فَيَقُوْلُ لاَ يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ أَفَلَكَ عُذْرٌ ؟ فَيَقُوْلُ لاَ يَا رَبِّ ! فَيَقُوْلُ : بَلٰى ، إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً ، فَإِنَّهُ لاَ ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَيُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا : أَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَيَقُوْلُ : احْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُوْلُ : يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلاَّتِ ؟ فَقَالَ : اِنَّكَ لاَ تُظْلَمُ ، قَالَ : فَتُوْضَعُ السِّجِّلاَتُ فِيْ كِفَّةٍ ، وَالْبِطَاقَةُ فِيْ كِفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلاَّتُ ، وَ ثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ وَلاَ يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [1] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کے سامنے میری امت کے ایک آدمی کو لائے گا اور اس کے سامنے (گناہوں کے) کے ننانوے دفتر رکھ دیئے جائیں گے۔ ہر دفتر حد نگاہ تک پھیلا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس آدمی سے پوچھے گا ”تو اپنے ان اعمال میں سے کسی کا انکار کرتا ہے؟ کیا (نامہ اعمال تیار کرنے والے) میرے کاتبوں نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟“ وہ آدمی کہے گا ”نہیں اللہ!“ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا (ان گناہوں کے بارے میں) ”تیرے پاس کوئی عذر ہے؟“ وہ آدمی کہے گا ”نہیں یا اللہ!“ اللہ تعالیٰ پھر ارشاد فرمائے گا ”اچھا ٹھہرو! ہمارے پاس تمہاری ایک نیکی بھی ہے اور آج تم پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔“ چنانچہ ایک کاغذ کا ٹکڑا

[1] صحیح جامع الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2127

لایا جائے گا جس میں اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تحریر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”نامہ اعمال وزن ہونے کی جگہ چلے جاؤ۔“ بندہ عرض کرے گا ”یا اللہ! اس چھوٹے سے کاغذ کے ٹکڑے کو میرے گناہوں کے ڈھیر سے کیا نسبت ہو سکتی ہے؟“ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”بندے! آج تم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔“ (یعنی ہر چھوٹے بڑے عمل کا حساب ضرور ہوگا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”گناہوں کے ڈھیر ترازو کے ایک پلڑے میں اور کاغذ کا ٹکڑا دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا، گناہوں کے دفتر ہلکے ثابت ہوں گے اور کاغذ کا ٹکڑا بھاری ہو جائے گا۔ (پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا) ”اللہ تعالیٰ کے نام سے زیادہ کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ((قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی یَا ابْنَ آدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَ رَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰی مَا كَانَ فِیْكَ وَ لَا اُبَالِیْ یَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِیْ یَا ابْنَ آدَمَ اِنَّكَ لَوْ اَتَیْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا ثُمَّ لَقِیْتَنِیْ لَا تُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا لَاَتَیْتُكَ بِقُرَابِھَا مَغْفِرَةً)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ [1] (حسن)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اے ابن آدم! تو جب تک مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے بخشش کی امید رکھے گا میں تجھ سے سرزد ہونے والا ہر گناہ بخشتا رہوں گا، اے ابن آدم! مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر تمہارے گناہ آسمان کے کنارے تک پہنچ جائیں اور تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا، اے ابن آدم! مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر تو روئے زمین کے برابر گناہ لے کر آئے اور مجھے اس حال میں ملے کہ کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کیا ہو تو میں روئے زمین کے برابر ہی تجھے مغفرت عطا کروں گا (یعنی سارے گناہ معاف کر دوں گا۔)“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے

مسئلہ 5 خلوص دل سے کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے کے لئے رسول اکرم ﷺ سفارش کریں گے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ قَالَ

[1] صحیح سنن الترمذی، للالبانی، الجزء الثالث، رقم الحدیث 2805

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًامِنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے روز میری سفارش سے فیض یاب ہونے والے لوگ وہ ہیں جنہوں نے سچے دل سے یا (آپ ﷺ نے فرمایا) جی جان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا اقرار کیا ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهٗ وَ اِنِّيْ اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ہر نبی کے لئے ایک دعا ایسی ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے، تمام انبیاء نے وہ دعا دنیا ہی میں مانگ لی، لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ کر رکھی ہے، میری شفاعت ان شاء اللہ ہر اس شخص کے لئے ہوگی جو اس حال میں مرا کہ اس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں کیا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 6 عقیدہ توحید پر مرنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

عَنْ عُثْمَانَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ مَاتَ وَ هُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❸

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص اس حال میں مرے کہ اسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا علم (یقین) ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 7 خلوص دل سے کلمہ توحید کا اقرار عرش الٰہی سے قربت کا ذریعہ ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا قَالَ عَبْدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَطُّ مُخْلِصًا اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰى تُفْضِيَ اِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ)) رَوَاهُ

❶ كتاب العلم ، باب الحرص على الحديث

❷ كتاب الايمان ،باب اختباء النبى دعوة الشفاعة لامته

❸ كتاب الايمان ، باب الدليل على ان من مات على التوحيد دخل الجنة

اَلتِّرْمِذِیُّ [1] (صحیح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب بندہ سچے دل سے لَا اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـه کہتا ہے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچ جاتا ہے، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔" اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 8 خلوص دل سے کلمہ توحید کی گواہی دینے والے پر جہنم حرام ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ رَدِيفُهٗ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ ((يَا مُعَاذُ !)) قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ سَعْدَيْكَ ، قَالَ ((يَا مُعَاذُ !)) قَالَ : لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ سَعْدَيْكَ ، قَالَ ((يَا مُعَاذُ !)) قَالَ : لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ سَعْدَيْكَ، قَالَ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ! أَفَلَا أُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا . قَالَ ((اِذًا يَتَّكِلُوْا)) فَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَأَثُّمًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے معاذ!" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا فرمانبردار حاضر ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا "اے معاذ!" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا فرمانبردار حاضر ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے معاذ!" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا فرمانبردار حاضر ہے۔" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم پر حرام کر دے گا۔" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں لوگوں کو اس سے آگاہ نہ کر دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "پھر تو لوگ صرف اسی پر تکیہ کر لیں گے۔" (اعمال کی فکر نہیں کریں گے) چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے گناہ سے بچنے کے لئے مرتے وقت یہ حدیث بیان کی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] صحیح جامع الترمذی للالبانی الجزء الثالث رقم الحدیث 2839

[2] کتاب الایمان ، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة

مَسئلہ 9 خلوص دل سے کلمہ توحید کا اقرار کرنے والا جنت میں جائے گا۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ مَاتَ وَ هُوَ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص اس حال میں مرا کہ سچے دل سے گواہی دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : توحید کی فضیلت کے بارے میں مذکورہ بالا تمام احادیث میں مؤحد کے جنت میں جانے کی ضمانت کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ مؤحد جیسے عمل چاہے کرتا رہے، وہ گناہوں کی سزا پائے بغیر سیدھا جنت میں چلا جائے گا، بلکہ ان تمام احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ مؤحد اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد، یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے گناہ معاف کئے جانے کے بعد جنت میں ضرور جائے گا اور جس طرح مشرک کا دائمی ٹھکانہ جہنم ہے، اسی طرح مؤحد کا دائمی ٹھکانہ جنت ہوگا۔

[1] سلسلہ احادیث الصحیحہ ، للالبانی ، الجزء الخامس ، رقم الحدیث 348

أَهَمِيَّةُ التَّوْحِيْدِ

توحید کی اہمیت

مسئلہ 10 عقیدہ توحید پر ایمان نہ لانے والے جہنم میں جائیں گے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ مَاتَ يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ النَّارَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تھا، وہ آگ میں داخل ہوگا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَ مَنْ لَقِيَهٗ يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ”جس نے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کی کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا ہو وہ جہنم میں جائے گا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 11 توحید کا اقرار نہ کرنے والوں کو نبی سے قرابت داری بھی جہنم کے عذاب سے نہیں بچا سکے گی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [3]

---

[1] كتاب الايمان والنذور ، باب إذا قال والله لا اتكلم اليوم

[2] كتاب الايمان ، باب الدليل على ان من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة

[3] كتاب الايمان ، باب شفاعة النبى لابى طالب والتخفيف عنه بسببه

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جہنمیوں میں سے سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا وہ آگ کی دو جوتیاں پہنے ہوں گے جس سے ان کا دماغ کھول رہا ہوگا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 12 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو شرک کرنے کی بجائے قتل ہوجانے یا آگ میں جل جانے کی نصیحت فرمائی۔

عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : أَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ ((لاَ تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْـئًا وَ إِنْ قُتِلْتَ وَ حُرِّقْتَ وَلاَ تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَ إِنْ اَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ أَهْلِكَ وَ مَالِكَ وَ لاَ تَتْرُكَنَّ صَلاَةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَإِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلاَةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْـهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَ لاَ تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ وَ إِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ إِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَ إِنْ هَلَكَ النَّاسُ وَ إِذَا أَصَابَ النَّاسَ مُوْتَانٌ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ فَاثْبُتْ وَأَنْفِقْ عَلٰى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَ لاَ تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا وَأَخِفْهُمْ فِي اللّٰهِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ [1]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی تاکید فرمائی ہے ① اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، خواہ تمہیں قتل کردیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے ② اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا، خواہ وہ تمہیں تمہارے اہل اور مال سے الگ ہونے کا حکم دیں ③ جان بوجھ کر فرض نماز ترک نہ کرنا، کیونکہ جس نے فرض نماز جان بوجھ کر ترک کی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت یا بخشش کے ذمہ سے نکل گیا ④ شراب نہ پینا، کیونکہ یہ تمام بے حیائیوں کا سرچشمہ ہے ⑤ گناہ سے بچنا، کیونکہ گناہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے ⑥ میدان جنگ سے بھاگنے سے گریز کرنا، خواہ لوگ مر رہے ہوں ⑦ جب (کسی جگہ وبا یا بیماری کے باعث) لوگ مرنے لگیں اور تم پہلے سے وہاں مقیم ہو تو وہیں ٹھہرے رہنا ⑧ اپنے اہل و عیال پر توفیق کے مطابق خرچ کرنا ⑨ اپنے اہل و عیال کو (دین پر چلانے کے لئے) لاٹھی کے استعمال سے گریز نہیں کرنا اور ⑩ اللہ تعالیٰ کے بارے میں انہیں ڈراتے رہنا۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

[1] صحیح الترغیب والترهیب ، للالبانی ، کتاب الصلاة الترهیب عن ترك الصلاة تعمدا

مسئلہ 13 عقیدہ توحید پر ایمان نہ رکھنے والے کو اس کے نیک اعمال قیامت کے دن کوئی فائدہ نہیں دیں گے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَ يُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهٗ قَالَ ((لَا يَنْفَعُهٗ إِنَّهٗ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَبِّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ”جدعان کا بیٹا زمانہ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا، مسکین کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ کام اسے فائدہ دیں گے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اسے کچھ فائدہ نہ دیں گے کیونکہ اس نے کبھی یوں نہیں کہا ”اے میرے رب! قیامت کے دن میرے گناہ معاف فرمانا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے

مسئلہ 14 عقیدہ توحید پر ایمان نہ رکھنے والے کو مرنے کے بعد کسی دوسرے شخص کی دعا یا نیک عمل کا ثواب نہیں پہنچتا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ الْعَاصَ ابْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَنْحَرَ مِائَةَ بَدَنَةٍ وَ أَنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصَّتَهٗ خَمْسِيْنَ بَدَنَةً وَ أَنَّ عَمْرًوا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((أَمَّا أَبُوْكَ فَلَوْ كَانَ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ فَصُمْتَ وَ تَصَدَّقْتَ عَنْهُ نَفَعَهٗ ذٰلِكَ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ ❷

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عاص بن وائل نے جاہلیت میں سو اونٹ قربان کرنے کی نذر مانی تھی۔ ہشام بن عاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ ذبح کردیئے لیکن حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ”اگر تمہارا باپ توحید پرست ہوتا اور تم اس کی طرف سے روزے رکھتے یا صدقہ کرتے تو اُسے ثواب مل جاتا۔“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 15 توحید کا اقرار نہ کرنے والوں کے خلاف حکومت وقت کو جنگ کرنے کا

❶ كتاب الايمان ، باب الدليل على ان من مات على الكفر لا ينفعه عمل
❷ منتقى الاخبار ، كتاب الجنائز ، باب وصول ثواب القرب

حکم ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ یُؤْمِنُوْا بِیْ وَ بِمَا جِئْتُ بِهٖ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ هُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَ حِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کریں، مجھ پر ایمان لائیں، میری لائی ہوئی تعلیمات پر ایمان لائیں اگر وہ ایسا کریں تو انہوں نے اپنے خون (یعنی جانیں) اور اپنے مال مجھ سے بچا لئے مگر حق کے بدلے اور ان کے اعمال کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ① ''مگر حق کے بدلے'' کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ کوئی ایسا کام کریں جس کی سزا قتل ہو مثلاً کسی کو قتل کرنا یا زنا یا مرتد ہونا وغیرہ ، تو پھر انہیں شریعت کے مطابق قتل کی سزا دی جائے گی۔ ② توحید کا اقرار نہ کرنے والے اگر اسلامی حکومت کے تحت ذمی بن کر رہنا قبول کرلیں تو پھر ان کے خلاف جنگ نہیں ہوگی۔

---

[1] کتاب الایمان ، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله

اَلتَّوْحِیْدُ فِیْ ضَوْءِ الْقُرْآنِ
توحید قرآن مجید کی روشنی میں

مَسئلہ 16 اللہ تعالیٰ خود توحید کی گواہی دیتا ہے۔

﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰئِكَةُ وَ اُوْلُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمِ ○﴾(18:3)

"اللہ تعالیٰ نے خود شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں نیز فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں وہ بھی (یہی شہادت دیتے ہیں) واقعی اس زبردست اور حکیم کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہے۔" (سورہ آل عمران، آیت نمبر 18)

مَسئلہ 17 قرآن مجید نے لوگوں کو صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کی دعوت دی ہے۔

﴿ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○﴾(163:2)

"لوگو! تمہارا الٰہ تو بس ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔" (سورہ بقرہ، آیت نمبر 163)

﴿ وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○﴾(88:28)

"اللہ کے سوا کسی دوسرے کو الٰہ نہ پکارو اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے، فرمانروائی اُسی کے لئے ہے اور اُسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو۔" (سورہ قصص، آیت نمبر 88)

﴿ لَا إِلٰـهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآءِ كُمُ الْاَوَّلِيْنَ ○﴾(8:44)

''اُس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہی زندگی عطا کرتا ہے، وہی موت دیتا ہے وہ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے آباءواجداد جوگزر چکے ہیں،ان کا بھی رب ہے۔'' (سورہ دخان، آیت نمبر 8)

مَسئلہ 18 تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور رسولوں نے سب سے پہلے اپنی اپنی قوموں کو عقیدہ توحید کی دعوت دی۔

① حضرت نوح علیہ السلام :

﴿ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○﴾(59:7)

''ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا انہوں نے کہا، اے برادرانِ قوم! اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے میں تمہارے حق میں ایک ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔'' (سورہ اعراف، آیت نمبر 59)

② حضرت ہود علیہ السلام :

﴿ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○﴾(65:7)

''اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا، انہوں نے کہا اے برادران قوم! اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں پھر کیا تم غلط روش سے پرہیز نہ کرو گے؟'' (سورہ اعراف، آیت نمبر 65)

③ حضرت صالح علیہ السلام :

﴿ وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَ تْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○﴾(73:7)

''اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا انہوں نے کہا، اے برادران قوم! اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے تمہارے پاس رب کی طرف سے کھلی دلیل آ گئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی تمہارے لئے ایک نشانی ہے، لہٰذا اسے چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں چرتی پھرے اس کو برے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ ایک دردناک عذاب تمہیں آ لے گا۔'' (سورہ اعراف، آیت نمبر 73)

④ حضرت شعیب علیہ السلام :

﴿ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ قَدْ جَآءَ تْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَ هُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○﴾ (85:7)

''اور مدین والوں کی طرف ہم نے اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا، انہوں نے کہا اے برادران قوم! اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل آ گئی ہے لہٰذا وزن اور پیمانے پورے کرو لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دو اور زمین میں فساد برپا نہ کرو جبکہ اس کی اصلاح ہو چکی اسی میں تمہاری بھلائی ہے اگر تم واقعی مومن ہو۔'' (سورہ اعراف، آیت نمبر 85)

⑤ حضرت ابراہیم علیہ السلام :

﴿ وَ اِبْرَاهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○﴾
(17-16:29)

''اور ابراہیم نے اپنی قوم سے کہا، اللہ کی بندگی کرو اور اسی سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو، تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کر رہے ہو وہ تو محض بت ہیں اور تم ایک جھوٹ گھڑ رہے ہو۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی تم پرستش کرتے ہو وہ تمہیں رزق تک دینے کا اختیار نہیں رکھتے (لہٰذا) اللہ تعالیٰ سے رزق مانگو اور اُسی کی بندگی کرو اور اسی کا شکر ادا کرو، اُسی کی طرف تم بلائے جانے والے ہو۔''

(سورہ عنکبوت، آیت نمبر 16-17)

⑥ حضرت یوسف علیہ السلام :

﴿ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ ﴾ (12:40)

’’اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کی تم بندگی کررہے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے رکھ لئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کوئی سند نازل نہیں کی، حکم تو صرف اللہ کے لئے ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ خاص اس کی عبادت کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے۔‘‘ (سورہ یوسف، آیت نمبر 40)

⑦ حضرت عیسیٰ علیہ السلام :

﴿ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ○ ﴾ (43:64)

’’حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب لہٰذا اُسی کی تم عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔‘‘ (سورہ زخرف، آیت نمبر 64)

⑧ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم :

﴿ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مُنْذِرٌ وَّ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ○ ﴾ (38:65-66)

’’اے محمد! کہہ دیجئے میں تو بس خبردار کرنے والا ہوں کہ کوئی حقیقی معبود نہیں مگر اللہ تعالیٰ، جو یکتا ہے سب پر غالب، آسمانوں اور زمین کا مالک اور ان ساری چیزوں کا مالک جو ان کے درمیان ہیں وہ زبردست بھی ہے اور بخشنے والا بھی۔‘‘ (سورہ ص، آیت نمبر 65-66)

⑨ دیگر تمام انبیاء کرام اور رسل علیہم السلام :

﴿ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○ ﴾ (21:25)

''ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں، پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔'' (سورہ انبیاء، آیت نمبر 25)

مسئلہ 19 کسی نبی نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی یا کسی دوسرے کی بندگی کی دعوت نہیں دی۔

﴿ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتَابَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ○ ﴾(79:3)

''کسی انسان کا یہ کام نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب، حکمت اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ تعالیٰ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ وہ تو یہی کہے گا کہ سچے ربانی بنو جیسا کہ اس کی کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔'' (سورہ آل عمران، آیت نمبر 79)

مسئلہ 20 عقیدہ توحید انسان کی فطرت میں شامل ہے۔

﴿ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ ﴾(30:30)

''(اے نبی!) یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین (اسلام) کی سمت میں جما دو اور قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (سورہ روم، آیت نمبر 30)

مسئلہ 21 خالص عقیدہ توحید ہی دنیا و آخرت میں امن و سلامتی کا ضامن ہے۔

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ ﴾ (82:6)

''جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ آلودہ نہیں کیا انہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر ہیں۔'' (سورہ انعام، آیت نمبر 82)

مسئلہ 22 عقیدہ توحید پر ایمان لانے والے ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلاً ○ ﴾(122:4)

''وہ لوگ جو ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں تو انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون اپنی بات میں سچا ہوگا؟'' (سورہ نساء، آیت نمبر 122)

مسئلہ 23 عقیدہ توحید کے لئے ساری دنیا کے انسانوں کو قرآن مجید کی دعوتِ فکر۔

﴿ قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهِ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ○ ﴾(46:6)

''(اے نبی!) ان سے کہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری بینائی اور تمہاری سماعت تم سے چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون سا الٰہ ہے جو یہ قوتیں تمہیں واپس دلا سکتا ہو؟ دیکھو کس طرح بار بار ہم اپنے دلائل ان کے سامنے پیش کرتے ہیں پھر بھی یہ منہ موڑ لیتے ہیں۔''
(سورہ انعام، آیت نمبر 46)

﴿ قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ ﴾(28:81-82)

''اے نبی! ان سے کہو کبھی تم لوگوں نے غور کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لئے رات طاری کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کون سا الٰہ ہے جو تمہیں روشنی دلا دے کیا تم سنتے نہیں ہو؟ ان سے پوچھو، کبھی تم نے سوچا کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لئے دن طاری کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کون سا الٰہ ہے جو تمہیں رات لا دے تا کہ تم اس میں سکون حاصل کر سکو، کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟'' (سورہ قصص، آیت نمبر 71-72)

﴿ اَفَرَاَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ○ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ○ ﴾(56:68-70)

”کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا، یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے تم نے بادل سے برسایا ہے یا اس کے برسانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا کر رکھ دیں پھر تم شکر گزار کیوں نہیں بنتے؟“ (سورہ واقعہ، آیت نمبر 68-70)

﴿ اَفَرَاَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ○ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ○ عَلٰی اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَ نُنْشِئَكُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰی فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ ﴾(56:58-62)

”کبھی تم نے غور کیا، یہ نطفہ جو تم ڈالتے ہو، اسے بچہ تم بناتے ہو یا اس کے بنانے والے ہم ہیں؟ ہم نے تمہارے درمیان موت کو تقسیم کیا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری شکلیں بدل دیں اور کسی ایسی شکل میں تمہیں پیدا کر دیں جس کو تم نہیں جانتے، اپنی پہلی پیدائش کو تو تم جانتے ہی ہو، پھر کیوں سبق نہیں لیتے؟“ (سورہ واقعہ، آیت نمبر 58-62)

﴿ اَفَرَاَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ○ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ○ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ○ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ○ ﴾(56:63-67)

”کبھی تم نے سوچا، یہ بیج جو تم بوتے ہو، ان سے کھیتیاں تم اُگاتے ہو یا ان کے اُگانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو ان کھیتوں کو بھس بنا کر رکھ دیں اور تم طرح طرح کی باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہم پر تو اُلٹی چٹی پڑ گئی، بلکہ ہمارے تو نصیب ہی پھوٹے ہوئے ہیں۔“ (سورہ واقعہ، آیت 63-67)

﴿ وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ○ ﴾(16:66)

”اور تمہارے لئے مویشیوں میں بھی ایک سبق موجود ہے ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان سے ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں یعنی کہ خالص دودھ جو پینے والوں کے لئے نہایت خوشگوار ہے۔“

(سورہ نحل، آیت نمبر 66)

﴿ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ○ وَ اَنْتُمْ حِیْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ○ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْکُمْ وَ لٰکِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ○ فَلَوْلَآ اِنْ کُنْتُمْ غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ ○ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ ﴾(56:83-87)

''جب مرنے والے کی جان حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے اور تم آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہو کہ وہ مر رہا ہے، ہم اس وقت اس کے بہت قریب ہوتے ہیں لیکن تم دیکھ نہیں پاتے اب اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو اور اپنے خیال میں سچے ہو تو اس وقت اس کی نکلتی ہوئی جان کو واپس کیوں نہیں لے آتے؟'' (سورہ واقعہ، آیت نمبر 83-87)
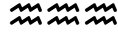
تَعْرِیْفُ التَّوْحِیْدِ وَ أَنْوَاعُهٗ

توحید کی تعریف اوراس کی اقسام

مسئلہ 24 توحید کی تین قسمیں ہیں ① توحید فی الذات ② توحید فی العبادات ③ توحید فی الصفات۔

مسئلہ 25 اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں واحد اور بے مثل ہے۔اس کی بیوی ہے نہ اولاد، ماں ہے نہ باپ، اس عقیدہ کو توحید فی الذات کہتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِی ابْنُ آدَمَ وَ لَمْ یَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَ شَتَمَنِیْ وَلَمْ یَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِیْبُهٗ اِیَّایَ فَقَوْلُهٗ لَنْ یُعِیْدَنِیْ كَمَا بَدَاَنِیْ وَ لَیْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَیَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَ اَمَّا شَتْمُهٗ اِیَّایَ فَقَوْلُهٗ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَ اَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ اَلِدْ وَ لَمْ اُوْلَدْ وَ لَمْ یَكُنْ لِیْ كُفُوًا اَحَدٌ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا ہے اور یہ اس کے لئے مناسب نہ تھا، ابن آدم نے مجھے گالی دی اور یہ اس کے لئے مناسب نہ تھا، رہا اس کا مجھے جھٹلانا تو وہ اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہرگز دوبارہ نہیں پیدا کرے گا جیسا کہ اس نے پہلی دفعہ پیدا کیا، حالانکہ پہلے پیدا کرنا دوبارہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان نہیں ہے اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے حالانکہ میں اکیلا بے نیاز ہوں نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرا ہمسر ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 26 ہر قسم کی عبادت مثلاً دعا، نذر، نیاز، استعانت، اِستمداد، اِستعاذہ، سجدہ اور اطاعت وغیرہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے، اس عقیدہ کو توحید

---
[1] كتاب التفسير سورة قل هو الله احد

فی العبادات کہتے ہیں۔

عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهٗ عُفَيْرٌ ، فَقَالَ ((يَا مُعَاذُ ! هَلْ تَدْرِىْ حَقَّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ ؟)) قُلْتُ : اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ، قَالَ ((فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَعْبُدُوْهُ وَ لَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا)) فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ ؟ قَالَ ((لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا جسے عفیر کہا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) پوچھا ”اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟“ میں نے عرض کیا ”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا ”بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے اسے عذاب نہ دے۔“ میں (معاذ) نے عرض کیا ”یارسول اللہ ﷺ! کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سناؤں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”ایسا نہ کرو کیونکہ پھر وہ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 27 اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں واحد اور بے مثل ہے، جن میں اس کا کوئی ہمسر نہیں، اس عقیدہ کو توحید فی الصفات کہتے ہیں۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَ تِسْعِيْنَ اِسْمًا مَنْ حَفِظَهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَ إِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے ننانوے (صفاتی) نام ہیں جو انہیں یاد کر لے وہ جنت میں داخل ہوگا، اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو ہی پسند فرماتا ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد کرنے سے مراد زبانی یاد کرنا یا ان ناموں کے وسیلے سے دعا کرنا یا ان پر ایمان لانا اور اطاعت کرنا ہے۔

---

❶ كتاب الجهاد ، باب اسم الفرس والحمار

❷ كتاب الذكر والدعا ، باب فى اسماء الله عزوجل

اَلتَّــــوْحِیْدُ فِی الذَّاتِ

توحید ذات

مَسئلہ 28 اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اکیلا اور بے مثل ہے اس کی بیوی ہے نہ اولاد، ماں ہے نہ باپ۔

مَسئلہ 29 اللہ تعالیٰ نہ کائنات کی کسی جاندار یا بے جان چیز میں مدغم ہے نہ اس کا جزء ہے، نہ کائنات کی کوئی جاندار یا بے جان چیز اللہ تعالیٰ کی ذات میں مدغم ہے نہ اس کا جزء ہے۔

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ○ وَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○ ﴾(112:1-4)

”کہو وہ اللہ یکتا ہے، اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔“ (سورہ اخلاص، آیت نمبر 1-4)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِی ابْنُ آدَمَ وَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَ شَتَمَنِیْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّایَ فَقَوْلُهٗ لَنْ يُعِيْدَنِیْ كَمَا بَدَاَنِیْ وَ لَيْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَیَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَ اَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّایَ فَقَوْلُهٗ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَ اَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ اَلِدْ وَ لَمْ اُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لِیْ كُفُوًا اَحَدٌ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا ہے اور یہ اس کے لئے مناسب نہ تھا، ابن آدم نے مجھے گالی دی اور یہ اس کے لئے مناسب نہ تھا، رہا اس کا مجھے جھٹلانا تو وہ اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہرگز دوبارہ نہیں پیدا کرے گا جیسا

[1] کتاب التفسیر سورۃ قل ہو اللہ احد

کہ اس نے پہلی دفعہ پیدا کیا، حالانکہ پہلے پیدا کرنا دوبارہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان نہیں ہے اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے حالانکہ میں اکیلا بے نیاز ہوں نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرا ہمسر ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 32 اللہ تعالیٰ کی ذات اوّل (ازلی) اور آخر (ابدی) ہے، جسے فنا نہیں۔

مسئلہ 31 اللہ تعالیٰ ظاہر بین نگاہوں سے پوشیدہ ہے لیکن اس کی قدرت ہر چیز سے ظاہر ہے۔

﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ ﴾(57:3)

''وہی اوّل بھی ہے اور آخری بھی، ظاہر بھی اور پوشیدہ بھی اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔'' (سورہ حدید ، آیت نمبر 3)

عَنْ سُهَيْلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ اَبُوْ صَالِحٍ يَأْمُرُنَا اِذَا اَرَادَ اَحَدُنَا اَنْ يَنَامَ اَنْ يَضْطَجِعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَ مُنْزِلَ التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَ اَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَ اَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَ اَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اَقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَ اَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ وَ كَانَ يَرْوِىْ ذٰلِكَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب ہم میں سے کوئی سونے لگتا تو حضرت ابوصالح کہتے ، داہنی کروٹ لیٹو اور یہ دعا پڑھو((اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ...... الخ))''اے اللہ! زمین و آسمان اور عرش عظیم کے مالک! ہمارے پروردگار اور ہر چیز کے پالنہار! دانے اور گٹھلی کو زمین سے اگتے وقت پھاڑنے والے! تورات، انجیل اور قرآن کے نازل فرمانے والے! میں ہر چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کی پیشانی تیرے قبضہ میں ہے۔ اے اللہ! تو سب سے اول ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، تو سب سے آخر ہے، تیرے بعد کوئی چیز نہیں، تو کائنات کی ہر چیز سے ظاہر ہے، تجھ سے بڑھ کر ظاہر کوئی چیز

[1] کتاب الذکر والدعا ، باب الدعا عند النوم

نہیں تو (ظاہر بیں نگاہوں سے) پوشیدہ ہے تجھ سے زیادہ پوشیدہ کوئی چیز نہیں ہمارا قرض ادا کردے اور محتاجی دور کردے، ہمیں غنی بنا دے۔'' ابو صالح یہ دعا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 32 اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ آسمانوں کے اوپر عرش عظیم پر جلوہ فرما ہے۔

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ ﴾(4:32)

''وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کے بعد عرش پر جلوہ فرما ہوا اس کے سوا نہ تمہارا کوئی حامی و مددگار ہے اور نہ کوئی اس کے آگے سفارش کرنے والا پھر کیا تم ہوش میں نہ آؤ گے۔'' (سورہ سجدہ، آیت نمبر 4)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((یَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی كُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْآخِرُ فَیَقُوْلُ مَنْ یَدْعُوْنِیْ فَأَسْتَجِیْبَ لَهٗ مَنْ یَسْأَلُنِیْ فَأُعْطِیَهٗ مَنْ یَسْتَغْفِرُنِیْ فَأَغْفِرَ لَهٗ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو ہمارا بزرگ و برتر پروردگار آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے اپنی حاجات مانگے اور میں اسے عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے بخشش چاہے اور میں اسے بخش دوں؟'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : اللہ تعالیٰ اپنے علم، قدرت اور اختیارات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے۔

مسئلہ 33 قیامت کے دن اہل جنت اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔

﴿ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ ﴾(75:22-23)

''بہت سے چہرے اس دن تروتازہ اور بارونق ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔'' (سورہ قیامہ، آیت نمبر 22-23)

عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ اِذْ نَظَرَ اِلَی الْقَمَرِ لَیْلَةَ

[1] کتاب الدعوات، باب الدعا نصف اللیل

اَلْبَدْرِ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرِ ، لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْيَتِهٖ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے چودھویں کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا ''(جنت میں) تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : اس دنیا میں کوئی انسان اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کر سکتا حتی کہ رسول اکرم ﷺ نے بھی اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''جو شخص یہ کہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے، وہ جھوٹا ہے۔'' (بخاری و مسلم) قرآن مجید میں حضرت موسیٰ کا دیا گیا واقعہ بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سورہ اعراف، آیت نمبر 143)

توحید کے بارے میں شرکیہ امور۔

① کسی فرشتے یا نبی یا کسی دوسری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا یا بیٹی سمجھنا یا اللہ کی ذات کا جزء سمجھنا یا اللہ کے نور سے نور سمجھنا شرک ہے۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 29)

② اللہ تعالیٰ کے بارے میں ''تین میں سے ایک اور ایک میں سے تین'' کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 28)

③ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کو کائنات کی ہر چیز میں موجود سمجھنا ''وحدۃ الوجود'' کہلاتا ہے اس پر ایمان رکھنا شرک ہے۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 28-29)

④ بندے کا اللہ کی ذات میں مدغم ہو جانے کا عقیدہ ''وحدۃ الشہود'' کہلاتا ہے، اس پر ایمان رکھنا شرک ہے۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 28-29)

⑤ اللہ تعالیٰ کا بندے کی ذات میں مدغم ہو جانے کا عقیدہ ''حلول'' کہلاتا ہے، اس پر ایمان رکھنا شرک ہے۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 28-29)

❶ كتاب التوحيد ، باب قول الله تعالىٰ وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة
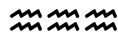
اَلتَّـــوْحِيْدُ فِي الْعِبَادَاتِ

توحید عبادت

مَسئلہ 34 عبادت کی تمام قسمیں (زبانی، مالی اور جسمانی) صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہیں۔

﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ○ ﴾(6:162-163)

''کہو میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت میرا جینا میرا مرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔'' (سورہ انعام، آیت نمبر 162-163)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُوْلُ ((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمیں قرآن مجید کی کسی سورۃ کی طرح تشہد بھی سکھایا کرتے تھے، آپ ﷺ فرماتے ''تمام زبانی بابرکت عبادتیں اور تمام بدنی و مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے (مخصوص) ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

[1] مشکوۃ ، باب التشهد ، فصل الاول

مسئلہ 35 نماز کی طرح کا قیام یا بے حس وحرکت، باادب ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ○﴾ (238:2)

''اپنی نمازوں کی حفاظت کرو اور (خاص طور پر) نماز عصر کی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح ادب سے کھڑے ہو جیسے فرمانبردار غلام کھڑے ہوتے ہیں۔'' (سورہ بقرہ، آیت نمبر 238)

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [1] (صحیح)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''جو شخص یہ پسند کرے کہ لوگ اس کے سامنے تصویر کی طرح (بے حس وحرکت اور باادب) کھڑے رہیں وہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 36 رکوع اور سجدہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○﴾ (77:22)

''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! رکوع کرو، سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے رب کی اور نیک کام کرو تا کہ تم فلاح پاسکو۔'' (سورہ حج، آیت نمبر 22)

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَقُلْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَهُ قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَحَقُّ اَنْ نَسْجُدَ لَكَ قَالَ ((أَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ أَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهُ)) قَالَ : قُلْتُ لَا ، قَالَ ((فَلَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَاءَ اَنْ يَسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ [2]

حضرت قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حیرہ (یمن کا شہر) آیا تو وہاں کے لوگوں کو اپنے حاکم کے آگے

---

[1] صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثالث، رقم الحدیث 2212

[2] صحیح سنن ابوداؤد، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1873

سجدہ کرتے دیکھا میں نے خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ (ان حاکموں کے مقابلے میں) سجدہ کے زیادہ حق دار ہیں چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کیا ”یارسول اللہ ﷺ! میں نے حیرہ کے لوگوں کو اپنے حاکم کے سامنے سجدہ کرتے دیکھا ہے حالانکہ آپ سجدہ کے زیادہ حق دار ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اچھا بتاؤ اگر تمہارا گزر میری قبر پر ہو تو کیا تم میری قبر پر سجدہ کرو گے؟“ میں نے عرض کیا ”نہیں!“ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”پھر اب بھی مجھے سجدہ نہ کرو اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اس حق کے بدلے میں جو اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لئے مقرر کیا ہے“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 37 طواف (ثواب کی نیت سے کسی جگہ کے گرد چکر لگانا) اور اعتکاف (کسی جگہ ثواب کی نیت سے بیٹھنا) صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

﴿ وَعَهِدْنَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ○﴾ (125:2)

”اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) کو تاکید کی تھی کہ میرے اس گھر کو طواف، اعتکاف، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھو۔“ (سورہ بقرہ، آیت نمبر 125)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاَنْ يَجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهٗ فَتَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کسی قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے کہ آدمی آگ کے انگارے پر بیٹھ جائے جو اس کے کپڑے اور کھال کو جلا ڈالے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِیْ الْخَلَصَةِ.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک قبیلہ دوس کی عورتوں کی پیٹھیں ذی الخلصہ کے گرد طواف نہ کرنے لگیں۔“ اسے بخاری

[1] كتاب الجنائز ، باب النهى عن الجلوس على القبر و الصلاة عليه
[2] صحيح مسلم كتاب الفتن ، باب لا تقوم الساعة حتى تعبد دوس ذا الخلصة

اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ذی الخلصہ زمانہ جاہلیت میں قبیلہ دوس کا بت تھا جس کے گرد مشرک طواف کیا کرتے تھے۔

مَسئلہ 38 نذر، نیاز، منت اور چڑھاوا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے نام کا ہونا چاہئے۔

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ (173:2)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے نام کردی جائے، حرام کردیا گیا ہے۔“ (سورہ بقرہ، آیت نمبر 173)

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((دَخَلَ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فِيْ ذُبَابٍ وَدَخَلَ النَّارَ رَجُلٌ فِيْ ذُبَابٍ)) قَالُوْا : وَكَيْفَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ) قَالَ ((مَرَّ رَجُلَانِ عَلٰى قَوْمٍ لَهُمْ صَنَمٌ لَا يُجَاوِزُهٗ اَحَدًا حَتّٰى يُقَرِّبَ لَهٗ شَيْئًا فَقَالُوْا لِاَحَدِهِمَا قَرِّبْ قَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ شَيْءٌ اُقَرِّبُ قَالُوْا لَهٗ قَرِّبْ وَلَوْ ذُبَابًا فَقَرَّبَ ذُبَابًا فَخَلُّوْا سَبِيْلَهٗ فَدَخَلَ النَّارَ وَقَالُوْا لِلْاٰخَرِ : قَرِّبْ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاُقَرِّبَ لِاَحَدٍ شَيْئًا دُوْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَضَرَبُوْا عُنُقَهٗ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ [1]

حضرت طارق بن شہاب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ایک آدمی صرف مکھی کی وجہ سے جنت میں چلا گیا اور دوسرا جہنم میں۔“ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیسے؟“ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”دو آدمی ایک قبیلے کے پاس سے گزرے، اس قبیلے کا ایک بت تھا جس پر چڑھاوا چڑھائے بغیر کوئی آدمی وہاں سے نہیں گزر سکتا تھا، چنانچہ ان میں سے ایک شخص سے کہا گیا کہ اس بت پر چڑھاوا چڑھاؤ، اس نے کہا میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں، قبیلے کے لوگوں نے کہا تمہیں چڑھاوا ضرور چڑھانا ہوگا خواہ مکھی ہی پکڑ کر چڑھاؤ، اس نے مکھی پکڑی اور بت کی نذر کردی۔ لوگوں نے اسے جانے دیا اور وہ جہنم میں داخل ہوگیا، قبیلے کے لوگوں نے دوسرے آدمی سے کہا تم بھی کوئی چیز بت کی نذر کرو، اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ عزوجل کے علاوہ کسی دوسرے کے نام کا چڑھاوا نہیں چڑھاؤں گا، لوگوں نے اسے قتل کردیا اور وہ جنت میں چلا گیا۔“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

[1] کتاب التوحید ، للامام محمد بن عبدالوهاب ، باب ما جاء فی الذبح لغیر الله

مسئلہ 39 قربانی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی دینی چاہئے۔

﴿ وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾(6:121)

''اور جس جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح نہ کیا گیا ہو اس کا گوشت نہ کھاؤ ایسا کرنا فسق ہے، شیاطین اپنے ساتھیوں کے دلوں میں شکوک وشبہات ڈالتے ہیں تا کہ (شیاطین کے ساتھی شرک کے لئے) تم سے جھگڑا کریں لیکن اگر تم نے ان کی اطاعت قبول کرلی تو تم مشرک ہو۔'' (سورہ انعام، آیت نمبر 121)

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهٗ وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے جو زمین کی حد یں تبدیل کرے جو اپنے والد پر لعنت کرے اور جو بدعتی کو پناہ دے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 40 دعا صرف اللہ تعالیٰ ہی سے براہ راست مانگنی چاہئے۔

﴿ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ ﴾(2:186)

''اے نبی! میرے بندے جب تم سے میرے متعلق پوچھیں (تو انہیں بتا دو) کہ میں ان کے قریب ہی ہوں جب کوئی دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں پس انہیں چاہئے کہ وہ میرا حکم مانیں مجھ پر ایمان لائیں تا کہ راہ راست پالیں۔'' (سورہ بقرہ، آیت نمبر 186)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ سَمِعْتُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) ثُمَّ قَرَأَ ﴿ وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝ ﴾ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [1] (صحیح)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''دعا عبادت ہے۔'' پھر

[1] کتاب الاضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللہ

آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''تمہارا رب کہتا ہے مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں میں انہیں جلد ہی رسوا کر کے جہنم میں داخل کروں گا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : دوسری حدیث مسئلہ نمبر 58 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 41 پناہ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہئے۔

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○ ﴾(114:1-6)

''کہو میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب، انسانوں کے بادشاہ، انسانوں کے حقیقی معبود کی، اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے، جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔'' (سورۃ الناس، آیت نمبر 1-6)

عَنْ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِیْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((مَنْ نَزَلَ مَنْزِلاً ثُمَّ قَالَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ یَضُرُّهُ شَیْءٌ حَتّٰی یَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهٖ ذٰلِكَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی جگہ ٹھہرے اور یہ دعا پڑھے ''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ذریعے ساری مخلوقات کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' تو اسے اس جگہ سے روانہ ہونے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 42 توکل اور بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہی کرنا چاہئے۔

﴿اِنْ یَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَ اِنْ یَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ ﴾(3:160)

❶ صحیح سنن الترمذی، للالبانی، الجزء الثالث، رقم الحدیث 2685

❷ باب الذکر والدعاء ....باب فی تعوذ ذمن سوء القضاء ودرك الشقاء ....

''اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے پس ! سچے مومنوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرنا چاہئے ۔''(سورہ آل عمران، آیت نمبر 160)

عَنْ عُمَرَ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَوْ اَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَ تَرُوْحُ بِطَانًا)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❶ (صحیح)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اگر تم لوگ اللہ پر توکل کرو جیسا توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اسی طرح رزق دے جس طرح پرندوں کو دیتا ہے۔ پرندے صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 43 رضا اور خوشنودی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طلب کرنی چاہئے۔

﴿ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○﴾(30:38)

''رشتہ دار، مسکین اور مسافر کو اس کا حق ادا کرو یہی طرز عمل بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''(سورہ روم، آیت نمبر 38)

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ ﷺ اِلٰى عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنِ اكْتُبِىْ اِلَىَّ كِتَابًا تُوْصِيْنِىْ فِيْهِ وَ لَا تُكْثِرِىْ عَلَىَّ قَالَ فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اِلٰى مُعَاوِيَةَ ﷺ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَ مَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ)) وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ . رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ ❷ (صحیح)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خط لکھا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں لیکن طویل نہ ہو، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے لکھا ''السلام علیک، اللہ کی حمد وثنا کے بعد! میں نے رسول اللہ

❶ صحیح سنن ابن ماجۃ ، للالبانی، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 3359
❷ صحیح سنن الترمذی ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 1967

ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص لوگوں کی ناراضگی مول لے کر اللہ تعالیٰ کی رضا ڈھونڈھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے مستغنی کر دیتا ہے، اور جو شخص لوگوں کی رضا جوئی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے۔'' والسلام علیک۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 44 تمام محبتوں پر غالب اللہ تعالیٰ ہی کی محبت ہونی چاہئے۔

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ﴾ (165:2)

''لوگوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدمقابل بناتے ہیں اور ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی محبت اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہئے حالانکہ ایمان والے تو اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔'' (سورہ بقرہ، آیت نمبر 165)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((ثَلاَثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلاَوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَ اَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلاَّ لِلّٰهِ وَ اَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی (حقیقی) حلاوت اور مٹھاس محسوس کرے گا۔ پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ سے باقی تمام لوگوں کے مقابلے میں زیادہ محبت رکھتا ہو، دوسری یہ کہ کسی آدمی سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہو، تیسری یہ کہ کفر جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے بچایا ہے اس کی طرف پلٹنا اسے اتنا ہی ناپسند ہو جتنا آگ میں داخل ہونا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 45 ہر قسم کے ڈر اور خوف پر اللہ تعالیٰ ہی کا خوف اور ڈر غالب ہونا چاہئے۔

﴿ اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ (13:9)

''کیا تم کافروں سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم واقعی مومن ہو۔'' (سورہ توبہ، آیت نمبر 13)

---

[1] کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الایمان

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 72 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 46 دین اور دنیا کے تمام معاملات میں اطاعت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی کرنی چاہئے۔

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلاً اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلاَلَةُ ○﴾(36:16)

’’ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا اور اس کے ذریعے سب کو خبردار کردیا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور طاغوت کی اطاعت سے بچو اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت بخشی اور کسی پر گمراہی مسلط ہوگئی۔‘‘(سورہ نحل، آیت نمبر 36)

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَ فِيْ عُنُقِيْ صَلِيْبٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ ((يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ هٰذَا الْوَثَنَ)) وَ سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِيْ سُوْرَةِ بَرَاءَةٌ ﴿ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ قَالَ ((اَمَا اِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا أَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوْهُ وَ إِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [1] (صحيح)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری گردن میں سونے کی صلیب تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا’’اے عدی! اس بُت (صلیب) کو اتار پھینکو۔‘‘ میں نے (اس وقت) آپ ﷺ کو سورہ برأت کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا’’انہوں نے (یعنی اہل کتاب نے) اپنے علماء اور درویشوں کو الٰہ کے سوا اپنا رب بنالیا۔‘‘ تب (حضرت عدی کے سوال کے جواب میں) آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی’’کہ وہ (اہل کتاب) اپنے علماء اور درویشوں کی (ظاہری) عبادت نہیں کرتے تھے، لیکن جب علماء کسی چیز کو حلال کہتے تو وہ بھی اسے حلال جان لیتے اور جب علماء کسی چیز کو حرام ٹھہراتے تو وہ بھی اسے حرام جان لیتے۔‘‘ (اور یہی مطلب ہے علماء کو اللہ تعالیٰ کے سوا رب بنانے کا) اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

توحید عبادت کے بارے میں شرکیہ امور:

① اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی زندہ یا فوت شدہ نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال کے سامنے بے حس وحرکت، با

[1] صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 2471

ادب ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 35)

② اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی زندہ یا فوت شدہ نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال وغیرہ کے سامنے رکوع کی طرح جھکنا یا سجدہ کرنا شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 36)

③ کسی مزار پر ثواب کی نیت سے کم یا زیادہ وقت کے لئے قیام کرنا یا مجاور بن کر بیٹھنا یا طواف کرنا شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 37)

④ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی زندہ یا فوت شدہ نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال وغیرہ سے دعا مانگنا یا انہیں دعا میں وسیلہ بنانا شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 40)

⑤ مصیبت یا تکلیف میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی زندہ یا فوت شدہ نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال وغیرہ کو پکارنا، ان سے فریاد کرنا، ان سے پناہ طلب کرنا، شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 41)

⑥ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی زندہ یا فوت شدہ نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال وغیرہ کے نام کا جانور ذبح کرنا یا ان کے نام کی نذر، نیاز دینا یا ان کی منت ماننا یا چڑھاوا چڑھانا شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 39)

⑦ دنیا یا آخرت میں نقصان کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی فوت شدہ نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال وغیرہ سے ڈرنا، شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 45)

⑧ دنیا یا آخرت کی کامیابی کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی فوت شدہ نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال وغیرہ کی رضا حاصل کرنا، شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 43)

⑨ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی زندہ یا فوت شدہ نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال وغیرہ سے بڑھ کر محبت کرنا، شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 44)

⑩ اللہ تعالیٰ کے بجائے کسی فوت شدہ نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال وغیرہ پر توکل کرنا، شرک ہے۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 42)

⑪ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حلال وحرام کے مقابلے میں کسی ولی، غوث، قطب، ابدال یا مرشد، کسی مذہبی راہنما یا سیاسی لیڈر یا کسی پارلیمنٹ یا کسی اسمبلی وغیرہ کے متعین کردہ حلال وحرام پر عمل کرنا شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 46)

اَلتَّــــوْحِیْدُ فِی الصِّفَاتِ

توحید صفات

مسئلہ 47 کائنات کی ہر چیز کا حقیقی مالک اور بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾(23:59)

''وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس ہے، سراسر سلامتی اور امن دینے والا، نگہبان، سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہی ہوکر رہنے والا، پاک ہے اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔'' (سورہ حشر، آیت نمبر 23)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((یَطْوِی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ السَّمٰوٰتِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثُمَّ یَأْخُذُهُنَّ بِیَدِهِ الْیُمْنٰی ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَیْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ اَیْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟ ثُمَّ یَطْوِی الْاَرْضِیْنَ بِشِمَالِهٖ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹے گا پھر انہیں اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا پھر فرمائے گا میں ہوں بادشاہ، آج کہاں ہیں (دنیا میں) بڑے بننے والے اور تکبر کرنے والے؟ پھر زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 48 کائنات میں حکومت اور فرمانروائی کے تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں۔

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

[1] مشکوۃ، کتاب الفتن، باب النفخ فی الصور، الفصل الاول

يَعْلَمُوْنَ ○ ﴾(40:12)

"حکم دینا صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے، اس نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے، یہی سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔" (سورہ یوسف، آیت نمبر 40)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((يَا جِبْرِيْلُ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا؟)) فَنَزَلَتْ ﴿ وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَ مَا خَلْفَنَا وَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ قَالَ كَانَ هٰذَا الْجَوَابَ لِمُحَمَّدٍ ﷺ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا "تم جتنی مرتبہ ہمارے پاس (اب) آتے ہو اس سے زیادہ مرتبہ کیوں نہیں آتے؟" اس پر یہ آیت نازل ہوئی "اے نبی! ہم تمہارے رب کے حکم کے بغیر نہیں آتے جو کچھ ہمارے آگے اور پیچھے ہے نیز جو کچھ اس کے درمیان ہے اس کا مالک وہی ہے اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں۔" یہ آیت رسول اکرم ﷺ کے مطالبے کا جواب تھی۔ (جو آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کیا تھا) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : مذکورہ آیت سورۃ مریم کی ہے، آیت نمبر 64

مسئلہ 49 نظم کائنات اور امور کائنات کا مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ○ ﴾(2:13)

"وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں پھر وہ عرش پر جلوہ فرما ہوا، سورج اور چاند کو (ایک قانون کا) پابند بنایا، (کائنات کی) ہر چیز (اسکے حکم سے) ایک وقت مقرر تک کے لئے چل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی (کائنات کے) سارے امور کی تدبیر فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ (اپنی توحید کی) نشانیاں کھول کھول کر بیان کر رہا ہے تاکہ تم اپنے رب سے ملاقات کا یقین کرلو۔" (سورہ رعد، آیت نمبر 2)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَسُبُّ ابْنُ آدَمَ الدَّهْرَ وَ اَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

---

[1] كتاب التوحيد ، باب قول الله : و لقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين

[2] كتاب الالفاظ من الادب ، باب النهى عن سب الدهر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ”اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے ابن آدم زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ زمانہ تو میں ہوں دن رات میرے قبضہ قدرت میں ہیں۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 50 زمین اور آسمان کے تمام خزانوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

﴿ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ○ ﴾(50:6)

”اے نبی! ان سے کہو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے پھر ان سے پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور نہیں کرتے؟“ (سورہ انعام، آیت نمبر 50)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَدُ اللّٰهِ مَلْأَى لَا يَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)) وَ قَالَ ((أَ رَأَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَدِهٖ.)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے خرچ کرنے سے اس میں کمی نہیں آتی رات دن اس کی بخشش جاری ہے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا ”ذرا غور کرو زمین و آسمان کی تخلیق پر اللہ تعالیٰ نے کتنا خرچ کیا، لیکن اس سے اس کے خزانے میں کچھ بھی کمی نہیں ہوئی۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 51 قیامت کے روز سفارش کرنے کی اجازت دینے یا نہ دینے نیز سفارش قبول کرنے یا نہ کرنے کا سارا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ○ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○﴾ (44-43:39)

---

[1] كتاب التوحيد ، باب قول الله تعالى لما خلقت بيدى

’’کیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان لوگوں نے دوسروں کو سفارشی بنا رکھا ہے؟ ان سے کہو کیا وہ سفارش کریں گے خواہ ان کے اختیار میں کچھ بھی نہ ہو اور خواہ وہ (مردے تمہاری باتیں) سمجھتے بھی نہ ہوں؟ کہو سفارش ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے (جسے چاہے سفارش کی اجازت دے جسے چاہے نہ دے اور جس کی چاہے سفارش قبول کرے اور جس کی چاہے نہ کرے) آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا وہی مالک ہے پھر اس کی طرف تم سب (مرنے کے بعد) پلٹائے جاؤ گے۔‘‘ (سورہ زمر آیت نمبر 43-44)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((یَجْمَعُ اللّٰہُ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلٰی رَبِّنَا حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَکَانِنَا فَیَاْتُوْنَ آدَمَ (علیہ السلام) فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ الَّذِیْ خَلَقَکَ اللّٰہُ بِیَدِہٖ وَنَفَخَ فِیْکَ مِنْ رُّوْحِہٖ وَاَمَرَ الْمَلَائِکَۃَ فَسَجَدُوْا لَکَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہٗ وَیَقُوْلُ ائْتُوْا نُوْحًا (علیہ السلام) اَوَّلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ بَعَثَہٗ فَیَاْتُوْنَہٗ فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہٗ ائْتُوْا اِبْرَاھِیْمَ (علیہ السلام) الَّذِیْ اتَّخَذَہُ اللّٰہُ خَلِیْلًا فَیَاْتُوْنَہٗ فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہٗ ائْتُوْا مُوْسٰی (علیہ السلام) الَّذِیْ کَلَّمَہُ اللّٰہُ فَیَاْتُوْنَہٗ فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ فَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہٗ ائْتُوْا عِیْسٰی (علیہ السلام) فَیَاْتُوْنَہٗ فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ ائْتُوْا مُحَمَّدًا (ﷺ) فَقَدْ غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَیَاْتُوْنِیْ فَاسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فَاِذَا رَاَیْتُہٗ وَقَعْتُ لَہٗ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ یُقَالُ لِیْ ارْفَعْ رَاْسَکَ وَسَلْ تُعْطَہٗ وَقُلْ یُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَارْفَعُ رَاْسِیْ فَاَحْمَدُ رَبِّیْ بِتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّلِیْ حَدًّا ثُمَّ اُخْرِجُھُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَقَعُ سَاجِدًا مِثْلَہٗ فِی الثَّالِثَۃِ اَوِ الرَّابِعَۃِ حَتّٰی مَا یَبْقٰی فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَہُ الْقُرْآنُ)) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اکٹھا کرے گا اور لوگ کہیں گے کہ اپنے پروردگار کے حضور سفارش کروانی چاہئے تاکہ وہ اس جگہ سے ہمیں نجات دلا دے چنانچہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ وہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور پھر اپنی روح پھونکی فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں لہٰذا ہمارے رب کے حضور ہماری سفارش کریں حضرت آدم ؑ کہیں گے میں اس لائق کہاں؟ اور اپنی خطائیں یاد کریں گے لوگوں سے کہیں گے آپ لوگ نوح ؑ کے پاس چلے جائیں وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ

[1] کتاب الرقاق ، باب صفۃ الجنۃ والنار

تعالیٰ نے بھیجا لوگ ان کے پاس (سفارش کا مطالبہ لے کر) جائیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطائیں یاد کریں گے اور لوگوں سے کہیں گے تم لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنایا ہے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطائیں یاد کریں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ ان سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا ہے چنانچہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق کہاں اور اپنی خطائیں یاد کریں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں گے تم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ چنانچہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے میں اس لائق کہاں تم لوگ البتہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے ان کے سارے گناہ معاف کر دیے ہیں چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں اپنے رب سے حاضری کی اجازت طلب کروں گا جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا جب تک اللہ چاہے گا مجھے سجدے میں پڑا رہنے دے گا پھر فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سر اٹھاؤ اور مانگو دیے جاؤ گے بات کہو سنی جائے گی سفارش کرو مانی جائے گی چنانچہ (اجازت ملنے کے بعد) اپنا سر سجدے سے اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی وہ حمد وثناء کروں گا جو اس وقت اللہ تعالیٰ مجھے سکھلائے گا اس کے بعد (لوگوں کے لئے) سفارش کروں گا چنانچہ میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی اس حد کے اندر جو لوگ ہوں گے (صرف) ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں لے جاؤں گا پھر میں اپنے رب کے حضور حاضر ہوں گا اور اسی طرح حاضر ہوں گا اور اسی طرح سجدہ میں گر پڑوں گا چنانچہ تیسری یا چوتھی بار میں اپنے رب سے عرض کروں گا ''پروردگار! اب تو جہنم میں صرف وہی لوگ رہ گئے ہیں جو قرآن کے مطابق ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہیں۔'' (یعنی مشرک اور کافر) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 52 قیامت کے روز جزا یا سزا دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہوگا۔

﴿ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴾ (10:66)

''اللہ تعالیٰ کافروں کے معاملے میں نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے وہ

ہمارے دو صالح بندوں کی زوجیت میں تھیں مگر انہوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی (یعنی کافروں سے سازباز کی) اور وہ دونوں (یعنی لوط اور نوح علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان (بیویوں) کے کچھ کام بھی نہ آسکے دونوں سے کہہ دیا گیا کہ جاؤ آگ میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی (آگ میں) چلی جاؤ۔" (سورہ تحریم، آیت نمبر 10)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ (وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ) قَالَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ لَّا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا یَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِیْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَیَا صَفِیَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَیَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِیْ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت اتری (وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ) اے محمد ﷺ! اپنے رشتہ داروں کو (قیامت سے) ڈراؤ تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا "اے قریش کے لوگو! یا ایسا ہی جملہ کہا اپنی جانیں بچاؤ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کے سامنے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا اے عبد مناف کے بیٹو! (قیامت کے روز) میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا اے عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا اور اے فاطمہ بنت محمد ﷺ! (دنیا میں) میرے مال سے جو چاہو مانگ لو (لیکن قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ کے سامنے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 53 گناہ معاف کرنے یا نہ کرنے کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

﴿ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ ۝ ﴾(9:80)

"اے نبی! تم خواہ ان (منافقوں) کے لئے معافی کی درخواست کرو یا نہ کرو (ایک ہی بات ہے)

[1] کتاب التفسیر ، باب قولہ : و انذر عشیرتک الاقربین

اگر تم ستر مرتبہ بھی انہیں معاف کرنے کی درخواست کرو گے تو اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (سورہ توبہ، آیت نمبر 80)

عَنْ اُمِّ الْعَلاَءِ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ وَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِیْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ام العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں (مرنے کے بعد) میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 54 مشیت اور ارادے کی تکمیل کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

مسئلہ 55 اللہ تعالیٰ اپنی مشیت اور ارادہ پورا کرنے کے لئے کسی دوسرے کی مشیت یا اجازت کا محتاج نہیں۔

﴿اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○﴾ (82:36)

''اللہ تعالیٰ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔'' (سورہ یٰس، آیت نمبر 82)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَاجَعَهٗ فِیْ بَعْضِ الْكَلاَمِ فَقَالَ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَ جَعَلْتَنِیْ مَعَ اللّٰهِ عَدْلاً (وَفِیْ لَفْظٍ نِدًّا) لاَ بَلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ فِی الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ [2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور گفتگو کرتے ہوئے کہا ''جو اللہ تعالیٰ چاہے اور آپ چاہیں۔'' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''کیا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لیا ہے۔'' (ایک روایت میں ہمسر کے الفاظ ہیں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(ایسا نہ کہو) بلکہ یوں کہو جو اللہ تعالیٰ چاہے۔'' اسے بخاری نے ادب المفرد میں روایت کیا ہے۔

مسئلہ 56 شریعت سازی، حلال و حرام اور جائز و ناجائز کے تعین کا اختیار صرف

---

[1] کتاب الجنائز ، باب الدخول علی المیت بعد الموت

[2] سلسلہ احادیث الصحیحہ، للالبانی ، (1-139)

اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○﴾(1:66)

''اے نبی! تم کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی ہے (کیا) تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔'' (سورہ تحریم، آیت نمبر 1)

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 46 کے تحت ملاحظہ فرمائیں

مسئلہ 57 علم غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

﴿ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○﴾ (188:7)

''اے نبی! ان سے کہو میں اپنی ذات کے لئے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے، ہوتا ہے اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لئے حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا، میں تو محض ایک خبردار کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں، ان لوگوں کے لئے جو میری بات سنیں۔'' (سورہ اعراف، آیت نمبر 188)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ ؟ قَالَ ((مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَ إِذَا كَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ رَءُوْسُ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَ إِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبُهْمِ فِى الْبُنْيَانِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِيْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ)) ثُمَّ تَلَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○﴾رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک روز رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان

[1] کتاب الایمان ، باب الایمان ما هو وبیان خصاله

تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''جس سے پوچھ رہے ہو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا ہاں البتہ میں تجھے اس کی نشانیاں بتا دیتا ہوں (پہلی نشانی یہ ہے کہ) جب عورت اپنا مالک جنے تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے (دوسری نشانی یہ ہے کہ) جب برہنہ بدن اور برہنہ پاؤں پھرنے والے لوگ سردار بنیں تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے (تیسری نشانی یہ ہے کہ) جب ریوڑ چرانے والے بڑے بڑے محل تعمیر کریں تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ (پھر فرمایا) قیامت تو ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔''
پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ......[لقمان:34]﴾
'' ① قیامت کا وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ② وہی بارش برساتا ہے ③ وہی جانتا ہے کہ رحم مادر میں کیا ہے ④ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کل کیا کرے گا اور ⑤ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ اسے کون سی جگہ پر موت آئے گی۔ بے شک اللہ تعالیٰ (ہر بات) جاننے والا اور باخبر ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے

وضاحت : ''عورت اپنا مالک جنے'' کا مطلب یہ ہے کہ اولاد اپنے والدین کی اس قدر نافرمان ہوگی کہ ان کے ساتھ غلاموں اور لونڈیوں جیسا سلوک کرے گی۔

مسئلہ 58 ہر وقت اور ہر جگہ بندوں کی دعا سننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

مسئلہ 59 ہر جگہ حاضر ناظر (اپنی قدرت اور علم کے ساتھ) صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

﴿ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ○﴾(186:2)

''اور اے نبی! میرے بندے جب تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں پکارنے والا جب پکارتا ہے میں اس کی پکار سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں لہٰذا انہیں چاہئے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ لوگ راہ راست پالیں۔'' (سورہ بقرہ، آیت نمبر 186)

﴿ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○﴾(4:57)

''اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو اور جو کام بھی تم کرتے ہو اسے وہ دیکھ رہا ہے۔''
(سورہ حدید، آیت نمبر 4)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَجْھَرُوْنَ بِالتَّکْبِیْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اَیُّھَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَیْسَ تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَ لاَ غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَہٗ سَمِیْعًا قَرِیْبًا وَ ھُوَ مَعَکُمْ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے لوگ بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنی جانوں پر نرمی کرو، (یعنی اپنی آواز نیچی رکھو) کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ اسے پکار رہے ہو جو (ہر جگہ) سننے والا ہے تمہارے نزدیک ہے اور (ہر وقت اپنے علم اور قدرت کے سبب) تمہارے ساتھ ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 60 دلوں میں چھپے بھید صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

﴿ وَ اَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِجْھَرُوْا بِہٖ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ اَلاَ یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَ ھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ○﴾ (67:13-14)

''تم لوگ خواہ آہستہ بات کرو یا اونچی آواز سے (اللہ تعالیٰ کے لئے یکساں ہے کیونکہ) وہ دلوں کے بھید جانتا ہے، کیا وہی نہ جانے گا جس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے؟ حالانکہ وہ باریک بیں اور باخبر ہے۔''
(سورہ ملک، آیت نمبر 13-14)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَنَتَ شَھْرًا بَعْدَ الرُّکُوْعِ یَدْعُوْ عَلٰی اَحْیَاءٍ مِنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ قَالَ بَعَثَ اَرْبَعِیْنَ اَوْ سَبْعِیْنَ یَشُکُّ فِیْہِ مِنَ الْقُرَّاءِ اِلٰی اُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَعَرَضَ لَھُمْ ھٰؤُلاَءِ فَقَتَلُوْھُمْ وَ کَانَ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ النَّبِیِّ ﷺ عَھْدٌ فَمَا رَاَیْتُہٗ وَجَدَ عَلٰی اَحَدٍ مَا وَجَدَ عَلَیْھِمْ . رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ مہینہ بھر رکوع کے بعد قنوت پڑھتے رہے جس میں بنوسلیم کے قبائل کے لئے بددعا فرماتے رہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے چالیس یا ستر قراء (یعنی علماء) راوی کو (تعداد میں) شک ہے، بعض مشرکوں کے پاس (دین سکھانے کے لئے) بھیجے۔ بنوسلیم کے لوگ مقابلے پر اتر آئے اور ان قراء کو قتل کر ڈالا حالانکہ بنوسلیم اور نبی

[1] كتاب الذكر و الدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذكر الا فی............
[2] كتاب الجزية والموادعة ، باب دعاء الامام على من نكث عهدا

اکرم ﷺ کے درمیان عہد تھا (لیکن بنوسلیم نے غداری کی) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو اتنا رنجیدہ کبھی نہیں دیکھا جتنا اس موقع پر دیکھا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 62 دین و دنیا کی تمام بھلائیاں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں جسے چاہتا ہے، عطا کرتا ہے، جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔

﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○﴾ (26:3)

''کہو اے اللہ! کائنات کے بادشاہ، تو جسے چاہے حکومت دے، جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کرے، بھلائی تیرے اختیار میں ہے، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔'' (سورہ آل عمران، آیت نمبر 26)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ اَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِیِّ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ❶

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ یہ دعا بکثرت مانگا کرتے ''یا اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔'' اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 62 دلوں کے پھیرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ○﴾ (24:8)

''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو جب کہ رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلاتا ہے جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور اسی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔'' (سورہ انفال، آیت نمبر 24)

عَنْ شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قُلْتُ لِاُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا

❷ مشکوۃ : باب : جامع الدعا ، فصل الاول

كَانَ اَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ عِنْدَكِ ؟ قَالَتْ كَانَ اَكْثَرُ دَعَائِهِ ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَى دِيْنِكَ)).قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا اَكْثَرُ دُعَائِكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَى دِيْنِكَ قَالَ ((يَا اُمَّ سَلَمَةَ اِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ اِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ اُصْبُعَيْنِ مِنْ اَصَابِعَ اللّٰهِ فَمَنْ شَاءَ اَقَامَ وَمَنْ شَاءَ اَزَاغَ .رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [1]

حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا ''رسول اکرم ﷺ جب آپ کے پاس ہوتے تو کون سی دعا سب سے زیادہ پڑھتے ؟'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''آپ ﷺ کی زیادہ تر یہ دعا ہوتی۔ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَى دِيْنِكَ (اے دلوں کے پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر جما دے) میں نے عرض کیا آپ ﷺ اکثر یہ دعا کیوں مانگتے ہیں یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَى دِيْنِكَ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کوئی آدمی ایسا نہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کے دو انگلیوں کے درمیان نہ ہو پھر وہ جسے چاہتا ہے (دین حق پر) قائم رکھتا ہے جسے چاہتا ہے (راہ راست) سے ہٹا دیتا ہے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 63 رزق دینے اور نہ دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

مسئلہ 64 رزق میں تنگی یا فراخی کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ○﴾(31:17)

''اور اپنی اولاد کو غربت کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی در حقیقت اولاد کا قتل ایک بڑا گناہ ہے۔'' (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 31)

﴿قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○﴾(36:34)

''اے نبی ﷺ! ان سے کہو میرا رب جسے چاہتا ہے رزق کشادہ دیتا ہے جس کا چاہتا ہے تنگ

[1] صحيح سنن الترمذى ، للالبانى ، الجزء الثالث ، رقم الحديث 2792

کرتا ہے لیکن اکثر لوگ (اس کی حقیقت) نہیں جانتے۔'' (سورہ سبا' آیت نمبر 36)

عَنْ اَبِی ذَرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْمَا رَوٰی عَنِ اللّٰہِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَنَّهُ قَالَ ((یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ جَائِعٌ اِلاَّ مَنْ اَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ عَارٍ اِلاَّ مَنْ کَسَوْتُهُ فَاسْتَکْسُوْنِیْ اَکْسُکُمْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو احادیث اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں (ان میں سے ایک یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھلاؤں پس مجھ سے مانگا کرو میں تمہیں کھلاؤں گا اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں پہناؤں پس مجھ سے مانگو میں تمہیں (لباس) پہناؤں گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 65 اولاد دینے یا نہ دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

مسئلہ 66 بیٹے اور بیٹیاں دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَاءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَاءُ الذُّکُوْرَ ۝ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًا وَّیَجْعَلُ مَنْ یَّشَاءُ عَقِیْمًا اِنَّهُ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝﴾ (42:49-50)

اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان کی بادشاہی کا مالک ہے جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ (سورہ شوریٰ' آیت نمبر 49-50)

عَنِ ابْنِ شَهَابٍ رضی اللہ عنہ قَالَ وَاَمَّا اُمُّ کُلْثُوْمٍ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَزَوَّجَهَا اَیْضًا عُثْمَانُ ابْنِ عَفَّانَ بَعْدَ اُخْتِهَا رُقَیَّةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ تُوُفِّیَتْ عِنْدَهُ وَلَمْ تَلِدْ لَهُ شَیْئًا .رَوَاهُ الطِّبْرَانِیُّ [2]

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے رقیہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ کے بعد ان کی بہن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ کا نکاح بھی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہی کر دیا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان کے عقد نکاح میں ہی فوت ہوئیں لیکن ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اسے

[1] کتاب البر والصلة والادب ، باب تحریم الظلم
[2] الولد الطاهرة النبویة ، رقم الحدیث 75

طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 67 صحت اور شفا دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

﴿اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ○ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ○ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ○وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ○وَالَّذِیْ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ○﴾(26:78-82)

اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا اور وہی میری رہنمائی فرماتا ہے وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے وہی مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ زندگی بخشے گا اسی سے میں امید رکھتا ہوں کہ روز جزا میری خطا معاف فرمائے گا۔'' (سورہ شعراء آیت نمبر 78 تا 82)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُعَوِّذُ بَعْضَهُمْ یَمْسَحُهٗ بِیَمِیْنِهٖ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَائُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بعض بیمار لوگوں کے جسم پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا فرماتے ((اَذْهِبِ الْبَاسَ ....)) ''اے لوگوں کے رب! بیماری دور فرما اور شفا عنایت کر کیوں کہ تو ہی شفا دینے والا ہے اصل شفا وہی ہے جو تو عنایت فرمائے ایسی صحت عنایت فرما کہ کسی قسم کی بیماری نہ رہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 68 ہدایت دینا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ○﴾ (56:28)

''اے نبی ﷺ! تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے خوب واقف ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔'' (سورہ قصص آیت نمبر 56)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْمَا رَوٰی عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی اَنَّهٗ قَالَ ((یَا

[1] کتاب الطب ، باب مسح الراقی الوجع بیده الیمنی

عِبَادِیْ کُلُّکُمْ ضَالٌّ اِلاَّ مَنْ هَدَیْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِیْ اَهْدِکُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جن حدیثوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں پس مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 69 نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی توفیق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

﴿ اِنْ اُرِیْدُ اِلاَّ الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ مَا تَوْفِیْقِیْ اِلاَّ بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ ○﴾ (88:11)

''حضرت شعیب (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا، میں تو اپنی استطاعت کے مطابق اصلاح کرنا چاہتا ہوں اور جو کچھ کرنا چاہتا ہوں اس کا سارا انحصار اللہ تعالیٰ کی توفیق پر ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔'' (سورہ ہود، آیت نمبر 88)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ بِیَدِهٖ وَ قَالَ ((یَا مُعَاذُ ! وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ فَقَالَ اُوْصِیْكَ یَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاةٍ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ [2] (صحیح)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ''اے معاذ! اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے تم سے بہت محبت ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اے معاذ! تجھے تاکید کرتا ہوں کہ کسی (فرض) نماز کے بعد یہ کلمات کہنا نہ چھوڑنا ((رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ......)) ''یا اللہ! مجھے اپنا ذکر، شکر اور بہترین عبادت کرنے کی توفیق عطا فرما۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 70 نفع اور نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

مسئلہ 71 تقدیر کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

﴿ قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا اِنْ اَرَادَ بِکُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِکُمْ نَفْعًا بَلْ کَانَ

---

1. کتاب البر والصلة والادب باب تحریم الظلم
2. صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحدیث

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ○﴾ (11:48)

''(اے نبی!) ان منافقوں سے کہو کون ہے جو تمہارے معاملے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو روکنے کا کچھ بھی اختیار رکھتا ہے اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے یا نفع پہنچانا چاہے؟ تمہارے اعمال سے اللہ تعالیٰ پوری طرح باخبر ہے۔'' (سورہ فتح، آیت نمبر 11)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ ((يَا غُلَامُ اِنِّيْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ اِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَ اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَ اِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَ جُفَّتِ الصُّحُفُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [1] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک دن میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے (سوار) تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے لڑکے! میں تجھے چند کلمے سکھاتا ہوں (جو یہ ہیں) اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کر اللہ تعالیٰ (دین و دنیا کے فتنوں میں) تمہارے حفاظت فرمائے گا، اللہ تعالیٰ کو یاد کر، تو تُو اسے اپنے ساتھ پائے گا جب سوال کرنا ہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے سوال کر، جب مدد مانگنا ہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگ اور اچھی طرح جان لے کہ اگر سارے لوگ تجھے نفع پہنچانے کے لئے اکٹھے ہو جائیں تو کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکیں گے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر سارے لوگ تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو تجھے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے، قلم (تقدیر لکھنے والے) اٹھالئے گئے ہیں اور صحیفے، جن میں تقدیر لکھی گئی ہے، خشک ہو چکے ہیں۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : تقدیر کی دو قسمیں ہیں پہلی تقدیر مبرم (یعنی فیصلہ کن) یہ کسی صورت میں نہیں بدلتی، دوسری تقدیر معلق، یہ دعا کرنے سے بدل جاتی ہے اور اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں لکھا جا چکا ہے۔ فلاں شخص کی فلاں تقدیر، فلاں دعا کرنے سے بدل جائے گی، تقدیر معلق کے بارے ہی میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ یعنی ''تقدیر نہیں بدلتی مگر دعا سے۔''

[1] صحیح سنن الترمذی، للالبانی، الجزء الثانی، رقم الحدیث

مسئلہ 72 زندگی اور موت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

﴿ هُوَ الَّذِىْ يُحْيِىْ وَ يُمِيْتُ فَإِذَا قَضٰى اَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ ﴾ (68:40)

”وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور جب کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس ایک حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔“ (سورہ مومن، آیت نمبر 68)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذَاتِ الرِّقَاعِ فَإِذَا اَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ سَيْفُ النَّبِيِّ ﷺ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ فَاخْتَرَطَهٗ فَقَالَ تَخَافُنِيْ قَالَ ((لَا)) فَقَالَ : فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ ؟ قَالَ : ((اَللّٰهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ...... وَ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيْلِيْ فِيْ صَحِيْحِهٖ فَقَالَ : فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ ؟ قَالَ ((اَللّٰهُ)) ! فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهٖ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّيْفَ فَقَالَ ((مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ)) فَقَالَ : كُنْ خَيْرَ آخِذٍ اَوْرَدَهُ النَّوَوِيُّ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ ذات الرقاع میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے (دوران سفر) ایک گھنے سائے والا درخت آیا جسے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے (آرام کے لئے) چھوڑ دیا۔ اتنے میں ایک مشرک آدمی آیا اور رسول اللہ ﷺ کی تلوار، جو درخت کے ساتھ لٹک رہی تھی، سونت کر بولا ”کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو (یا نہیں)؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”نہیں!“ مشرک کہنے لگا تو تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اللہ!“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ ابو بکر اسماعیلی نے اپنی صحیح میں یہ بات بھی روایت کی ہے (کہ جب) مشرک نے کہا ”تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟“ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اللہ!“ اس پر تلوار مشرک کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑی اور رسول اللہ ﷺ نے اٹھا لی۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا ”تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟“ مشرک نے کہا ”تم بہتر پکڑنے والے بنو۔“ (یعنی مجھ پر رحم کرو اور چھوڑ دو) اسے نووی نے ذکر کیا ہے۔

توحید صفات کے بارے میں شرکیہ امور:

① امور کائنات اور نظم کائنات کی تدبیر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے نبی، ولی، غوث، قطب یا

---

[1] رياض الصالحين ، باب في اليقين والتوكل ، الجزء الاول 267

ابدال کوشریک سمجھنا شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 49)

② زمین و آسمان کے تمام خزانوں میں تصرف کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اس میں کسی نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال کوشریک سمجھنا شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 50)

③ قیامت کے روز کسی کو سفارش کرنے کی اجازت دینے یا نہ دینے، سفارش قبول کرنے یا نہ کرنے، کسی کو ثواب یا عذاب دینے، کسی کو پکڑنے یا چھوڑنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے اس اختیار میں کسی نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال وغیرہ کو شریک سمجھنا، شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 51)

④ غیب کا علم رکھنے والا اور ہر جگہ حاضر ناظر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، کسی نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال وغیرہ کو عالم الغیب یا حاضر ناظر سمجھنا شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 57)

⑤ دلوں کو پھیرنے والا، ہدایت دینے والا، نیکی کی توفیق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے کسی نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال کو اس پر قادر سمجھنا، شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 68/69/62)

⑥ رزق کی تنگی یا فراخی، صحت اور بیماری، نفع اور نقصان، زندگی اور موت دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے کسی نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال کو اس پر قادر سمجھنا شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 72/70/67/63/64)

⑦ اولاد دینے یا نہ دینے والا بیٹے اور بیٹیاں دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے کسی نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال وغیرہ کو اس پر قادر سمجھنا، شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 65/66)

⑧ دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں کسی نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال وغیرہ کو اس میں شریک سمجھنا، شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 61)

⑨ دلوں میں چھپے راز اور بھید صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کسی نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال وغیرہ کو اس میں شریک سمجھنا، شرک ہے۔(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 60)

تَعْرِيْفُ الشِّرْكِ وَأَنْوَاعُهُ
شرک کی تعریف اور اس کی قسمیں

مسئلہ 73 شرک کی دو قسمیں ہیں ① شرک اکبر ② شرک اصغر۔

مسئلہ 74 اللہ تعالیٰ اپنی ذات، عبادات اور صفات میں اکیلا اور بے مثل ہے کسی جاندار یا بے جان، زندہ یا فوت شدہ مخلوق کو اس کی ذات میں یا عبادت میں یا اس کی صفات میں شریک کرنا یا اس کے ہمسر سمجھنا شرکِ اکبر کہلاتا ہے۔

مسئلہ 75 شرکِ اکبر کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ مَاتَ يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا اُدْخِلَ النَّارَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا تھا وہ آگ میں داخل کیا جائے گا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 76 شرک فی الذات، شرک فی العبادات اور شرک فی الصفات کے علاوہ بعض ایسے دیگر امور جن کے لئے احادیث میں شرک کا لفظ استعمال ہوا ہے مثلاً ریا یا غیر اللہ کی قسم کھانا وغیرہ شرکِ اصغر کہلاتا ہے۔

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ أَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ)) قَالُوْا : وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ ((اَلرِّيَاءُ))

[1] كتاب الايمان والنذور اذا قال والله لا اتكلم اليوم............

رَوَاهُ اَحْمَدُ❶

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''تمہارے بارے میں مجھے جن چیزوں کا خوف ہے ان میں سب سے زیادہ ڈرنے والی چیز شرک اصغر ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! شرک اصغر کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ریاء'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ① شرک اصغر کی دیگر مثالیں ''شرک اصغر کے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

② شرک اکبر کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا جبکہ شرک اصغر کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، لیکن کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جس کی سزا جہنم ہے۔ (جب تک اللہ چاہے) یاد رہے شرک اصغر سے توبہ نہ کرنا شرک اکبر کا باعث بن سکتا ہے۔

مَسئلہ 77 شرکِ خفی سے مراد چھپا ہوا شرک ہے جو انسان کے اندر کی چھپی ہوئی کیفیت کا نام ہے، شرکِ خفی، شرک اصغر بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ ریا کار کا شرک اور شرکِ اکبر بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ منافق کا شرک۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَ نَحْنُ نَتَذَاکَرُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ ، فَقَالَ ((اَلاَ اُخْبِرُکُمْ بِمَا ھُوَ اَخْوَفُ عَلَیْکُمْ عِنْدِیْ مِنَ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالِ؟)) قَالَ : قُلْنَا بَلٰی ! فَقَالَ ((اَلشِّرْکُ الْخَفِیُّ اَنْ یَقُوْمَ الرَّجُلُ یُصَلِّیْ فَیُزَیِّنُ صَلاَتَہٗ لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ)) رَوَاہُ ابْنِ مَاجَۃَ❷ (صحیح)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم لوگ آپس میں مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں جس کا مجھے تمہارے بارے میں مسیح دجال سے بھی زیادہ خوف ہے۔'' ہم نے عرض کیا ''کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! (ضرور بتائیے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''وہ ہے شرکِ خفی یعنی یہ کہ آدمی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو اور جب اسے محسوس ہو کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے تو اپنی نماز لمبی کر دے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

❶ مشکوۃ ، باب الریاء والسمعہ ، فصل الثالث

❷ صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 3389

أَلشِّرْكُ فِيْ ضَوْءِ الْقُرْآنِ
شرک،قرآن مجید کی روشنی میں

مسئلہ 78 شرک سب سے بڑی جہالت ہے۔

مسئلہ 79 شرک تمام نیک اعمال ضائع کر دیتا ہے خواہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔

﴿ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِّیْ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ○ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَيْكَ وَ اِلَی الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ ﴾(39:64-65)

''(اے نبی!) ان سے کہو پھر کیا اے جاہلو! تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے کے لئے مجھ سے کہتے ہو؟ (حالانکہ) تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔'' (سورہ زمر آیت نمبر 64-65)

مسئلہ 80 شرک انسان کو آسمان کی بلندیوں سے زمین کی پستی میں گرا دیتا ہے، جہاں وہ مسلسل مختلف گمراہیوں میں دھنستا چلا جاتا ہے حتی کہ وہ ہلاک اور برباد ہو جاتا ہے۔

﴿ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِیْ بِهِ الرِّيْحُ فِیْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ○ ﴾(22:31)

''اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا وہ گویا آسمان سے گر پڑا اب یا تو اسے پرندے (یعنی شیاطین) اچک لے جائیں یا ہوا (خواہشات نفس) اس کو ایسی جگہ لے جا کر پھینک دے گی جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔'' (سورہ حج، آیت نمبر 31)

مسئلہ 81 مشرک کو توحید کا ذکر بڑا ناگوار محسوس ہوتا ہے۔

﴿ وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ اِذَا ذُكِرَ

الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝﴾(45:39)

''جب ایک اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکا یک خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔'' (سورہ زمر آیت نمبر 45)

مَسئلہ 82 شرک کے معاملے میں والدین یا کسی عالم یا کسی مرشد کی اطاعت کرنا حرام ہے۔

﴿وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝﴾(8:29)

''ہم نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ وہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے لیکن اگر والدین زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی (ایسے معبود) کو شریک ٹھہرائے جسے (شریک کی حیثیت سے) تو نہیں جانتا تو ان کی اطاعت نہ کر، میری طرف ہی تم سب کو پلٹ کر آنا ہے پھر میں تم کو بتاؤں گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔'' (سورہ عنکبوت، آیت نمبر 8)

مَسئلہ 83 مشرک مرد یا عورت کا توحید پرست عورت یا مرد سے نکاح حرام ہے۔

﴿وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ۝﴾(221:2)

''مشرک عورتوں سے نکاح ہرگز نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، ایک مومن لونڈی مشرک آزاد عورت سے بہتر ہے اگر چہ وہ (یعنی مشرک عورت) تمہیں پسند ہی ہو اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے بھی ہرگز نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، ایک غلام مومن، آزاد مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ مشرک تمہیں کتنا ہی پسند ہو۔'' (سورہ بقرہ، آیت نمبر 221)

مَسئلہ 84 حالتِ شرک میں فوت ہونے والے مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا منع ہے۔

﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ ﴾(113:9)

''نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔'' (سورہ توبہ، آیت نمبر 113)

مسئلہ 85 مشرک پر جنت حرام ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔

﴿ وَ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ ﴾(72:5)

''حضرت عیسیٰ نے (اپنی قوم بنی اسرائیل) سے کہا اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی، جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔'' (سورہ مائدہ، آیت نمبر 72)

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ ﴾(6:98)

''اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا وہ یقیناً جہنم کی آگ میں جائیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے ایسے لوگ بدترین مخلوق ہیں۔'' (سورہ بینہ، آیت نمبر 6)

مسئلہ 86 حقیقتِ شرک سمجھانے کے لئے قرآن مجید کی چند حکیمانہ مثالیں۔

① ﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾(41:29)

''جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرست بنا لئے ہیں ان کی مثال مکڑی جیسی ہے جو اپنا ایک گھر بناتی ہے اور سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا ہی ہوتا ہے۔ کاش! یہ لوگ اس حقیقت کو جانتے۔'' (سورہ عنکبوت، آیت نمبر 41)

② ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَن يَخْلُقُوا۟ ذُبَابًا وَلَوِ ٱجْتَمَعُوا۟ لَهُۥ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ ٱلذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ ٱلطَّالِبُ وَٱلْمَطْلُوبُ ○ مَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦٓ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَقَوِىٌّ عَزِيزٌ ○﴾(22:73-74)

''اے لوگو!ایک مثال دی جاتی ہے اسے ذرا غور سے سنو،اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن معبودوں کو تم پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ مکھی اگر ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اسے چھڑا بھی نہیں سکتے ، مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور،ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں پہچانی جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق تھا حقیقت یہ ہے کہ قوت اور عزت والا تو اللہ ہی ہے۔''(سورہ حج،آیت نمبر73-74)

③ ﴿وَٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِۦ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَىْءٍ إِلَّا كَبَـٰسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى ٱلْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَـٰلِغِهِۦ ۚ وَمَا دُعَآءُ ٱلْكَـٰفِرِينَ إِلَّا فِى ضَلَـٰلٍ ○﴾(14:13)

''اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جنہیں یہ(مشرک)لوگ پکارتے ہیں وہ(معبودان باطل)ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے انہیں پکارنا تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اس سے درخواست کرے کہ تو میرے منہ تک پہنچ جا، حالانکہ پانی اس تک پہنچنے والا نہیں ، بس اسی طرح کافروں کی دعائیں بیکار جانے والی ہیں۔''(سورہ رعد،آیت نمبر14)

④ ﴿ضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَآءُ مُتَشَـٰكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○﴾(29:39)

''اللہ تعالیٰ ایک مثال دیتا ہے،ایک غلام تو وہ ہے جس کے مالک ہونے میں بہت سے کج خلق آقا شریک ہیں جو اسے اپنی اپنی طرف کھینچتے ہیں اور دوسرا وہ شخص مکمل طور پر صرف ایک ہی آقا کا غلام ہے، کیا ان دونوں کا حال یکساں ہو سکتا ہے؟الحمد للہ(ایسا نہیں)مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔''(سورہ زمر آیت نمبر29)

⑤ ﴿ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ ۖ هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُكُم مِّن شُرَكَآءَ فِى مَا رَزَقْنَـٰكُمْ فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَآءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلْـَٔايَـٰتِ لِقَوْمٍ

یَّعۡقِلُوۡنَ ○ ﴾(28:30)

''اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ذات سے ہی ایک مثال دیتا ہے کیا تمہارے ان غلاموں میں سے جو تمہاری ملکیت ہیں کچھ غلام ایسے بھی ہیں جو ہمارے دیئے ہوئے مال و دولت میں تمہارے ساتھ برابر کے شریک ہوں اور کیا تم ان سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح آپس میں اپنے ہمسروں سے ڈرتے ہو؟ اس طرح ہم آیت کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔'' (سورہ روم، آیت نمبر 28)

⑥ ﴿ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبۡدًا مَّمۡلُوۡكًا لَّا يَقۡدِرُ عَلٰى شَىۡءٍ وَّ مَنۡ رَّزَقۡنٰهُ مِنَّا رِزۡقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنۡفِقُ مِنۡهُ سِرًّا وَّ جَهۡرًا هَلۡ يَسۡتَوٗنَ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ○ ﴾(75:16)

''اللہ تعالیٰ ایک مثال دیتا ہے ایک تو ہے غلام جو دوسرے کا مملوک ہے اور خود کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ (جیسے مشرکوں کے ٹھہرائے ہوئے شرکاء) دوسرا شخص وہ ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھا رزق عطا کیا ہے اور وہ اس میں سے کھلے اور چھپے (اپنی مرضی سے) خرچ کرتا ہے (یعنی پوری طرح بااختیار ہے جیسے اللہ تعالیٰ) بتاؤ کیا دونوں برابر ہیں؟ الحمد للہ (ہرگز نہیں) مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (سورہ نحل، آیت نمبر 75)

مسئلہ 87 **قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فرشتے، انبیاء و رسل اور اولیاء و صلحاء، ان مشرکین کے خلاف گواہی دیں گے جو دنیا میں انہیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے رہے ہوں گے۔**

مسئلہ 88 **قیامت کے روز مشرکین کے معبودان کے کسی کام نہیں آئیں گے۔**

(الف) ملائکہ :

﴿ وَ يَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ جَمِيۡعًا ثُمَّ يَقُوۡلُ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمۡ كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ ○ قَالُوۡا سُبۡحٰنَكَ اَنۡتَ وَلِيُّنَا مِنۡ دُوۡنِهِمۡ بَلۡ كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ الۡجِنَّ اَكۡثَرُهُمۡ بِهِمۡ مُّؤۡمِنُوۡنَ ○ ﴾(37:40-41)

''اور جس دن اللہ تعالیٰ انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا، کیا یہ (مشرک) لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے؟ فرشتے جواب دیں گے، پاک ہے تیری ذات، ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ ان لوگوں سے۔ دراصل یہ ہماری نہیں جنوں کی عبادت کرتے تھے۔ ان (مشرکین) میں سے اکثر

انہی پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔'' (سورہ سباء، آیت نمبر 40-41)

(ب) انبیاء و رسل :

﴿یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَا ذَا اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ○﴾ (109:5)

''جس روز اللہ تعالیٰ سب رسولوں کو مخاطب کر کے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا تو وہ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں غیب کی باتیں تو آپ کے علم میں ہیں۔'' (سورہ مائدہ آیت نمبر 109)

﴿وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالَ سُبْحَانَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ○ مَا قُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِیْ بِہٖ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ○﴾ (116-117:5)

''(قیامت کے دن) جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو؟ تو وہ جواب میں عرض کریں گے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ! میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا کہ جس کے کہنے کا مجھے حق ہی نہ تھا اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو تجھے ضرور علم ہوتا تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے دل میں ہے بے شک تو ساری پوشیدہ باتوں سے واقف ہے میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا وہ یہ کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب ہے اور تمہارا بھی میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا جب تو نے مجھے واپس بلا لیا تو پھر تو ہی ان پر نگران تھا اور تو ساری ہی چیزوں پر نگران ہے۔'' (سورہ مائدہ آیت نمبر 116-117)

(ج) اولیاء و صلحاء

﴿وَیَوْمَ یَحْشُرُھُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ ھٰؤُلَاءِ اَمْ ھُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَکَ مَا کَانَ یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِکَ مِنْ اَوْلِیَاءَ

وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا ۝﴾ (18-17:25)

''اور جس روز اللہ تعالیٰ ان (مشرکوں) کو بھی اکٹھا کرلائے گا اور ان کے معبودوں کو بھی بلایا جائے گا جنہیں آج یہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پوج رہے ہیں پھر ان (معبودوں) سے پوچھا جائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود راہ راست سے بھٹک گئے تھے؟ وہ عرض کریں گے پاک ہے تیری ذات ہماری تو یہ مجال بھی نہ تھی کہ تیرے سوا کسی کو اپنا مولیٰ بنالیتے مگر تو نے ان کے باپ دادا کو خوب سامان زندگی دیا حتیٰ کہ یہ (تیرے) ارشادات کو بھول گئے اور شامت زدہ ہوکر رہ گئے۔'' (سورہ فرقان' آیت نمبر 17-18)

﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۝ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝﴾ (28-27:10)

''اور جس روز ہم ان سب (یعنی شریک ٹھہرائے گئے اور شریک ٹھہرانے والے لوگوں) کو ایک ساتھ اکٹھا کریں گے تو ان لوگوں سے جنہوں نے شریک کیا ہے کہیں گے کہ ٹھہر جاؤ تم سبھی اور تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریک بھی' پھر ان کے درمیان سے اجنبیت کا پردہ ہٹادیں گے (یعنی وہ مشرک اور ان کے ٹھہرائے ہوئے شریک بھی ایک دوسرے کو پہچان لیں گے) تب ان کے ٹھہرائے ہوئے شریک کہیں گے تم ہماری عبادت تو نہیں کرتے تھے (اور اس بات پر) ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے (اگر تم ہماری عبادت کرتے بھی تھے تو) ہم تمہاری اس عبادت سے بے خبر تھے۔'' (سورہ یونس' آیت نمبر 28-29)

مسئلہ 89 قیامت کے روز مشرکوں اور شرکاء کے حالت زار پر قرآن مجید کا ایک طنزیہ تبصرہ!

﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝﴾ (26-22:37)

''(قیامت کے روز حکم ہوگا) گھیر لاؤ ان سب ظالموں کو' ان کے ساتھیوں کو اور ان معبودوں کو جن

کی بندگی کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر' پھر ان سب کو جہنم کا راستہ دکھاؤ اور (ہاں) ذرا انہیں ٹھہراؤ ان سے کچھ پوچھنا ہے کیا ہو گیا تمہیں تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کر رہے؟ ارے آج تو یہ سب بڑے فرمانبردار بنے ہوئے ہیں؟'' (یعنی ہر بات پر بلا چون و چرا عمل کر رہے ہیں) (سورہ صافات' آیت نمبر 22 تا 26)

مسئلہ 90 قیامت کے روز مشرک عذاب دیکھ کر شرک سے انکار اور توحید کا اقرار کرے گا لیکن اس وقت توحید کا اقرار اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

﴿فَلَمَّا رَاَوْ بَاْسَنَا قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ○ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْ بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ○﴾ (85-84:40)

''جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکار اٹھے گا ہم نے مان لیا اللہ وحدہ لاشریک الہٰ کو اور ہم انکار کرتے ہیں ان سب معبودوں کا جنہیں ہم اس کا شریک ٹھہراتے تھے' مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لئے کچھ بھی نفع بخش نہ ہو سکتا تھا کیوں کہ یہی اللہ تعالیٰ کا قانون ہے جو ہمیشہ سے اس کے بندوں میں چلا آ رہا ہے' چنانچہ اس وقت کافر لوگ خسارے میں پڑ جائیں گے۔'' (سورہ مومن' آیت نمبر 84 تا 85)

مسئلہ 91 مشرکوں کے لئے قرآن مجید کی دعوت فکر!

① ﴿قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ○﴾ (64-63:6)

''اے نبی! ان سے پوچھو' صحرا اور سمندر کی تاریکیوں میں کون تمہیں خطرات سے بچاتا ہے؟ کون ہے جس سے تم مصیبت کے وقت گڑگڑا گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعائیں مانگتے ہو؟ کس سے کہتے ہو کہ اگر اس بلا سے اس نے بچا لیا تو ہم شکر گزار ہوں گے؟ کہو اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے اور تکلیف سے نجات دیتا ہے پھر تم دوسروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔'' (سورہ انعام' آیت نمبر 63 تا 64)

② ﴿قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○﴾(23:84-89)

''مشرکوں سے کہو! بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ یہ زمین اور اس میں جو کچھ ہے وہ سب کس کی ملکیت ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ کی کہو تم ہوش میں کیوں نہیں آتے' ان سے پوچھو ساتوں آسمان اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ' کہو تم ڈرتے کیوں نہیں؟ ان سے کہو بتاؤ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ' کہو پھر کہاں سے تم دھوکہ کھاتے ہو؟'' (سورہ مومنون' آیت نمبر 84 تا 89)

③ ﴿اَمِ اتَّخَذُوْا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ○ لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○﴾(21:21-22)

''کیا ان لوگوں کے بنائے ہوئے ارضی معبود ایسے ہیں کہ (بے جان میں جان ڈال کر) اٹھا کھڑا کرتے ہوں؟ اگر آسمان وزمین میں ایک اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبود بھی ہوتے تو (زمین وآسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا' پس عرش کا مالک اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔'' (سورہ انبیاء' آیت نمبر 21 تا 22)

④ ﴿اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَا اَنْهَارًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○﴾(27:61)

''وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس کے اندر دریا رواں کئے اور اس میں (پہاڑوں کی) میخیں گاڑ دیں اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیئے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور اللہ بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟ ''نہیں'' بلکہ ان میں اکثر لوگ نادان ہیں۔'' (سورہ النمل' آیت نمبر 61)

ـــــــ

اَلشِّرْكُ فِیْ ضَوْءِ السُّنَّةِ

شرک،سنت کی روشنی میں

مسئلہ 92 کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ ؟ قَالَ ((اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ : قُلْتُ لَهٗ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِیْمٌ ، قَالَ : قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ ((ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ یَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ : قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ ؟ قَالَ ثُمَّ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَةَ جَارِكَ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا "اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کہ "تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔" حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا "ہاں! واقعی یہ تو بہت بڑا گناہ ہے۔" پھر میں نے عرض کیا "شرک کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گی۔" پھر میں نے عرض کیا "اس کے بعد؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "یہ کہ تو ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 93 شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ ﴿ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا اَیُّنَا لَمْ یَلْبِسْ اِیْمَانَهٗ بِظُلْمٍ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّهٗ لَیْسَ بِذٰكَ اَلَا تَسْمَعُ اِلٰی قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهٖ ﴿ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴾ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [2]

---

[1] كتاب الايمان ، باب بيان كون الشرك اقبح الذنوب ....

[2] كتاب التفسير سورة لقمان

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب (سورہ انعام کی) آیت ﴿ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْا ...... ﴾ یعنی ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو ملوث نہیں کیا۔'' نازل ہوئی، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت گراں گزری، انہوں نے کہا ''ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ایمان لانے کے بعد کوئی ظلم (گناہ) نہ کیا ہو؟'' (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس آیت میں ظلم سے مراد عام گناہ نہیں (بلکہ شرک ہے) کیا تم نے (قرآن مجید میں) لقمان کا قول نہیں سنا جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ''شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 94 شرک اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ تکلیف دینے والا گناہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی سَمِعَهٗ مِنَ اللّٰهِ یَدَّعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْهِمْ وَ یَرْزُقُهُمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تکلیف دہ بات سن کر اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں، مشرک کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ انہیں عافیت میں رکھتا ہے اور روزی دیتا ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 95 شرک کرنے والا اللہ تعالیٰ کو گالی دیتا ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 29 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 96 قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مشرک کو اس کے نیک اعمال کا بدلہ دینے سے انکار کر دے گا۔

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِنَّ أَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ)) قَالُوْا : وَ مَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ قَالَ ((اَلرِّیَاءُ یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِذَا جُزِیَ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ اِذْهَبُوْا اِلَی الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تَرَاءُوْنَ فِی الدُّنْیَا فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً ؟)) رَوَاهُ اَحْمَدُ [2]

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہارے بارے میں مجھے جس چیز

---

[1] کتاب التوحید ، باب قول اللہ تعالی ان اللہ ھو الرزاق ذوا القوۃ المتین

[2] سلسلہ احادیث الصحیحہ (2-951)

کا سب سے زیادہ ڈر ہے وہ شرک اصغر ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! شرک اصغر کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے روز جب لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جا رہا ہوگا تو اللہ تعالیٰ (ریا میں مبتلا) لوگوں سے کہیں گے ''جاؤ ان لوگوں کے پاس جن کو دکھانے کے لئے تم نیک عمل کیا کرتے تھے اور پھر دیکھو ان سے تم کیا جزا پاتے ہو؟'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 97 شرک انسان کو ہلاک کرنے والا گناہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ)) قِیْلَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ مَا هُنَّ ؟ قَالَ ((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَ قَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَكْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَ اَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَ قَذْفُ الْمُحْصِنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہلاک کرنے والے سات گناہوں سے بچو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! وہ (سات گناہ) کون سے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ① اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ② جادو ③ ناحق کسی جان کو قتل کرنا، جسے اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے ④ یتیم کا مال کھانا ⑤ سود کھانا ⑥ میدان جنگ سے بھاگنا اور ⑦ بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 98 رسول اکرم ﷺ نے مشرکوں کے لئے بددعا فرمائی۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ اسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْبَیْتَ فَدَعَا عَلٰی سِتَّةِ نَفَرٍ مِنْ قُرَیْشٍ فِیْهِمْ اَبُوْجَهْلٍ وَ اُمَیَّةُ بْنِ خَلَفٍ وَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِیْعَةَ وَ شَیْبَةُ بْنُ رَبِیْعَةَ وَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِیْ مُعَیْطٍ فَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَقَدْ رَأَیْتُهُمْ صَرْعٰی عَلٰی بَدْرٍ قَدْ غَیَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ وَ كَانَ یَوْمًا حَارًّا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ شریف کی طرف منہ کیا اور قریش کے چھ آدمیوں کے لئے بددعا فرمائی، جن میں ابوجہل، امیہ بن خلف، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور عقبہ بن ابی معیط شامل تھے، (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں

[1] كتاب الایمان ، باب الكبائر و اكبرها

[2] كتاب الجهاد والسير باب ما لقى النبى ﷺ من اذى المشركين

کہ میں نے ان لوگوں کو بدر کے میدان میں اس حال میں دیکھا کہ دھوپ سے ان کے جسم سڑے ہوئے تھے کیونکہ وہ بہت گرم دن تھا۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 99 مشرک کو ایصال ثواب کا کوئی عمل فائدہ نہیں پہنچاتا۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 14 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 100 شرک کرنے والا قطعی جہنمی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ مَاتَ يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا اُدْخِلَ النَّارَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو شریک بناتا تھا،وہ آگ میں داخل ہوگا۔“اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 101 کسی نبی یا ولی کے ساتھ قریبی تعلق بھی مشرک کو جہنم کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَلْقٰى اِبْرَاهِيْمُ اَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلٰى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَ غَبَرَةٌ فَيَقُوْلُ لَهُ اِبْرَاهِيْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِىْ فَيَقُوْلُ اَبُوْهُ فَالْيَوْمَ لَا اَعْصِيْكَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ يَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَنِىْ اَنْ لَا تُخْزِيَنِىْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَاَىُّ خِزْىٍ اَخْزٰى مِنْ اَبِى الْاَبْعَدِ؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّىْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَا اِبْرَاهِيْمُ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُلْتَطِخٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَيُلْقٰى فِى النَّارِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے باپ آزر کو اس حال میں دیکھیں گے کہ اس کے منہ پر سیاہی اور گردوغبار جما ہوگا،چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں گے ”میں نے دنیا میں تمہیں کہا نہیں تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو؟“ آزر کہے گا

---

[1] كتاب الايمان والنذور ، با ب إذا قال والله لا اتكلم اليوم

[2] كتاب احاديث الانبياء ، باب قول الله تعالى واتخذا الله ابراهيم خليلا

”اچھا! آج میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا۔“ حضرت ابراہیم علیہ السلام (اپنے رب سے درخواست کریں گے) ”اے میرے رب! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تجھے قیامت کے روز رُسوا نہیں کروں گا، لیکن اس سے زیادہ رسوائی اور کیا ہوگی کہ میرا باپ تیری رحمت سے محروم ہے۔“ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”میں نے جنت کافروں پر حرام کردی ہے۔“ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”اے ابراہیم! تمہارے دونوں پاؤں کے نیچے کیا ہے؟“ حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکھیں گے کہ غلاظت میں لت پت ایک بجّو ہے جسے (فرشتے) پاؤں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیں گے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : دوسری حدیث مسئلہ نمبر 11 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 102 قیامت کے روز مشرک روئے زمین کی ساری دولت دے کر جہنم سے نکلنا چاہے گا لیکن ایسا ممکن نہ ہوگا۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِأَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهٖ ؟ فَيَقُوْلُ نَعَمْ ! فَيَقُوْلُ اَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَ أَنْتَ فِيْ صُلْبِ آدَمَ اَنْ لَا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا فَأَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِيْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”(قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ اس دوزخی سے فرمائے گا جسے سب سے ہلکا عذاب دیا جا رہا ہوگا کہ اگر تیرے پاس اس وقت روئے زمین کی ساری دولت موجود ہو تو کیا تو اپنے آپ کو آزاد کرانے کے لئے دے دے گا؟“ وہ کہے گا ”ہاں! ضرور دے دوں گا۔“ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”دنیا میں میں نے تجھ سے اس کی نسبت بہت ہی آسان بات کا مطالبہ کیا تھا، وہ یہ کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، لیکن تو نے میری یہ بات نہ مانی اور میرے ساتھ شرک کیا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 103 مشرک سے دینی امور کو متاثر کرنے والے تعلقات رکھنے منع ہیں۔

عَنْ جَرِيْرٍ ﷺ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَ هُوَ يُبَايِعُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اُبْسُطْ يَدَكَ حَتّٰى اُبَايِعَكَ وَاشْتَرِطْ عَلَيَّ فَأَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ ((اُبَايِعُكَ عَلٰى اَنْ تَعْبُدَاللّٰهِ وَ تُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَ

[1] كتاب الرقاق ، باب صفة الجنة والنار

تُؤَدِّیَ الزَّکَاةَ وَ تُنَاصِحَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ تُفَارِقَ الْمُشْرِکِیْنَ)) رَوَاهُ النِّسَائِیُّ ❶ (صحیح)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ (لوگوں سے) بیعت لے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا ہاتھ آگے بڑھایئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں اور (ہاں) مجھے شرائط بتا دیجئے (کیونکہ) آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں تجھ سے ان شرائط پر بیعت لوں گا ① تو اللہ کی بندگی کرے ② نماز قائم کرے ③ زکاۃ ادا کرے ④ مسلمانوں کی خیر خواہی کرے اور ⑤ مشرک سے الگ رہے۔" اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 104 ایسی جگہ جہاں شرک کیا جاتا تھا، یا کیا جاتا ہو، وہاں جائز عبادت کرنا بھی منع ہے۔

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رضی اللہ عنہ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یَنْحَرَ اِبِلاً بِبُوَانَةَ فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ نَذَرْتُ اَنْ اَنْحَرَ اِبِلاً بِبُوَانَةَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((هَلْ کَانَ فِیْهَا وَثَنٌ مِنْ اَوْثَانِ الْجَاهِلِیَّةِ یَعْبُدُ ؟)) قَالُوْا : لاَ ، قَالَ ((هَلْ کَانَ فِیْهَا عِیْدٌ مِنْ اَعْیَادِهِمْ ؟)) قَالُوْا : لاَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَوْفِ بِنَذْرِكَ فَاِنَّهُ لاَ وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ وَ لاَ فِیْمَا لاَ یَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ❷ (صحیح)

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بوانہ نامی جگہ پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی، وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (اور عرض کیا) میں نے بوانہ پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے (اپنی نذر پوری کروں یا نہ کروں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا "کیا وہاں زمانہ جاہلیت میں کوئی بت تھا جس کی پوجا کی جاتی رہی ہو؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "نہیں!" تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "کیا وہاں مشرکین کا کوئی میلہ لگتا تھا؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "نہیں!" تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اپنی نذر پوری کرو اور یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والی نذر پوری کرنا جائز نہیں نہ ہی وہ نذر جو انسان کے بس میں نہ ہو۔" اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

☹☹☹

❶ صحیح سنن النسائی ، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 3893
❷ صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2834

اَلشِّرْكُ الْأَصْغَــــرِ

شرکِ اصغر کے مسائل

مَسئلہ 105 نظر بد یا بیماری سے محفوظ رہنے کے لئے چھلّا ، منکا، کڑا، زنجیر، حلقہ یا تعویز پہننا شرک ہے۔

مَسئلہ 106 نظر بد یا حادثات سے بچنے کے لئے کار، مکان یا دکان وغیرہ پر گھوڑے کی نعل لٹکانا یا مٹی کی کالی ہنڈیا لٹکانا شرک ہے۔❶

مَسئلہ 107 نوزائیدہ بچے کو نظر بد سے بچانے کے لئے گھر کے دروازے پر کسی مخصوص درخت کی ٹہنیاں لٹکانا شرک ہے۔

مَسئلہ 108 حادثات سے محفوظ رہنے کے لئے بازو پر ''امام ضامن'' باندھنا شرک ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَقْبَلَ اِلَيْهِ رَهْطٌ فَبَايَعَ تِسْعَةً وَ اَمْسَكَ عَنْ وَاحِدٍ ، فَقَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! بَايَعْتَ تِسْعَةً وَ تَرَكْتَ هٰذَا؟ قَالَ ((اِنَّ عَلَيْهِ تَمِيْمَةً فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فَقَطَعَهَا)) فَبَايَعَهٗ ، وَ قَالَ ((مَنْ عَلَّقَ تَمِيْمَةً فَقَدْ اَشْرَكَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ ❷

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک جماعت (اسلام لانے کے لئے) حاضر ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ نے نو آدمیوں سے بیعت لی اور دسویں آدمی کی بیعت لینے سے ہاتھ روک لیا۔ انہوں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے نو آدمیوں کی بیعت لی ہے اور اس آدمی کی بیعت نہیں لی؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس نے تمیمہ (تعویذ، دھاگا یا منکا وغیرہ) لٹکایا

❶ بعض علماء کے نزدیک قرآنی آیات یا مسنون دعاؤں پر مشتمل تعویز استعمال کرنا جائز ہے
❷ سلسله احاديث الصحيحه ، للالبانی ، رقم الحديث 492

ہوا ہے۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اسے کاٹ دیا اور اس کے بعد اس سے بیعت لی۔ پھر ارشاد فرمایا ''جس نے تمیمہ لٹکایا اس نے شرک کیا۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَالَةَ شِرْكٌ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ❶

حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''دم، تعویذ اور ٹونے شرک ہیں۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِىْ بَشِيْرِ الْاَنْصَارِىِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِىْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ قَالَ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَسُوْلاً قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِىْ بَكْرٍ : حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ وَالنَّاسُ فِىْ مَبِيْتِهِمْ ((لَا تُبْقَيَنَّ فِىْ رَقَبَةِ بَعِيْرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ اَوْ قِلَادَةٌ اِلَّا قُطِعَتْ)) قَالَ مَالِكٌ اُرٰى ذٰلِكَ مِنَ الْعَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے ایک پیغام رساں بھیجا۔ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں اس وقت لوگ ابھی اپنی خواب گاہوں میں ہوں گے اور حکم دیا کہ کسی اونٹ کے گلے میں (دم کیا ہوا) تانت (دھاگے) کا قلادہ (پٹہ) یا کوئی طوق نہ رہنے دیا جائے بلکہ اسے کاٹ دیا جائے۔'' امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں میرا خیال ہے (مشرک لوگ یہ طوق اونٹ کو) نظر بد سے بچانے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 109 بدشگونی لینا شرک ہے۔

عَنْ فُضَالَةَ ابْنِ عُبَيْدٍ الْاَنْصَارِىِّ ﷺ صَاحِبُ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ ((مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ فَقَدْ قَارَفَ الشِّرْكَ)) رَوَاهُ ابْنِ وَهَبٍ فِى الْجَامِعِ ❸

حضرت فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ صحابی رسول رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''جس شخص کو بدشگونی نے کام کرنے سے روک دیا، وہ شرک کا مرتکب ہوا۔'' اسے ابن وہب نے جامع میں روایت کیا ہے۔

❶ سلسله احاديث الصحيحه ، للالبانی ، رقم الحديث 331
❷ كتاب اللباس والزينة ، باب كراهية قلادة الوتر فى رقية البعير
❸ سلسله احاديث الصحيحه ، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحديث 1065

مسئلہ 110 غیر اللہ (مثلاً والدین، بیوی، اولاد، قرآن یا کعبہ وغیرہ) کی قسم کھانا شرک ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷜ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِيْ حِلِفِهٖ بِاللَّاتِ فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے جو شخص (غیر اللہ کی) قسم کھائے اور اپنی قسم میں یوں کہے ''لات کی قسم'' اسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنا چاہئے (یعنی اپنے ایمان کی تجدید کرنی چاہئے) اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے آؤ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو اسے (اپنی استطاعت کے مطابق) صدقہ کرنا چاہئے (تاکہ گناہ کا کفارہ ادا ہو جائے۔)'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 111 ریا اور دکھاوا شرک ہے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ﷜ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ نَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ ، فَقَالَ ((اَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِيْ مِنَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ؟)) قَالَ : قُلْنَا بَلٰى! فَقَالَ ((اَلشِّرْكُ الْخَفِيُّ اَنْ يَقُوْمَ الرَّجُلُ يُصَلِّيْ فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهٗ لِمَا يَرٰى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❸

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مسیح دجال کا ذکر رہے تھے (اتنے میں) رسول اکرم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جس کا مجھے

❶ صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1241
❷ کتاب الایمان ، باب من حلف بالات والعزی فلیقل لا الہ الا اللہ
❸ صحیح سنن ابن ماجه ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 3389

تمہارے بارے میں مسیح دجال (کے فتنہ) سے بھی زیادہ ڈر ہے؟'' ہم نے عرض کیا ''کیوں نہیں (ضرور بتلایئے)'' آپ ﷺ نے فرمایا ''شرک خفی (اور وہ یہ ہے کہ) ایک آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور صرف اس لئے عمدہ نماز پڑھتا ہے کہ اسی کوئی (دوسرا شخص) دیکھ رہا ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 112 ترک نماز شرک اور کفر ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((بَيْنَ الرَّجُلِ وَ بَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلاَةِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''کفر و شرک اور بندے کے درمیان ترک نماز (کا فرق) ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 113 غیب کا حال معلوم کرنے کے لئے کسی کو ہاتھ دکھانا شرک ہے۔

عَنْ صَفِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَاَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاَةٌ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی کسی زوجہ محترمہ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص نجومی کے پاس جائے اور اس سے (مستقبل کے بارے میں) کوئی بات دریافت کرے تو اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوتی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 114 ستاروں کی تاثیر پر یقین رکھنا شرک ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ بَرَكَةٍ اِلاَّ اَصْبَحَ فَرِيْقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِيْنَ يُنْزِلُ اللّٰهُ الْغَيْثَ فَيَقُوْلُوْنَ ا لْكَوْكَبُ كَذَا وَ كَذَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''نہیں نازل فرمائی اللہ تعالیٰ

---

1. كتاب الايمان ، باب بيان اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة
2. كتاب السلام ، باب تحريم الكهانة واتيان الكهان
3. كتاب الايمان ، باب بيان كفر من قال مطرنا بالنوء

نے برکت (بارش) آسمان سے مگر لوگوں میں سے بعض نے صبح کو اس کا انکار کیا حالانکہ بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے لیکن انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ فلاں فلاں تارے کی وجہ سے بارش ہوئی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 115 انبیاء، اولیاء اور صلحاء سے عقیدت میں غلو کرنا شرک ہے۔

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَا تُطْرُوْنِىْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا اَنَا عَبْدُهُ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰهِ وَ رَسُوْلُهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مبالغہ کیا بے شک میں ایک بندہ ہوں لہٰذا مجھے اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو۔'' اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاحادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی واذکر فی الکتاب مریم

اَلْاَحَادِیْثُ الضَّعِیْفَةُ وَالْمَوْضُوْعَةُ

ضعیف اور موضوع احادیث

① ((کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا اَنْ اُعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ))

''میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، چنانچہ میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔''

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ملاحظہ ہو سلسلہ احادیث الضعیفہ والموضوعہ از البانی، حدیث نمبر 66

② ((مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ))

''جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا ۔''

وضاحت : یہ حدیث بے بنیاد ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سلسلہ احادیث الضعیفہ والموضوعہ از البانی، جلد اول، حدیث نمبر 66

③ ((مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَ الْحَقَّ وَ مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ))

''جس نے مجھے پہچانا ، اس نے اپنے خدا کو پہچانا اور جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔'' (ریاض السالکین، صفحہ نمبر 72)

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ملاحظہ ہو شریعت وطریقت از مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صفحہ نمبر 467

④ ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : خَلَقْتُ مُحَمَّدًا مِّنْ نُّوْرِ وَجْهِیَ وَالْمُرَادُ مِنَ الْوَجْهِ ذَاتَ الْمُقَدَّسَةَ))

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں نے محمد ﷺ کو اپنے چہرے کے نور سے پیدا کیا ہے اور چہرے سے مراد ذات مقدس (یعنی اللہ تعالیٰ) ہے۔'' (ریاض السالکین صفحہ نمبر 90)

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ملاحظہ ہو شریعت وطریقت از مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صفحہ نمبر 463

⑤ ((یَا جَابِرُ! اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ))

''اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔''

وضاحت : یہ حدیث بے اصل ہے، ملاحظہ ہو سیرۃ النبی از سید سلیمان ندوی جلد سوم صفحہ نمبر 737

⑥ ((خَلَقَنِیَ اللّٰہُ مِنْ نُّوْرِہٖ وَخَلَقَ اَبَا بَکْرٍ مِنْ نُّوْرِیْ وَخَلَقَ عُمَرَ مِنْ نُّوْرِ اَبِیْ بَکْرٍ وَخَلَقَ اُمَّتِیْ مِنْ نُّوْرِ عُمَرَ وَعُمَرُ سِرَاجُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ))

''اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو میرے نور سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نور سے اور میری امت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نور سے پیدا فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام جنتیوں کے چراغ ہیں۔''

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے ملاحظہ ہو میزان الاعتدال از ذہبی جلد اول صفحہ نمبر 166

⑦ ((اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ : اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ لَوْ لَاکَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ النَّارِ))

''میرے پاس جبریل آئے اور کہا اللہ فرماتا ہے اگر تم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں جنت و دوزخ پیدا نہ کرتا۔''

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے ملاحظہ ہو الآثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ صفحہ نمبر 44

⑧ ((لَوْلَاکَ یَا مُحَمَّدُ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا))

''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ کرتا۔''

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے ملاحظہ ہو الموضوعات از ابن الجوزی جلد اول صفحہ نمبر 982

⑨ ((لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ))

''اگر تم نہ ہوتے تو میں کائنات پیدا نہ کرتا۔''

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے ملاحظہ ہو سلسلہ احادیث الضعیفہ والموضوعہ از البانی جلد اول حدیث نمبر 282

⑩ ((قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: یَا مُحَمَّدُ ﷺ اَنْتَ اَنَا وَاَنَا اَنْتَ))

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تو میں اور میں تو ہے۔''

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے ملاحظہ ہو شریعت و طریقت از مولانا عبدالرحمٰن کیلانی 463

⑪ ((اَیُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَیْکُمْ اِیْمَانًا ؟ قَالُوْا : اَلْمَلَائِکَۃُ ، قَالَ : وَمَا لَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ عَزَّوَجَلَّ ؟ قَالُوْا فَالنَّبِیُّوْنَ قَالَ : وَمَا لَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَالْوَحْیُ یُنْزَلُ عَلَیْھِمْ ؟

قَالُوْا : فَنَحْنُ قَال: وَمَا لَكُمْ لاَ تُؤْمِنُوْنَ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ ؟ قَالَ ؟: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اَلاَ اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَيَّ اِيْمَانًا لَقَوْمٌ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِكُمْ يَجِدُوْنَ صُحُفًا فِيْهَا كِتَابٌ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا فِيْهَا .))

''ایمان لانے کے معاملے میں تمہارے نزدیک کونسی مخلوق سب سے اچھی ہے؟''انہوں نے عرض کیا'' ''فرشتے''آپ ﷺ نے فرمایا''وہ ایمان کیوں نہ لائیں جبکہ وہ اپنے رب عزوجل کے پاس ہیں'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تو پھر''انبیاء علیہم السلام''آپ ﷺ نے ارشادفرمایا''وہ ایمان کیوں نہ لائیں حالانکہ ان پرتو وحی نازل ہوتی ہے''صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا''پھر ہم''آپ ﷺ نے ارشادفرمایا''سنو! ایمان لانے کے معاملہ میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جوتمہارے بعدایمان لائیں گے وہ (صرف) صحیفوں میں تحریریں پڑھ کرایمان لائیں گے۔''

وضاحت : یہ حدیث ضعیف ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سلسلہ احادیث الضعیفہ والموضوعہ از البانی جلد دوم حدیث نمبر 647

ﷺ ((عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ : كَمَا لاَ يَنْفَعُ مَعَ الْشِّرْكِ شَيْئٌ كَذٰلِكَ لاَ يَضُرُّ مَعَ الْاِيْمَانِ شَيْئٌ))

''حضرت عمرابن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سناہے''جس طرح شرک کی موجودگی میں کوئی نیک عمل فائدہ نہیں دیتااس طرح ایمان کی موجودگی میں کوئی براعمل نقصان نہیں پہنچاتا۔''

وضاحت : یہ حدیث بے بنیاد ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوالموضوعات جلداول باب لایضر مع الایمان

ﷺ ((مَنْ قَالَ الْاِيْمَانُ يَزِيْدُ وَيَنْقُصُ فَقَدْ خَرَجَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ وَمَنْ قَالَ اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَيْسَ لَهُ فِيْ الْاِسْلاَمِ نَصِيْبٌ))

''جس نے کہاایمان گھٹتااور بڑھتاہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکل گیااور جس نے کہاانشاءاللہ میں مومن ہوں اس کااسلام میں کوئی حصہ نہیں۔''

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوالفوائدالمجموعہ حدیث نمبر 1294

((اَلْاِیْمَانُ مُثْبَتٌ فِی الْقَلْبِ کَالْجِبَالِ الرَّوَاسِیَ وَزِیَادَتُہٗ وَنَقْصُہٗ کُفْرٌ))

''ایمان دل میں گڑے ہوئے پہاڑ کی طرح جما رہتا ہے اس کی زیادتی یا کمی (پر ایمان رکھنا) کفر ہے۔''

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے ملاحظہ ہو سلسلہ احادیث الضعیفہ والموضوعہ از البانی جلد دوم حدیث نمبر 464

((اَلْاِیْمَانُ نِصْفَانِ نِصْفٌ فِی الصَّبْرِ نِصْفٌ فِی الشُّکْرِ))

''ایمان کے دو حصے ہیں نصف صبر اور نصف شکر۔''

وضاحت : یہ حدیث ضعیف ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سلسلہ احادیث الضعیفہ والموضوعہ از البانی جلد دوم حدیث نمبر 625

((حُبُّ الْوَطْنِ مِنَ الْاِیْمَانِ))

''وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔''

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے ملاحظہ ہو سلسلہ احادیث الضعیفہ والموضوعہ از البانی جلد اول حدیث نمبر 36

((عَلَیْکُمْ بِلِبَاسِ الصُّوْفِ تَجِدُوْا حَلاَوَۃَ الْاِیْمَانِ فِیْ قُلُوْبِکُمْ))

''صوف (اون) کا لباس ضرور پہنو اس سے اپنے دلوں میں ایمان کی صحیح لذت محسوس کرو گے۔''

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے ملاحظہ ہو سلسلہ احادیث الضعیفہ والموضوعہ از البانی جلد اول حدیث نمبر 90

- ((قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لاَ یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ))

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے اولیاء میری قباء میں ہیں جنہیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے ملاحظہ ہو شریعت وطریقت از عبدالرحمٰن کیلانی صفحہ نمبر 466

((قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ تَلاَمِیْذُ الرَّحْمٰنِ))

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے سنو! بے شک اولیاء اللہ رحمان کے شاگرد ہیں۔''

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے ملاحظہ ہو شریعت وطریقت صفحہ نمبر 466

- ((اَلْاَبْدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلاَثُوْنَ بِھِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِھِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِھِمْ تُنْصَرُوْنَ))

''میری امت میں تیس ابدال ہوں گے انہی کی وجہ سے زمین قائم رہے گی انہی کی وجہ سے تم پر بارش برسے گی اور انہی کی وجہ سے تم مدد کئے جاؤ گے۔''

وضاحت : یہ حدیث ضعیف ہے ملاحظہ ہو ضعیف الجامع الصغیر از البانی حدیث نمبر 2267

ΠΠΠ

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَ أَلْفُ أَلْفِ صَلَاةٍ وَسَلَامٌ عَلٰی أَفْضَلِ الْبَرِیَّاتِ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ أَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

ΠΠΠ

تفہیم السنۃ

کے مطبوعہ حصے

1. توحید کے مسائل
2. اتباع سنت کے مسائل
3. طہارت کے مسائل
4. نماز کے مسائل
5. جنازے کے مسائل
6. درود شریف کے مسائل
7. دعا کے مسائل
8. زکوٰۃ کے مسائل
9. روزوں کے مسائل
10. حج اور عمرہ کے مسائل
11. جہاد کے مسائل
12. نکاح کے مسائل
13. طلاق کے مسائل
14. جنت کا بیان
15. جہنم کا بیان
16. شفاعت کا بیان
17. قبر کا بیان
18. علامات قیامت کا بیان
19. قیامت کا بیان
20. دوستی اور دشمنی
21. فضائل قرآن مجید
22. تعلیمات قرآن مجید
23. فضائل رحمۃ للعالمین ﷺ
24. حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ
25. مساجد کا بیان
26. لباس کا بیان
27. امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بیان
28. کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کا بیان
29. فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (زیر طبع)